صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 28 جولائی 2020ء بمطابق 6 ذی الحج 1441 ہجری سہ پہر تین بجکر پچیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوۡا ؕ وَ کَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ وَجِیۡہًا O یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا O یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا۔

(ترجمہ): مومنو تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ (کو عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے۔ مومنو خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا کی۔ و آخِرُ الدَّعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: تمام آنریبل ممبرز سے گزارش ہے کہ اپنی پرانی سیٹوں پر آجائیں اور جو گیلریز میں بھی ہیں، اپنی اپنی پرانی سیٹوں پر سارے تشریف رکھیں لیکن ماسک کا استعمال ضرور کریں، آپ کی پہلی سیٹ تھی، انہی پر آجائیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: کوئسچنز آور کے بعد کرینگے، کوئسچن نمبر 6262، جناب سردار حسین بابک صاحب!

* 6262 _ جناب سردار حسین: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع بونیر میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر اور اس کے زیر انتظام پچھلے ایک مہینے میں کل کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو بھرتی ہونے والے افراد کے نام، ولدیت، سکونت، تعلیمی قابلیت بمعہ سکیل کے مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات ودیہی ترقی): (الف) جی ہاں۔

(ب) تفصیل درجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام/سکیل	ولدیت	سکونت	تعلیمی قابلیت
1	سہیل زمان، بی پی ایس۔03	شیر زمان	باجکٹہ	میٹرک
2	محمد طفیل، بی پی ایس۔03	عبدالہادی	گوگند	ایف ایس سی
3	سیاب خان، بی پی ایس۔03	نوشیر خان	ریگا	ایف ایس سی
4	عطاء الرحمان، بی پی ایس۔03	امیر رحمان	ملک پور	بی اے
5	اکبر علی، بی پی ایس۔03	سدیر خان	نواں کلے	میٹرک
6	حضرت بلال، بی پی ایس۔03	گل رسول	ریگا	ایف ایس سی

7	افتخار علی، بی پی ایس۔03	صبح اللہ	ڈوکڈہ	ایف اے
8	تاج محمد، پی پی ایس۔03	شیرین	پلیئ	بی اے
9	سید غفور، پی پی ایس۔03	عبدالغفور	ڈگر	مڈل
10	فرمان، بی پی ایس۔03	گل زادہ	چناڑ	میٹرک

جناب سردار حسین: شکریہ، جناب سپیکر! میں نے کوئسچن کیا ہے کہ کیاوزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ ضلع بونیر میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر اوراس کے زیر انتظام پچھلے ایک مہینے میں کل کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے؟ میں نے لسٹ مانگی تھی، مجھے List provide کی گئی ہے، میں مطمئن ہوں۔

Mr. Speaker: You are satisfied!

جناب سردار حسین: جی۔

جناب سپیکر: اوکے، تھینک یو۔ کوئسچن نمبر 6254، جناب بہادر خان صاحب!

* 6254 _ جناب بہادر خان: کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پی کے 16 ضلع دیر لوئر میں سال 2015 سے 2020 تک سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام شروع کیا گیا تھا؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ جن سڑکوں پر کام شروع کیا گیا تھا، ان کے لئے فنڈ بھی منظور ہوا تھا؛

(ج) جن سڑکوں پر کام شروع کیا گیا تھا، ان پر کام جاری ہے یا کام بند ہوا ہے؛

(د) میرے حلقہ پی کے 16 کے لئے سال 2018 تا 2020 کی اے ڈی پی میں کتنا فنڈ ریلیز ہوا ہے اور کتنے روڈز مکمل ہوئے ہیں؛

(ہ) اگر (الف) تا (د) کے جوابات اثبات میں ہوں تو میاں کلی ٹو کامبٹ روڈ، شا لکنڈئ تا گودر روڈ، غوڑہ باندہ روڈ نئی اے ڈی پی میں شامل ہیں یا اس کے لئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ): (جواب معاون خصوصی برائے بلدیات نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) حلقہ پی کے 16 میں کاموں کی تفصیل کی یہ اے ڈی پی نمبر 1605/140830 ہے۔

(1) میاں کلے ٹو کامبٹ روڈ زمین کی لاگت کی وجہ سے ٹینڈر نہیں ہوا ہے۔

(2) غوڑہ بانڈہ پر کام جاری ہے، 80 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 20 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 کو مکمل کیا جائے گا۔

(3) نوکوٹوں روڈ پر کام جاری ہے، 60 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 40 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

اے ڈی پی نمبر 1611/150837 پر کام کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) شالکنڈی ٹو گودر روڈ Earth work & Structure work 60 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 40 فیصد کام فنڈز کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

(2) قاضی آباد تتر روڈ جون 2020 تک مکمل ہو جائے گا۔

اے ڈی پی نمبر 1616/150965 پر کام کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) زروالی بانڈہ روڈ Earth work & Structure work 60 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 40 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

(2) مرخنوں ٹو ناصر روڈ 60 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 40 فیصد کام ٹینڈر ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

(3) آدم شاہ جونی کلے روڈ پر 60 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 40 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

(4) خوڑ ٹو انزاروں بانڈہ پر 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 30 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

(5) پٹن ٹو باتوروں بانڈہ پر 90 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 10 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

(6) جنگئی ٹو باتوروں روڈ پر 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 30 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

(7) پی سی سی شونٹالہ روڈ جون 2019 میں مکمل ہو گیا ہے۔

(8) ڈنڈونوں روڈ جون 2017 میں مکمل ہو گیا ہے۔

(9) گولر روڈ جون 2017 میں مکمل ہو گیا ہے۔

(10) تیتر بالا اور گل ڈھیرے روڈ جون 2020 میں مکمل ہو گیا ہے۔

(11) قاشوں ڈل روڈ 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 30 فیصد کام فنڈز ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا۔

پی کے 16 کی 2015 تا 2020 اے او ایم اینڈ آر فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال 15-2014 کی مد میں گدار روڈ، ٹاکوروں رڈ، آداروں روڈ پر 4.927 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سال16-2015 کی مد میں معیار پل، اسلام ڈھیری اور کٹہ سر، ہاشم روڈ پر 5.475 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سال17-2016 کی مد میں تنگی خزانہ، کوٹکے پل، معیار مسکینی روڈ پر 4.127 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سال18-2017 کی مد میں نوکوٹوں، تنگی بابا گنڈھیری روڈ پر 2.841 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سال19-2018 کی مد میں میاں کلے، شاہ معیار شوکلے، میاں کلے پائین 7.616 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سال20-2019 کی میں پی کے 16 میں 14.00 ملین روپے میاں کلے روڈ کے لئے سیونگ سے منظور ہوئے تھے لیکن Covid-19 لاک ڈاؤن کی وجہ سے Tender approval میں تاخیر ہوئی اور لاک ڈاؤن ختم ہونے کے بعد صوبائی حکومت نے اے ڈی پی 20-2019 کام پر 50 فیصد کٹ لگا دیا گیا جس کی وجہ سے پی کے 16 میں اے او ایم اینڈ آر میں کام نہ ہو سکا۔

(د) حلقہ پی کے 16 میں کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ یہ اے ڈی پی نمبر 1605/140830 ہے۔

Fund Released

2019-20	2018-19	
0.262	13.654	خصار روڈ مکمل ہو چکا ہے۔
0.242	0.434	نوکوٹو روڈ میں Earth work 7 structure work پر کام جاری ہے۔

غوڑہ بانڈہ روڈ پر کام جاری ہے۔	17.172	5.880

اے ڈی پی نمبر 1611/150837

زروالی بانڈہ روڈ پر Earth work & structure work مکمل ہو چکا ہے۔	0.454	0.547
مرخنوں ٹو ناصر روڈ پر Earth work & structure work مکمل ہو چکا ہے۔	1.472	0.000
آدم شاہ جونی کلے روڈ پر Earth work & structure work مکمل ہو چکا ہے۔	0.381	0.459
خوڑ ٹو انزاروں بانڈہ پر کام جاری ہے۔	0.000	6.479
پٹن ٹو باتوروں روڈ پر کام جاری ہے۔	0.316	5.879
جبگی ٹو باتوروں روڈ پر فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہے۔	0.672	2.952
پی سی سی روڈ شونٹالہ کا کام مکمل ہو گیا ہے۔	0.749	0.000
ڈنڈونوں روڈ کا کام مکمل ہو گیا ہے۔	0.384	0.453
گولر روڈ کا کام مکمل ہو گیا ہے۔	0.201	0.244
تتر بالا اینڈ گل ڈھیری روڈ کا کام مکمل ہو گیا ہے۔	5.894	8.920

اے ڈی پی نمبر 1611/150837

شالکنڈی گودر روڈ پر فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہے۔	4.127	1.223
ٹاکوروں روڈ پر فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہے۔	0.356	0.314
قاضی آباد تتر روڈ مکمل ہو چکا ہے۔	5.258	2.209

(ہ) جی ہاں۔

(1) میاں گلی ٹو کامبٹ روڈ شالکنڈئی تا گودر روڈ، غوڑہ بانڈہ روڈ اے ڈی پی 21-2020 میں شامل ہیں۔

(2) اے ڈی پی 21-2020 میں ایلوکیشن درج ذیل ہے۔

(i) اے ڈی پی نمبر 1605/140830 میاں کلے ٹو کامبٹ، غوڑہ بانڈہ اور نوکوٹوں روڈ کے لئے 50.00 ملین رقم مختص کی گئی ہے۔

(ii) اے ڈی پی نمبر 1611/150837 شالکنڈی تا گودر روڈ، ٹاکوروں روڈ اور قاضی آباد 15.00 ملین رقم مختص کی گئی ہے۔

(iii) اے ڈی پی نمبر 1616/150965 زروالی بانڈہ، مرخنوں، آدم شاہ جونی کلے، خوڑٹو انزاروں، پٹن ٹو باتوروں، جبگئی ٹو باتوروں، گولر، تتر بالا، قاشاں ڈل روڈ کے لئے 10.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب بہادر خان: شکریہ، جناب سپیکر! کیا وزیر مواصلات ارشاد فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ پی کے۔16 ضلع دیر لوئر میں سال 2015 سے 2020 تک سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام شروع کیا گیا ہے؟ آیا یہ درست ہے کہ جن سڑکوں پر کام شروع کیا گیا، د سړکونو نومونه ئے هم څه لاندې ورکړې دی، دا زه لږ وایم، دا دومره ډیر سړکونه پراته دی د 2015 نه د 2016 نه هم دغه شان راروان کړی دی او پراته دی، په دیکښې چالیس فیصد، میاں کلے ٹو کامبٹ، غوڑہ بانڈہ فنڈ ملنے کی صورت میں دسمبر 2020 تک مکمل کیا جائے گا، شالکنڈئی ٹو گودر، قاضی آباد، تتر، زروالی بانڈہ، مرخنوں ٹو ناصر، آدم شاہ جونی کلے روڈ، خوڑ ٹو انزروں بانڈہ، پٹن ٹو باتوروں روڈ، جبگئی ٹو باتوروں روڈ، پی سی سی شو نٹالہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہادر خان صاحب! سپلیمنٹری کوئسچن کریں، Answer تو آپ نے پڑھ لیا، اب آپ کو جو اعتراض ہے وہ بات کریں۔

جناب بہادر خان: یره جی اعتراض دا دے چې دا ګیاره روډونه دی، دلته په دیکښې ئے پنځه روپۍ هم نه دی ایښودلی، لکه پیسې ئے پکښې نه دی ایښودلی او دلته کښې دا هم تقریباً لس روډونه دی، په دیکښې ئے هم نه دی ایښودلی او په دې یو، دوه، دریو کښې ئے ایښودلی دی، دا د نیشت برابر دی، پچاس ملین ئے په دې میاں کلی ټو کامبټ کښې ایښودلی دی، په دیکښې تر اوسه پورې هیڅ کار نه دے شوے، د زمکې د پیسو د اغستو پرابلم دے، لا ټینډر هم پرې نه دے شوے او پندره ملین ئے په دې ګودر ټاکور او شالکنډئی په دې روډونو کښې

ایښنودې دی چې هغه د چائے پانی هم نه کيږی، دغه شان دس ملين په دې لسو روډونو کښې ئے ایښنودې دی، زه دا وایم چې د دې اوس پیسې نشته دے، دا خو په ترجیح بنیاد باندې زړو روډونو له تاسو ورکوئ یا زړو سکیمونه له ئے تاسو ورکوئ، ځکه چې د بلامبټ ایریګیشن تاسو په دې وجه په اے ډی پی کښې نه دے شامل کړے، دا وائی چې هغه Revising دے، هغه زوړ سکیم دے، تاسو وایئ چې پیسې نشته دے او مونږ زړو روډونو له یا زړو کارونو له ترجیح ورکوؤ نو چې تاسو زړو له ترجیح ورکوئ، د 2015 نه دا هم ستاسو په حکومت کښې منظور شوی دی او دا وران پراته دی نو په دیکښې تاسو پیسې ولې نه ورکوئ او دا د اے ډی پی سکیمونه دی، دې له ترجیح ولې نه ورکوئ؟ دې له به پیسې تاسو سرکال اوباسئ، دا به سرکال مکمل کړئ کنه؟ بس ما له دا جواب راکړه۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جناب سردار حسین بابک صاحب! سپلیمنٹری۔

جناب سردار حسین: شکریہ، جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ ڈیپارٹمنٹ تو سی ایم صاحب کے پاس ہے، کون جواب دے گا؟ یہ تو ابھی میرے خیال میں معلوم نہیں لیکن یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ 15-2014 سے 16-2015 تک چھوٹے چھوٹے روڈز ہیں، ایک کلومیٹر، ڈیڑھ کلومیٹر، دو کلومیٹر اور آپ خود اندازہ کریں کہ پچھلے پانچ سال سے، چھ سال سے ان گاؤں کے جو لوگ ہیں وہ رل گئے ہیں، جناب سپیکر! ہم بھی ٹھیکیدار کو Pressurize کرتے ہیں اور حکومت بھی Pressurize کرتی ہے لیکن وہاں پر جو ارد گرد لوگ ہیں، میں اپنے حلقے کے لوگوں کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ غازی کوٹ، اشاڑی، امازئی، منگل تانہ، گندی کوٹ، باغ درہ ہند، در گلئی اور اسی طرح بہت ساری سکیمیں ہیں، وہاں پر عوام اپنے ممبران کو گالیاں دے رہے ہیں، اب المیہ یہ ہے کہ حکومت وضاحت کرے، اللہ نہ کرے کہ انسانی اور قدرتی آفت آئی نہیں، جون میں جو ریلیز ہونے تھے، انہی ریلیز زپر پچاس فیصد کٹ لگایا گیا، اب کم از کم اس فلور آف دی ہاؤس سے سارے صوبے کے عوام کو یہ بتایا جائے کہ مشکل کیوں ہے، آیا مالی طور پر مشکل ہے؟ اگر مشکل ہے تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں، اگر حکومت کے پاس اس چیز کا کوئی حل نہیں ہے تو ہم بار بار فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ہم آفر کرتے ہیں، ان تمام ممبران سے آپ پوچھیں، آپ کے حلقے میں بھی یہی حالت ہوگی کہ فنڈ کی کمی ہے، ہاں حکومتی ممبران کے حلقوں میں تھوڑی بہت Re-appropriation

کر کے جہاں پر ان کی خواہش ہوتی ہے، مجبوری ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ وہاں ریلیز ز ہو جاتی ہیں لیکن حکومت آج فلور آف دی ہاؤس پر بتائے، لوگ اپنے ممبران کو برا بلا کہتے ہیں، اپنے گاؤں میں اور ہم یہاں پر اپنے علاقے کے مسائل اٹھاتے ہیں، حکومت کو آج بتانا چاہیئے کہ مشکل کب ختم ہو گی، مشکل کیا ہے، مشکلات کی وجوہات کیا ہیں؟ ان مشکلات میں ہم اپوزیشن حکومت کا ساتھ دے سکتے ہیں، وہ بھی ہمیں بتائیں، جناب سپیکر! ہم ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔

Mr. Speaker: Who will respond? Kamran Bangash Sahib, please respond.

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): تھینک یو، مسٹر سپیکر! دونوں آنریبل ممبران نے بہت اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے، خوشدل خان صاحب بھی شاید کوئی بات کرنا چاہتے ہیں، جو کوئسچن ہے، اس میں اگر آپ ان کے Answer دیکھ لیں تو کافی Elaborate answer دیا ہے اور۔۔۔۔۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: ان کو پہلے جواب دینے دیں، ان کو بات کرنے دیں، پھر آپ بات کر لیں، آپ پھر بات کر لیں، آپ کو میں پھر موقع دے دوں گا نا، پہلے ان کا جواب سن لیں، ابھی فلور ان کے پاس ہے۔ جی کامران بنگش صاحب!

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! انہوں نے کافی ڈیٹیل میں Answer دیا ہے، بابک صاحب نے جو بات کی ہے کہ کیا مشکلات ہیں؟ ان کے ساتھ Already Finance Minister نے ڈسکس کیا تھا، ہم ان کو مالی حالات بھی بتادینگے، اس کے اوپر بریفنگ بھی ان کو مل جائے گی اور یہ جو کوئسچن ہے، اس کا تو Elaborate answer ہے، یہ جو باقی ریلیز ز کی بات کر رہے ہیں، اگر اس کے بارے میں ایک اور کوئسچن دے دیا جائے یا ڈیپارٹمنٹ سے ہم Further detail منگوا لیں کیونکہ انہوں نے جو کوئسچن پوچھا ہے، اس کا ڈیٹیل میں Answer دیا جا چکا ہے۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی بابک صاحب!

جناب سردار حسین: دیکھیں جناب سپیکر! ایک تو ظاہر ہے کہ Collective responsibility ہے، ہم اعتراض نہیں کرتے ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اتنی غیر ذمہ داری کے ساتھ ایک منسٹر کا جواب دینا، یہ کوسچن ہے، Collective responsibility ہے، اب اگر منسٹر نہیں ہے، ایڈوائزر بھی نہیں ہے تو آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ مالی حالت کیوں خراب ہے؟ اب یہ تو کوئی جواب ہی نہیں ہے کہ پچھلے چھ سات سالوں سے چھوٹی چھوٹی سکیمیں جاری ہیں، ان کے لئے فنڈ نہیں ہے، ان کا یہ جواب نہیں آنا چاہیئے، Separate جواب آنا چاہیئے۔ جناب سپیکر! حکومت کے ہر ممبر کو اور ہر منسٹر کو پتہ ہونا چاہیئے، Simple سا ہمارا کوسچن ہے، ہم پوچھنا چاہتے ہیں، ہم تو کوئی الزام نہیں لگا رہے ہیں، ہم تو پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا کیا مشکل ہے، مشکل کیا ہے؟ ہم اپنے علاقوں میں لوگوں کو کیا بتائیں کہ وہ ہمیں بتائیں، تاکہ ہماری بھی جان چھوٹ جائے، اس اسمبلی کے تمام ممبران جب یہاں سے اٹھتے ہیں، اپنے علاقوں کی وکالت کرتے ہیں، نمائندگی کرتے ہیں، حکومت کا جواب جو ہے وہ جا کے اپنی Constituency کو بتانا ہے، اپنی Constituency کو بتانا ہے تو اب ہمیں بتایا جائے کہ مشکل کہاں پر ہے اور کیوں ہے، حل کیا ہے؟ Simple سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی کامران بنگش صاحب!

معاون خصوصی برائے بلدیات: جناب سپیکر! کافی تفصیل سے ان کو جواب مل جائے گا، فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے انہوں نے جو کوسچن کیا ہے، میں فنانس کے بارے میں زیادہ Technical understanding نہیں ہے، میں یہ ایڈمٹ کرتا ہوں، ان کا جو کوسچن ہے، That is totally not relevant to this one، میں اس کوسچن کے بارے میں جو سیچویشن بتا رہا ہوں کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ستر فیصد، کہیں پر اسی فیصد، کہیں پر ساٹھ فیصد کام ہو چکا ہے، ان کا اگلا سوال یہ ہے کہ یہ بقایا جو کام رہتا ہے وہ کب تک ہو گا؟ ڈیپارٹمنٹ ان کو Further details provide کر دے گا، ابھی میرے پاس جو Answer ہے، اس میں ان کے پچھلے کوسچن کا جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی بہادر خان صاحب، اب جواب تو آ گیا ہے۔

جناب بہادر خان: نہیں، یہاں یہ جواب نہیں آیا ہے۔ دیکښې پیسې نشته دے، دا چالیس فیصد، ساٹھ فیصد او ستر فیصد چې پاتې دی، دا وران پراته دی، په دیکښې

روپئ نشته دے نو دا به څنګه تر 2020 پورې مکمل شي؟ ما سره د پیسو خبره اوکړی چې یره دې له پیسې ورکوی که نه ورکوی؟ د دې 2020 پورې دې پوخ کړی خو پیسې دې ورکړی کنه، د دوئ خبره د فنانس ده او هغه غټه خبره دا ده چې دوئ د قومی اسمبلئ ممبر له په دې حلقه کښې چې پچیس کروړ روپئ ورکړې دی، دا دوئ له پکار وو که دا هغه له پکار وو، هغه نوی سکیمونو له اغستی دی او هغه د مرکز ممبر دے، زه د دې صوبې ممبر یم، دا ستا سو منظور شده د پراونشل ګورنمنټ سرکونه دی، دې له ئے نه ورکوی، دې له پیسې نشته دے او د قومی اسمبلئ ممبر له پیسې شته دے، هغه نوی سکیمونه هم په دغه ځائې کښې کوی، دا بالکل غلطه ده یا ئے کمیټئ ته اولیږئ یا دې دا Surety راکړی چې دې له به پیسې ورکوی، دا ټهیک خبره ده، د 2020 پورې چې څنګه دوئ وئیلی دی نو مکمل ئے کړئ۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی خوشدل خان صاحب!

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب! بہادر خان صاحب نے جو کوئسچن کیا ہے، میرے بھائی نے اس کا جواب دیا، دیکھیں یہ ہر حلقے کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، میرا جو حلقہ ہے، پی کے 70اور پی کے 71، اب میرا یہاں جو Peshawar Uplift Program کے تحت ہر ایم این ایز جو ہمارے یہاں پانچ ایم این ایز ہیں ان کو دس دس کروڑ روپے دیئے ہیں، آخر Under which law? مطلب ہے They are entitled اگر آپ DDAC Act کو 1989 کو دیکھیں، وہاں پر ایم این اے کا نام ہی نہیں، وہاں پر ایم پی اے کا نام ہے، اس طرح انہوں نے یہ جو Pesawar Uplift Program ہے، شاہ فرمان کو کس قانون کے تحت بیس کروڑ دو سو ملین روپے دیئے ہیں؟ وہ تو نہ اسمبلی کا ممبر ہے، وہ تو گورنر ہے، And he is the agent of the Federal Government، ان کا تو ہمارے ساتھ کوئی کام ہی نہیں ہے لیکن ان کو میں کیا بتاؤں، یہاں پر ہماری ایک لیڈی خاتون ہے، نام عائشہ نعیم ہے، پرسوں مجھے پیسکو سے پتہ چلا کہ ان کے نام پر She belongs to district Swabi، ان کو دو کروڑ روپے گورنر نے دیئے ہیں، کس مد کے تحت ہمارے حلقے پی کے 70 میں بجلی کے کام کر رہی ہیں؟ انہوں نے پیسے بھی جمع

کئے، اب میں مجبور ہوں کہ میں عدالت جاؤں گا، یہ ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ آپ نے Stay لیا ہے، میں Stay نہیں لیتا، اگر میرے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں، میرے حلقے کے لوگوں کے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں تو میرا ایک انصاف کا دروازہ یا ہائی کورٹ ہے یا سپریم کورٹ ہے، جب آپ انصاف نہیں کرتے، کیا عائشہ نعیم کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ Reserved seat پر ہے وہ صوابی سے Belong کرتی ہیں اور وہ پی کے 70 پر کام کر رہی ہیں، انہوں نے اس کو کس قانون کے تحت پیسے دیئے؟ سر! آپ سے میں ریکویسٹ کروں گا، آپ ہمارے بڑے ہیں، آپ کسٹوڈین ہیں، آپ ہمارے سرپرست ہیں، آپ ان سے پوچھیں کہ کس قانون کے تحت آپ نے عائشہ نعیم کو دو کروڑ روپے دیئے تھے؟ وہ اب میرے حلقے میں ارمڑ بالا، ارمڑ میانہ، سوڑیزئی میں وہ بجلی کے کام کر رہی ہیں، یہ کیا بات ہے، یہ بے انصافی ہے، آپ ہماری Favour نہ کریں لیکن آپ آئین اور قانون کے مطابق دیکھ لیں کہ یہ کیا کر رہی ہے؟ ہم احتجاج نہیں کرینگے، ہم نہیں روئیں گے، یہ ہمارے ساتھی خفا ہوتے ہیں کہ آپ نے Stay لیا ہے۔ سر! ایک دوسری بات ہے، اب اے ڈی پی میں آپ نے دیکھا ہو گا، سب کو روڈز دیئے ہیں، کامران بنگش صاحب کو بھی پتہ ہے، مجھے اور صلاح الدین کے ساتھ کیا کیا ہے؟ ایم اینڈ آر میں دیا ہے، سب کو اے ڈی پی میں دیا گیا ہے اور مجھے تو ایم اینڈ آر میں، وہ تو میرا اپنا حق بنتا ہے اور وہ ایم اینڈ آر میں جو ہوتا ہے اس میں نیو سڑک تعمیر نہیں ہو سکتی ہے، کنسٹرکشن نہیں ہو سکتی ہے، اس میں تو پرانے روڈوں پر کام ہوتے ہیں، اب میں ہائی کورٹ نہیں چلا جاؤں گا، اب پشاور کے ہر ایم پی اے کو پانچ کروڑ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والوں نے دیئے ہیں، مجھے ایک پیسہ بھی نہیں دیا، میں کہاں جاؤں گا، کیا میں Elected representative نہیں ہوں، کیا لوگوں نے مجھے ووٹ نہیں دیا ہے؟ پھر ایسے حالات میں میں نے الیکشن جیتا ہے کہ جو بھی تھا وہ ہمارے خلاف تھا، سب حالات ہمارے خلاف تھے، اس میں عوام نے ہم پر بھروسہ کر کے، اعتماد کر کے ہمیں ووٹ دیا، یہاں پر ہاؤس میں ہمیں بھیجا ہے۔ سر! مہربانی کر کے آپ ہماری ایک میٹنگ بلا لیں، ہمیں ان کے ساتھ بٹھا دیں، اب میں ہر ایک کیس میں ہائی کورٹ جاؤں گا، ہر ایک کیس میں Stay لوں گا، یہ تو میری چند گزارشات تھیں۔

جناب سپیکر: جی عنایت صاحب!

جناب عنایت اللہ: چونکہ انہوں نے بات کر دی ہے، اسی Continuation میں میں بھی کرتا ہوں کہ ایم این ایز کو ہر حلقے کے اندر فنڈز دیئے گئے ہیں، پچیس سے تیس کروڑ، چالیس کروڑ، Depend کرتا ہے کہ ایم این اے کتنا طاقتور ہے، ہم منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو صوبائی اے ڈی پی ہے، یہ ایم این ایز کے پاس ہے یا ایم پی ایز کے پاس ہے؟ اس سے پہلے کس حکومت کے اندر ایم این ایز کو اتنے زیادہ فنڈز دیئے جاتے تھے؟

جناب سپیکر: جی کامران بنگش صاحب!

جناب بلاول آفریدی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: کریں نا، آپ بھی کریں، بلاول صاحب کا مائیک آن کریں۔

جناب بلاول آفریدی: جناب سپیکر صاحب! جیسے اپوزیشن کے جو آنریبل ممبرز ہیں انہوں نے بات کی کہ ایم این ایز جو ہیں ہمارے فنڈز میں Directly involved ہو رہے ہیں And this is ground reality جو ایک ڈائریکشن ہے، Obviously پراونشل لیول پر جو فنڈز ہیں، پراونشل لیول پر وہ Obviously جو ایم پی ایز ہیں عوامی نمائندے، یہ بھی ان کا حق بنتا ہے، اس میں نہ تو ایم این ایز کا حق بنتا ہے کیونکہ خود میرے چاچو جو ہیں وہ سینیٹر ہیں، میں ان کے فنڈ کو بھی اپنے فنڈ میں نہیں مانتا، ایم این اے کا بھی اس فنڈ میں حصہ نہیں ہونا چاہیئے، نہ سینیٹر کا ہونا چاہیئے، جو جائز فنڈ ہے وہ ہمارا ہی ہے، ایک ترتیب جو You can call it، یہاں پر جو پراونشل فنڈز Utilize ہوتے ہیں، اس کی جو بھی ڈائریکشن ہے وہ Same, as جو ڈائریکشن ہے، Newly merged districts میں بھی اس کو Follow کیا جائے تاکہ اس میں جو اسلام آباد میں ہمارے معزز عوامی نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، ان کا یہاں پر کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہمارے فنڈز میں اپنا حصہ مانگیں یا کوئی ایسی اور بات کریں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی سردار یوسف صاحب!

سردار محمد یوسف زمان: شکریہ جناب سپیکر! واقعی یہ بڑا اہم مسئلہ ہے کہ اب پراونشل اسمبلی ہے، ہر حلقے سے نمائندہ منتخب ہو کر یہاں آتے ہیں، یہاں جو بجٹ پروانشل اسمبلی پاس کرتی ہے، ایم این اے کا کام آئینی طور پر ان کا یہ بھی نہیں ہے، یہ صوبائی حکومت کا کام ہی ڈیویلپمنٹ کا اور باقی سارے کام جو بھی ہیں، جہاں

تک Discretionary funds جو ہوتے ہیں، فیڈرل گورنمنٹ پرائم منسٹر بھی اس وقت وہ اس طریقے سے نہیں دے سکتا کیونکہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے، اس کے مطابق جہاں ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے ایک پروگرام انہوں نے رکھا ہے لیکن یہ پہلی دفعہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بجائے ہمارے ایم این ایز وہاں مرکز سے کچھ حصہ لیں، زیادہ فنڈز لیں، اپنے حلقوں میں خرچ کریں، ہمیں بھی دیں لیکن وہ یہاں صوبائی حکومت سے یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں، یہاں سے چاہتے ہیں کہ وہ فنڈ لے کر وہاں پر خرچ کریں، جب کہ حلقہ وہاں پر ہے، ہر حلقے کا نمائندہ موجود ہے اور پھر یہ خدانخواستہ کسی کے خلاف اگر یہ فنڈز استعمال کئے جاتے ہیں تو وہ بھی اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور جو ایم پی ایز ہیں ان کا حق بنتا ہے کہ جو بھی ڈیویلپمنٹ فنڈ ہے یا ترقیاتی کام ہے وہ ان کے ذریعے خرچ کئے جائیں۔ یہاں تو پہلے کئی دفعہ بات ہوئی تھی اور قانونی فیصلہ کورٹ کا یہ ہوا کہ تمام علاقے برابری کے مستحق ہیں، چاہے اپوزیشن کے ہیں، چاہے گورنمنٹ پارٹی کے ہیں لیکن اس کی Violation ہوتی ہے لیکن فیصلے جو ہیں وہ تو ہوئے ہیں، اگر اس سے کوئی انکار کرے گا تو اس کی اپنی ایک ذمہ داری بنتی ہے لیکن یہ عجیب سی بات ہوتی ہے کہ جہاں تک میں نے دیکھا ہے، ایم این ایز جو فنڈ لاتے ہیں وہ ایسی جگہ میں جس کی Duplication بھی ہوتی ہے، Already ایک سکیم شامل ہے، وہاں پر صرف اور صرف سیاسی مفاد کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں، اپنا نام پیدا کرنے کے لئے تو اس لئے اس طریقے سے جتنے بھی فنڈز صوبائی حکومت یا چیف منسٹر صاحب سے وہ لیتے ہیں، ان کو نہیں دینے چاہئیں بلکہ متعلقہ ایم پی ایز کے ذریعے یہ فنڈ وہاں خرچ ہونا چاہیئے اور ترقیاتی کام شامل کرنا چاہیئے، ایم پی اے کی Proposal پر۔

Mr. Speaker: Last word from the Minister, ji, Kamran Bangish!

معاون خصوصی برائے بلدیات: شکریہ جناب سپیکر صاحب! میری ایک Humble submission ہے، میرے آنریبل ممبرز کی کچھ باتیں ٹھیک بھی ہونگی، لازماً ان کے بارے میں کافی جرگے اور Negotiations بھی ہو چکی ہیں ان کے ساتھ، میری آپ سے ریکویسٹ ہے، آپ بھی ہیں، ڈپٹی سپیکر صاحب بھی ہیں، اگر آپ ایک دفعہ ایک Collective پھر سے یہ Effort کرلیں کیونکہ ساروں کا تقریباً More or less similar issue ہے، اس پر گورنمنٹ کی طرف سے بھی اور جو اپوزیشن بنچز ہیں، ان کی طرف سے بھی ایک فارمولہ بن جائے تاکہ ہم Accordingly اس کو آپ کی سربراہی میں

Communicate کر دیں، یہ میرے خیال سے Once and for all یہ ایشو Resolve ہونا ضروری ہے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، اس میں فارمولہ طے ہو چکا تھا، ہماری کمیٹی بنی ہوئی تھی، اب یہ اس سے الگ بات ہے کہ جو یہ کر رہے ہیں، اس کے لئے Best یہ ہے کہ اب کل بھی میں نے بتایا تھا کہ سی ایم صاحب کے ساتھ پارلیمنٹری لیڈرز کی جو کمیٹی ہے، آپ کی جو سرکاری کمیٹی ہے، اس کی میٹنگ رکھ لیں، میں بھی اس میں آجاؤں گا، پھر وہاں پر اپنی بات کریں تاکہ سی ایم صاحب پھر ان کو جواب دے دیں، ٹھیک ہے؟ آپ عید کے فوراً بعد وہ میٹنگ Plan کر لیں، پارلیمانی لیڈرز جو ہیں، اپنے ممبران سے جو بھی ان کے تحفظات ہیں، وہ اپنے پاس نوٹ کریں تاکہ اس میٹنگ میں، سی ایم صاحب نے خود کہا تھا کہ یہ جو کمیٹیز بنائی ہیں، اس کے پیچھے یہی سپرٹ تھی، چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ایوان کا جو ایک ماحول ہے وہ خوشگوار رہے اور اگر گورنمنٹ ہو یا اپوزیشن ہو، سارے اس ایوان کے آنریبل ممبرز ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ چھوٹی موٹی باتیں کمیٹیز آپس میں بیٹھ کر طے کر لیں اور جو بڑے لیول کی بات ہو تو وہ پھر آپ میرے پاس لے آئیں، اس لحاظ سے ہم ایک میٹنگ Plan کر لیتے ہیں، ٹھیک ہے؟ تھینک یو۔

جناب بہادر خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ہر بات پر رولنگ تو نہیں ہوتی نا، ہم میٹنگ۔

جناب بہادر خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ میں نے چیف منسٹر صاحب کے Words دہرائے ہیں کہ ان کی اپنی بھی یہی کوشش ہے، ہاؤس کا جو تقدس ہے وہ بھی برقرار رہے اور ماحول بھی خوشگوار رہے، اس لئے کمیٹیز بنائی گئیں، دونوں سائڈوں سے وہ کمیٹیز آپس میں Meet کرتی ہیں، آپ نے ابھی تک بڑی اچھی میٹنگز کی ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ بڑی کوئی بات ہو تو میرے پاس لے آئیں، یہ ان شاءاللہ ان کے پاس لے جائیں گے، حل نکل آئے گا، آپ بے غم رہیں، اب تو بہت زیادہ بات ہو گئی ہے۔ جی بہادر خان صاحب!

جناب بہادر خان: سر! ما دا ریکویسټ کولو چې ارباب صاحب ایم این اے صاحب له تیس کروړ روپئ په مرکز کښې هم ورکړې دی او پچیس کروړ روپئ دلته په

کوم حساب کښې دوئ ورکړې دی، هغه زما پیسې ئے راغستی دی، زما د حلقې پیسې ئے هغه ته ورکړې دی او په نوی سکیمونو کښې ئے ورکړې دی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بہادر خان صاحب سے یہی بات ہوئی ہے کہ یہ پارلیمانی لیڈرز کی چیف منسٹر کے ساتھ میٹنگ کر لیں۔

جناب بہادر خان: د پراونشنل بجټ دلته زه کټ موشن پیش کوم، دلته زه بجټ پاس کوم، دلته زه ناست یم، د دې پراونشنل حکومت پیسې څنګه مرکز ته ورکوئ؟ لکه د دې به زه افتتاح کوم، تجویز تائید به ئے زه کوم، خبره به زه کوم، دے په کوم حساب کتاب کښې پچس کروړ یا۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بات ہوئی نا، اس پر سیر حاصل بحث ہوئی ہے، منسٹر صاحب نے جواب بھی دے دیا اور یہ راستہ نکالا گیا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کے ساتھ جلد پارلیمنٹری لیڈرز کی جو کمیٹی بنی ہوئی ہے، گورنمنٹ کی کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ بیٹھ کے بات چیت کریں گے، اس مسئلے کا حل نکل آئے گا، ٹھیک ہے، تھینک یو۔ کوئسچن نمبر 6240، جناب ملک بادشاہ صالح صاحب، وہ نہیں ہیں۔ اگلا کوئسچن ہے 6241، یہ بھی ملک بادشاہ صالح صاحب کا ہے وہ نہیں ہیں تو یہ کوئسچن لیپس ہو گیا۔ کوئسچن نمبر 6242، محترمہ حمیرا خاتون صاحبہ!

* 6242 _ محترمہ حمیرا خاتون: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت صوبہ بھر میں کتنے مقامات پر ٹول ٹیکس وصولی کے لئے ٹول پلازے قائم ہیں، ان کی ضلع وائز تعداد کتنی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبہ بھر میں قائم ٹول پلازوں سے حاصل ہونے والی آمدن کی سال اور ضلع وائز مالیت کتنی ہے، نیز گزشتہ پانچ سالوں کے دوران گاڑیوں کے ٹول ٹیکس میں کس تناسب سے کتنی بار اضافہ کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے اور ٹول ٹیکس میں اضافے کے لئے اپنائے گئے طریقہ کار کی وضاحت کی جائے؟

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): (الف) پی ڈی اے کے زیر انتظام صرف ایک ٹول پلازہ ہے جو کہ حیات آباد انٹری گیٹ کے نزدیک رنگ روڈ پر واقع ہے۔

(ب) مذکورہ بالا ٹول پلازہ سے سال 19-2018 میں مبلغ 6 کروڑ 45 لاکھ روپے اور سال 20-2019 میں مبلغ 4 کروڑ 45 لاکھ 40 ہزار روپے آمدنی ہوئی جبکہ ٹول ٹیکس میں سال 2016 سے صرف ایک مرتبہ اضافہ کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

شرح ٹیکس افغانستان جانے والی گاڑیاں (یکطرفہ)

گزشتہ شرح سال 16-2015۔	موجودہ شرح سال 2016 تا سال 2020۔
ملٹی ایکسل گاڑی 300 روپے۔	ملٹی ایکسل گاڑی 500 روپے۔
سنگل ایکسل گاڑی 100 روپے۔	سنگل ایکسل گاڑی 200 روپے۔

شرح ٹیکس لوکل گاڑی (یکطرفہ)

ملٹی ایکسل گاڑی۔	200 روپے۔
سنگل ایکسل گاڑی۔	100 روپے۔
لائٹ پک اپ۔	50 روپے۔

محترمہ حمیرا خاتون: شکریہ جناب سپیکر صاحب! میرا جو سوال ہے، اس کا جواب آپ کے سامنے پڑا ہوا ہے اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری، پلیز۔

محترمہ حمیرا خاتون: میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ سوات موٹروے کی ایک خوش آئند بات ہے لیکن اس میں ایک نہایت اہم ایشو ہے کہ عوام کے مطالبات کا جو تقاضا ہے وہ نوشہرہ، چکدرہ، چترال، شندور اور گلگت کے روڈز کی Extension منظور ہوئی تھی جس میں پرویز خٹک صاحب نے باقاعدہ اس کو ڈیکلئر کیا تھا، انہوں نے حامی بھی بھری تھی لیکن اس پراجیکٹ کے اندر اس لحاظ سے اس کا فنڈ اس میں نظر نہیں آرہا، مجھے اس کی وجہ معلوم کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر۔

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: عنایت اللہ خان صاحب، سپلیمنٹری کوئسچن۔

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر صاحب! ایک تو سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ Covid-19 کی وجہ سے یہ پراجیکٹ جو ہے Delay ہوا ہے، مجھے یہ بتایا جائے کہ Covid-19 تو مارچ 2020 کو پاکستان کے اندر آیا ہے، مارچ 2020 سے اس کا Completion period جو تھا، اس سے پہلے والا جون تھا، یہ جو اتنا Delay ہوا ہے وہ Covid-19 Delay آپ کے پاس ایک Excuse ہے، اس Delay پر آپ نے کنٹریکٹر پر کتنی Penalty لگائی ہے، کیا اس کنٹریکٹر کو آپ بلیک لسٹ کریں گے کہ نہیں؟ یہ میرا پہلا سوال ہے۔ دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ کیا حکومت۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت صاحب! آپ نیکسٹ کوسچن کے بارے میں بات کریں، یہ 6242 ہے اور وہ 6231 ہے۔

جناب عنایت اللہ: ٹھیک ہے، اس میں میں بعد میں سوال کرونگا، ٹھیک ہے۔

Mr. Speaker: Ji, Kamran Bangash Sahib, honourable minister for Locaal Government, respond please.

محترمہ حمیرا خاتون: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: آپ کے کوسچن کا جواب دے رہے ہیں، کوسچن نمبر 6242 کا جواب دے رہے ہیں، جی مائیک کھولیں، حمیرا خاتون صاحبہ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ حمیرا خاتون: میں یہ کہہ رہی ہوں کہ تھوڑی سی Mis understanding ہوگئی، آپ نے جو نمبر بتایا، میں نے اس سے اگلے نمبر کا سوال کیا ہے، آپ پلیز اس کو لے لیں، پھر آپ یہ دوسرا لے لیں ورنہ میں پھر بلدیات کا کوسچن لیتی ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر یہ مواصلات کا کوسچن ہے۔

محترمہ حمیرا خاتون: جی اس کو ذرا پہلے کر دیں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 6231، کون اس کا Answer دے گا؟

* 6231 _ محترمہ حمیرا خاتون: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) سوات موٹروے کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی ہے، اس منصوبے کے لئے فنڈز کہاں سے حاصل کئے گئے ہیں؛

(ب) سوات موٹروے پلئی کے مقام پر ٹنل اور چکدرہ سے سوات تک موٹروے کی تعمیر کب تک مکمل ہونے کی توقع ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ): (جواب معاون خصوصی برائے بلدیات نے پڑھا) (الف) سوات موٹروے کا منصوبہ شراکت داری پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی بنیاد پر بنایا گیا ہے، سوات موٹروے کی کل تعمیری لاگت 34.165 ارب روپے ہے، اس میں صوبائی حکومت کا حصہ 11.50 ارب روپے ہے، بقیہ رقم مراعات یافتہ (Concessionaire) نے اپنے ذرائع سے مہیا کی ہے۔

(ب) COVID-19 کورونا وباء کے پیش نظر منصوبے کی تکمیل بری طرح متاثر ہوئی ہے تاہم پلئی کے مقام پر ٹنل اور 4 کلومیٹر موٹروے کے Main Carriageway کی تکمیل محترم جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق 31 اگست 2020 تک متوقع ہے جبکہ دونوں اطراف موٹروے کی تکمیل 30 ستمبر 2020 تک متوقع ہے، چکدرہ سے سوات تک موٹروے کی کمرشل اور فنانشل فیزبیلیٹی مکمل ہو چکی ہے جبکہ Cost of land کا پی سی ون CDWP نے 6 جون 2020 کو منظوری دی ہے جبکہ ایکنک کی منظوری مستقبل قریب میں متوقع ہے۔

محترمہ حمیرا خاتون: جناب سپیکر! عنایت صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی عنایت صاحب!

جناب عنایت اللہ: میں سب سے پہلا سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ Covid-19 مارچ کے اندر پاکستان میں آیا تھا، مارچ سے پہلے یہ پراجیکٹ Delay تھا، اس پر میرا ابھی ایک سوال تھا، اس وقت اکبر ایوب صاحب کمیونیکیشن کے منسٹر تھے، میں نے ان سے کہا تھا کہ جب یہ Delay ہو جاتا ہے تو آپ کنٹریکٹر پر کتنی Penalty کرتے ہیں، کیا اس کنٹریکٹر کو آپ بلیک لسٹ کرینگے؟ تو یہ جو Delay ہوا، یہ پچھلے جون کو آپ نے کمپلیٹ کرنا تھا As per your contract لیکن اس سے Delay ہوا، منسٹر صاحب اس پر ریسپانڈ کریں۔ دوسرا یہ ہے کہ ہم اس راستے سے جاتے ہیں، بڑی Sub-standard construction ہوئی ہے، کوالٹی ٹھیک نہیں ہے، کیا حکومت بتا سکتی ہے کہ اس کی کوالٹی سے یہ مطمئن ہے؟ تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ نے فیز ٹو منظور کیا ہوا ہے، ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ فیز ٹو کے اندر آپ نے دیر

والا پورشن کیوں Delete کیا ہے، آپ نے دیر والا پورشن کیوں شامل نہیں کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ تو چکدرہ تک جاتا تھا، یہ نام سوات موٹروے تو چکدرہ تک جاتا تھا، چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ سوات تک بھی Extend کرتے اور دیر تک بھی Extend کرتے، منسٹر صاحب ریسپانڈ کریں کہ دیر والا پورشن آپ نے کیوں Delete کیا ہے؟ آپ نے سوات اور دیر دونوں کو کیوں اکٹھا نہیں کیا ہے؟ یہ کہیں گے کہ دیر والا سروے میں شامل نہیں تھا، تو میں جواب میں یہ کہوں گا کہ دیر والا، سوات والا بھی شامل نہیں تھا، آپ نے سوات والا نیا کیا ہے، دیر والا بھی آپ کر سکتے تھے، منسٹر صاحب اس پر ریسپانڈ کریں۔

Mr. Speaker: Ji, Kamran Bangish, respond please.

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): تھینک یو، مسٹر سپیکر! یہ کوسچن جو ہے اس کا تو I guess کہ جو اور یجنل کوسچن ہے، اس کے Answer سے تو She would be comfortable with that، اب اس کے بعد جو دو باتیں ہوئی ہیں، ایک عنایت اللہ خان صاحب نے کی ہے اور ایک میڈم نے، اس بارے میں میری یہ Humble submission ہے کہ یہ خود ایک ڈیٹیل مانگ رہی ہیں، اس کے لئے الگ سے ایک کوسچن اگر جمع ہو جائے تو ڈیپارٹمنٹ اس کے ساتھ Full preparation میں ہوتا ہے۔ جو سوات موٹروے فیز ٹو کی بات ہے، اس بارے میں میں نے پچھلے اجلاس میں کافی تفصیل سے بات کی تھی، انہوں نے جو دیر کی بات کی ہے، اس بارے میں بھی ہم ڈیپارٹمنٹ سے ساری ڈیٹیلز لیتے ہیں، میرے خیال میں جو اوریجنل کوسچن ہے، اس میں کوئی وہ نہیں ہے، Covid کی وجہ سے انہوں نے بات کی ہے، ابھی Last week جو دو ٹول پلازے ہیں، چیف منسٹر نے انٹر چینجز کی Inauguration بھی کی ہے، We are right on track، اگر کہیں پر Delay ہوا ہے تو As per law، اگر Force majeure کی کوئی Clauses ہیں، اس میں ہر پراجیکٹ میں جو لازماً ہوتی ہیں، اس کے تحت ان کو جرمانہ بھی کیا جائے گا But اس کی ساری تفصیل جو ہے وہ ڈیپارٹمنٹ دے گا، اس کے لئے میری یہ ریکویسٹ ہے جناب سپیکر صاحب، آپ کی چیئر سے کہ اس کے لئے اگر الگ کوسچن ہو تو ہم اس کی Further details submit کر دیں گے۔

جناب سپیکر: حمیرا خاتون صاحبہ! آپ اپنے Answer سے مطمئن ہیں؟

محترمہ حمیرا خاتون: میں یہ چاہوں گی کہ اگر تھوڑی سی ڈیٹیل کا اگر کامران صاحب کو پتہ ہو گا کہ آیا اس میں سوات کو ڈالا گیا ہے، بعد میں یہ پراجیکٹ میں نے بھی، میں نے اس میں پوچھا بھی ہے کہ اس میں دیر انہوں نے اگر نکالا ہے تو اس کو ڈالنے کا ارادہ ہے یا نہیں ہے؟ آگے اگر تھوڑا سا ہمیں بتا دیا جائے، میں ان شاءاللہ اور سوال بھی اس پر پھر جمع کر لوں گی۔

جناب سپیکر: جی عنایت صاحب!

جناب عنایت اللہ: میں نے یہ پہلے والے دو سوال کئے ہیں، یہ Relevant ہیں، پھر دوسرا کیا ہے، میں نے تیسرے والا سوال موٹر وے دیر کا کیا تھا، اس پر میرا الگ سے کال اٹینشن نوٹس ہے۔ میری ریکویسٹ ہے کہ پھر جب بھی اسمبلی کا اجلاس ہو، اس کو ایجنڈے پر لے آئیں، اس پر پھر ڈسکشن کریں گے۔

جناب سپیکر: اوکے، ٹھیک ہے، تھینک یو۔ جی حمیرا خاتون!

محترمہ حمیرا خاتون: شکریہ جناب سپیکر! اس میں میں نے ان سے جو سوال پوچھا ہے، اس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ صوبے بھر میں کتنے ٹول ٹیکس یا ٹول پلازے موجود ہیں؟ اس میں جو جواب مجھے ملا ہے، وہ پی ڈی اے کے زیر انتظام ہیں، اب پشاور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی مجھے پتہ ہے کہ وہ تو صرف پشاور میں ہے، میں نے ان سے جو سوال پوچھا ہے، اس کا جواب بالکل آپ کے سامنے پڑا ہو گا، یہ تو اس کا جواب ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب! مجھے لگتا ہے کہ اس محکمے نے صحیح جوابات نہیں بھیجے ہیں۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت صرف ایک ٹول پلازہ ہے جو حیات آباد میں PDA Operate کرتا ہے اور اس کی ڈیٹیل ہم Submit کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ باقی جو ٹول پلازے ہیں، صوبے میں جو ہوتے ہیں، یہ کس کے انڈر آتے ہیں؟

معاون خصوصی برائے بلدیات: سر! لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے جو کوسچن پوچھا گیا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ اس وقت صوبہ بھر میں کتنے مقامات پر ٹول ٹیکس وصول کرنے کے لئے ٹول پلازے قائم کئے گئے ہیں، ان کی ضلع وائز تعداد کتنی ہے؟ جواب میں یہ ہے کہ پی ڈی اے کے زیر انتظام صرف ایک ٹول پلازہ ہے جو کہ حیات آباد اچینی گیٹ کے نزدیک رنگ روڈ پر واقع ہے۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: سر! لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت صرف ایک ٹول پلازہ ہے، اگر اور ٹول پلازز ہیں تو وہ پراونشل ہائی وے اتھارٹی کے تحت ہو سکتے ہیں، نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے تحت ہو سکتے ہیں، اور اداروں کے تحت ہو سکتے ہیں، ہمارے لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے انڈر صرف ایک ٹول پلازہ ہے جو پی ڈی اے حیات آباد میں Operate کرتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ Correct answer ہے کہ وہ پی ایچ اے کے انڈر ہو سکتے ہیں، این ایچ اے کے انڈر ہو سکتے ہیں، ان کے انڈر ایک ہی ہے۔ جی کوئسچن نمبر 6281، جناب احمد کنڈی صاحب!

* 6281 _ Mr. Ahmad Kundi: Will the Minister for Public Health Engineering state:

(A) Is it true that different water supply schemes are working under the control of department in D.I.Khan;

(B) If Yes, then:

(i) Please provide its constituency wise list alongwith details that how much people are facilitated from each scheme;

(ii) Please provide operational and non operational schemes, constituency wise?

Mr. Riaz Khan (Special Assistant for Public Health Engineering):

(A) Yes.

(B) (i) The detail of WSS is as under:

Name of PK	No. of Scheme	Pop
PK-95	80 No	160769
PK-96	43 No	106090
PK-97	23 No	130616
PK-98	56 No	160206
PK-99	90 No	139268
Total	292 No	705949

(ii) The detail of operation & non-operation WSS consistency wise is as under:

Name of PK	Function	Non-function
PK-95	72 No	08 No
PK-96	40 No	03 No
PK-97	17 No	06.No
PK-98	46 No	10.No
PK-99	80 No	10 No

Total	255 No	37 No

جناب احمد کنڈی: اچھا، آپ آگے سے پیچھے آرہے ہیں-----

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر6280 اور 6281 بھی آپ کا ہے لیکن پہلے 6281 اور پھر۔

جناب احمد کنڈی: اچھا جی، اب سوال نمبر6280 ہے۔

جناب سپیکر: جی سوال نمبر6280۔

* 6280 _ Mr. Ahmad Kundi: Will the Minister for Public Health Engineering State that:

(A) How many ongoing working schemes and how many are in pipeline of rehabilation in district Dera Ismail Khan. Please provide complete details?

Mr. Riaz Khan (Special Assistant for Public Health Engineering): (A) Yes.

(The detail of Schemes was provided in the House)

جناب احمد کنڈی: سر! میرا سوال ڈی آئی خان پبلک ہیلتھ سکیموں کے بارے میں تھا، اس پر میں سپلیمنٹری بات کرنا چاہتا ہوں۔ ریاض صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں مسئلہ یہ ہے، میرے حلقے میں ابھی Recently پچھلی گورنمنٹ نے دو واٹر سپلائی سکیمز Approve کی تھیں، جب وہ Identification process کے لئے گئیں تو میں وہاں پر ڈیپارٹمنٹ کے پاس گیا، میں یہاں کا نمائندہ ہوں، خوش قسمتی کہیں یا بد قسمتی کہیں، میری بھی Proposal آپ لے لیں تو انہوں نے کہا کہ یہاں پر ایک Elected نمائندہ فیڈرل کا بیٹھا ہوا ہے، اس کا تعلق بھی پی ٹی آئی سے ہے، ہم ان کو Entertain کریں گے، آپ کو Entertain نہیں کر سکتے، یہ Categorically on record ہے، میری ریکویسٹ یہ ہو گی کہ وہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں، ان کی بھی Proposal لی جائے لیکن اگر ایک واٹر سپلائی ایسی جگہ پر جا رہی ہے جس سے لوگ مستفید نہ ہوں، کسی ایک شخص کو اگر وہاں پر Compensate کیا جا رہا ہے تو پھر ہم کون سے فورم پر جائیں گے، صرف یہ پوچھنا تھا، کس فورم پر جائیں گے؟ وہ Identification process میں ہمیں بالکل Consult نہیں کرتے ہیں، میں نے پرسنلی بھی ان کو ریکویسٹ کی ہے، یہاں پر بھی ریکویسٹ کر رہا ہوں، اگر ان کے بس سے باہر ہے تو پلیز بتا دیں پھر ہم دوبارہ کوئسچن نہیں لائیں گے، یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

Mr. Speaker: Honourable Riaz Khan, minister for Public Health, please respond.

جناب ریاض خان (معاون خصوصی برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ جناب سپیکر! ہمارے انتہائی محترم بھائی نے جو کوسچن کیا ہے، پوری ڈیٹیلز میں ان کے دو کوسچنز ہیں، اس میں سکیم وائز ڈیٹیل لگی ہوئی ہے، انہوں نے جو بات کہی ہے، Identification site اور Identification کے حوالے سے، یہاں فلور پر میں ان کو اس بات کی Surety دیتا ہوں کہ ہم نے ابھی اس میں سے پی سی ون کے ساتھ ساتھ اصلاحات کی ہیں، Requirement PC-1 بناتے وقت یہ کیا کیا ہونگے، میں آپ کو صرف یہ بتادوں کہ ہم Site پر ان سے Coordination لیں گے۔ نمبر ٹو، اس میں سے جو Main point ہے وہ یہی ہے کہ وہاں پر جو ایریا ہے، انہوں نے جو بات کی ہے کہ ایک بندے کو یا دو گھروں کو، یا کسی کے کہنے پر اس طرح کے ہمارے جو وسائل ہیں اور وہ وہاں پر خرچ ہو رہے ہیں جس سے فائدہ سارے علاقے کو، گاؤں کو یا وہاں پر جو پاپولیشن ہے اس کو نہ ہو، اس پر میں نے بڑا یہ کیا ہوا ہے، جتنے بھی ابھی ہمارے پی سی ون بن رہے ہیں، اس میں یہ لازمی ہے کہ Google map کا پورا نقشہ اس کے ساتھ لگا ہوگا، میپ میں کنسلٹنٹ نے اس کی نشاندہی کی ہو اور جو جو گھر اس سے Facilitate ہوں گے، باقاعدہ اس سے کام سٹارٹ ہونے سے پہلے کنکشن فارم پر وہاں پر سائن لینا ہوگا، اس بندے کا جس نے اس سے کنکشن لینا ہے، یہ Surety میں اس کو اس فلور پر دیتا ہوں کہ کسی بھی جگہ پر میں Openly کہتا ہوں کہ یہاں پر جو بات ہمارے بھائی نے کی ہے، یہ میں پورے اس ایوان میں جتنے بھی معزز ممران صاحبان بیٹھے ہیں، ہر ایک کی Constituency میں جہاں کہیں پر بھی دیکھیں تو یہ میں نے پہلے دن بھی یہاں پر کہا ہے کہ آپ کا میرے اوپر احسان ہوگا، ان شاء اللہ کسی بھی جگہ پر اس قوم، اس ملک، اس صوبے کے پیسے عوام کی فلاح و بہبود پر بلا کسی Favouritism پر ہو یا کچھ اس طرح کا ہو، کم از کم میرے ڈیپارٹمنٹ میں اس طرح کی کوئی بھی بات نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: تھینک یو، ریاض خان صاحب۔ جی کنڈی صاحب!

جناب احمد کنڈی: سر! میں صرف ایک ہی Proposal دیتا ہوں، بہت ہی شارٹ سی Proposal ہے۔ اس پی سی ون میں صرف اتنا کرلیں کہ جو الیکٹڈ ممبر ہے اس سے Identification کی Proposal لیں اور اگر ڈیپارٹمنٹ کہے کہ یہ غلط ہے تو اس کے آگے کمنٹس دے دے، ہمیں Entertain نہ کرے لیکن

کم از کم ہم سے مشورہ لے، اگر ڈیپارٹمنٹ کہے کہ یہ غلط ہے، ہمیں Entertain نہ کرے، اتنا لکھ دیں کہ جو الیکٹڈ ممبر ہے اس کی Consultation آپ شامل کریں، خدارا یہ ایسے کام کر رہے ہیں جس سے ان کی بدنامی ہوگی، میں آپ کو By God کہہ رہا ہوں، صرف اتنا اس پی سی ون میں ایک لائن لکھ لیں جو الیکٹڈ ممبر کی Proposal آپ اس Consultation میں شامل کرلیں، اس کے آگے لکھ لیں، اگر ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ یہ غلط کہہ رہا ہے تو ہمیں Entertain بھی نہ کریں، یہ آپ کا اس صوبے پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

جناب سپیکر: میاں نثار گل صاحب، سپلیمنٹری۔

میاں نثار گل: شکریہ جناب سپیکر! کنڈی صاحب کا سوال پبلک ہیلتھ کے متعلق ہے لیکن اس کے ساتھ میں منسٹر صاحب سے ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں، پبلک ہیلتھ کی نئی سکیم بھی ضروری ہے لیکن Maintenance بھی بہت ضروری ہوتی ہے، ابھی پرسوں میں دیکھ رہا تھا میرے کرک ضلع میں ٹوٹل سات آٹھ سو ٹیوب ویلز ہیں، Maintenance کے لئے ٹوٹل 90 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے اور 40 لاکھ Maintenance of machinery کے لئے دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! ایک ٹیوب ویل کی اگر ایک مشین خراب ہوتی ہے تو اس پر تین چار لاکھ روپے لگتے ہیں، آپ اندازہ لگالیں کہ سات سو ٹیوب ویلوں پر Multiply کرلیں، 50 ہزار روپے بھی ایک ٹیوب ویل کے نہیں بنتے ہیں، میری منسٹر صاحب سے یہ ریکویسٹ ہوگی کہ آپ ایک میٹنگ رکھ لیں کیونکہ آپ نئی سکیمیں تو کرواتے ہیں لیکن میں بار بار اسمبلی میں اٹھتا ہوں کہ ہماری پرانی سکیمیں بند پڑی ہیں، ان کو اگر آپ چالو کرلیں، شروع کرلیں تو مہربانی ہوگی کیونکہ ہمارے کرک میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ریاض خان صاحب۔

معاون خصوصی برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر صاحب! ابھی جو ضمنی کوئسچن آیا ہے اس میں ایک حصہ کنڈی صاحب کا بھی ہے، اس میں سے جن سکیموں کی جو ابھی نشاندہی ہوئی ہے، وہاں پر جو Rehabilitation اور Non-functional کے لئے جو ہے اس کو Rehabilitate کروانا ہے، ہماری اس میں سے ایک اے ڈی پی چل رہی ہے، 155 سکیمیں Last year سے Continuously لے کر آرہے ہیں، جہاں کہیں بھی ہو، ابھی ایک کنڈی صاحب کے حلقے کی یا پورے ڈی آئی خان کی سکیم وائز

ڈیٹیل یہاں پر لگی ہوئی ہے کہ ہر ایک سکیم کو جو Non-functional ہے، اس کو ہم اس میں Include کر رہے ہیں، پی سی ون اس کا تیار ہو رہا ہے، ان شاءاللہ نیکسٹ عید کے بعد اس پر فوراً یہاں پر ڈی ڈبلیو پی ہو گی، ہم جتنے بھی ہیں، ہم ان کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ جس طرح ابھی بات ہوئی، مسائل اس میں ابھی بھی ہیں، جہاں کہیں پر بھی واٹر لیول نیچے جا رہا ہے، جہاں کہیں پر بھی ریت نکل کر آرہی ہے، یہ ایشوز ہیں، یہ میں مانتا ہوں لیکن کم از کم جتنے بھی ہمارے پاس Resources ہیں، ان کو ہم ان شاءاللہ اس پر لگا کر آپ کی جو سکیم ہے، ابھی جو کنڈی صاحب نے کہا ہے، بات آپ کی اپنی جگہ پر ٹھیک ہے کہ اس پر Consultation تو ظاہری بات ہے، Site identification کی اس طرح ہو رہی ہے، کچھ اس طرح نہیں ہے لیکن جو پالیسی ہے، جو طریقہ کار ہے، اس طریقہ کار سے نہ میں ادھر ادھر ہو سکتا ہوں اور نہ کوئی اور ممبر، چاہے وہ گورنمنٹ کا ہو، چاہے وہ اپوزیشن کا ہو، دونوں اس طریقہ کار سے ہٹ کر نہیں جا سکتے، اسی پر ہو گا لیکن ان شاءاللہ With consultation جو آپ نے کہا ہے، ان شاءاللہ یہ ہو گا، یہ میں بتا دیتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو۔ کنڈی صاحب! آپ کے دونوں کوئسچنز ہو گئے نا؟

<u>جناب احمد کنڈی</u>: سر! دونوں ہو گئے۔

<u>جناب سپیکر</u>: کوئسچن نمبر 6260، شگفتہ ملک صاحبہ۔

* 6260 _ <u>محترمہ شگفتہ ملک</u>: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبے میں ضم ہونے والے قبائلی اضلاع کے پراجیکٹ اور کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولرائز کیا گیا ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ لوکل کونسل بورڈ نے عدلیہ کے حکم کے برعکس نئے ملازمین بھرتی کئے ہیں اور 9 سال سے کام کرنے والے ملازمین کو ریگولرائز کرنے میں لیت ولعل سے کام لے رہا ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(i) سابق فاٹا کے کتنے پراجیکٹ اور کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولرائز کیا گیا ہے اور کتنے ملازمین کو میونسپل کمیٹیوں اور ٹی ایم ایز میں کھپایا گیا ہے؛

(ii) حکومت پشاور ہائی کورٹ کے احکامات کے برعکس ضلع باجوڑ خار میں ٹی ایم اے کے 42 ملازمین کو ڈیوٹی کرنے سے روکنے اور تنخواہ نہ دینے کی پالیسی پر کیوں عمل پیرا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): (الف) قبائلی اضلاع کے ضم ہونے سے پہلے لوکل کونسل بورڈ کا ان اضلاع میں کوئی کردار نہیں تھا، البتہ صرف صدہ، پاڑہ چنار اور میرانشاہ میں میونسپل کمیٹیاں موجود تھیں جن میں پہلے سے مستقل ملازمین موجود تھے، اس لئے لوکل کونسل بورڈ کے ضم شدہ اضلاع میں کسی پراجیکٹ ملازمین کو مستقل نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ لوکل کونسل بورڈ نے سابق فاٹا کا صوبے میں ضم ہونے کے بعد سب ڈویژن کی سطح پر 25 ٹی ایم ایز قائم کئے ہیں جن میں محکمہ خزانہ کی مشاورت کے ساتھ پوسٹیں بھی دی گئی ہیں جن میں بھرتی مروجہ قانون اور قاعدے کے تحت ہی ہوگی۔

(ج) (i) لوکل کونسل بورڈ نے کسی بھی پراجیکٹ ملازم کو ضم شدہ اضلاع میں مستقل نہیں کیا ہے اور نہ ہی کسی میونسپل کمیٹی یا ٹی ایم اے نے یہ کام کیا ہے۔

(ii) جس طرح (الف) میں بتایا گیا ہے کہ ضم ہونے سے پہلے خار باجوڑ میں کوئی میونسپل کمیٹی یا ٹی ایم اے نہیں تھی، مذکورہ 42 افراد ایک پراجیکٹ کے ملازم تھے جو ایک PC-1 کے تحت چل رہا تھا، اب پراجیکٹ ختم ہو گیا ہے اور یہ لوگ عدالت گئے ہیں، پشاور ہائی کورٹ مینگورہ بنچ کے Writ Petition No. 3938/2019 میں دی گئی ہدایات اور لائحہ عمل پر عمل درآمد کے لئے محکمہ اسٹیبلشمنٹ اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو باقاعدہ تحریری چٹھی نمبر AO (LIT)/LCB/1-104/TMA Khar Bajaur/2019 مورخہ 8 جولائی 2020 کو ارسال کی ہے اور ان محکموں کے مشورے کے ساتھ ایک جامع کیس صوبائی کابینہ کو غور و حوض کے لئے پیش کیا جائے گا، عدالت کے بھی یہی احکامات ہیں جن پر قانون اور قاعدے کے مطابق من و عن عمل کیا جائے گا۔

محترمہ شگفتہ ملک: تھینک یو، سر! میرا جو کوسچن ہے، اس میں جو جواب دیا گیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہاں پر جو ملازمین تھے، 2014 سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے تھے، Already آٹھ سال ہو گئے اور ان کو جب Terminate کیا گیا تو وہ لوگ عدالت میں گئے، عدالت میں ان کا جو فیصلہ آیا کہ آپ ان کو

Continue کریں اور کیبنٹ سے جو فیصلہ آجائے، اس میں ان کو ریگولرائز کریں وہ جو کورٹ کا لیٹر ہے، یہاں پر وہ بھی Mention ہونا چاہیئے اور وہ میرے پاس موجود ہے، اس میں ظاہری بات ہے کہ یہ تو Contempt of Court ہے، یہاں پر جب ہم بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جی وہ ایشو عدالت میں ہے، آپ یہ ڈسکس نہ کریں، Already جب کورٹ نے ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ باقاعدہ اس میں لکھا گیا ہے کہ یہ اس وقت تک ہوں گے، اپنا کام جاری رکھیں گے، ان کو Salary ملے گی لیکن وہاں خار کا ضلع باجوڑ میں جو ٹی ایم اے ہے وہ ان کو نہ جاب کی اجازت دے رہا ہے اور نہ سیٹ پر آنے کے لئے ان کو Salary دے رہے ہیں، بلکہ ان کے ساتھ بڑا Rude رویہ ہے، ان کو آفس سے نکال دیا جاتا ہے۔ سر! یہ جو ملازمین ہیں، ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی بابک صاحب، سپیلمنٹری۔

جناب سردار حسین: شکریہ، جناب سپیکر! اسمبلی کے باہر بی آر ٹی کے ملازمین پندرہ بیس دنوں سے پریس کلب کے سامنے احتجاج پر ہیں، انہوں نے اپنی تنخواہوں کے لئے احتجاج کیا، دھرنا دیا، جناب سپیکر! ابھی اسمبلی کے سامنے وہ ملازمین احتجاج کر رہے ہیں، کئی دنوں سے وہ باہر بیٹھے ہیں، میں نے نہیں دیکھا کہ حکومت کی طرف سے کوئی نمائندہ وہاں پر گیا ہو، یہاں پر تو بی آر ٹی کی بڑی ایڈورٹائزمنٹ ہو رہی ہے، اللہ کرے کہ پشاور کے لئے کامیاب ہو، ہماری دعائیں ہیں لیکن جانا چاہیئے، اسمبلی کے باہر وہ بیٹھے ہیں، احتجاج کر رہے ہیں، معلوم کرنا چاہیئے کہ ان کو کیا مسئلہ ہے؟

Mr. Speaker: Ji, Kamran Bangish, respond please.

معاون خصوصی برائے بلدیات: جی تھینک یو، مسٹر سپیکر! شگفتہ ملک صاحبہ نے جو کوسچن کیا، ہمارے ریکارڈ کے مطابق قبائلی اضلاع کے مرجر کے بعد صرف تین جگہوں پر صدہ، پاڑہ چنار اور میرانشاہ میں میونسپل کمیٹیاں تھیں جن کے ریگولر ملازمین تھے، وہ لوکل کونسل بورڈ نے Adopt کر لئے ہیں، مطلب ان کی اپنی پراونشل ایڈمنسٹریشن ہے، اس میں انہوں نے لے لیا، باقی پچیس ٹی ایم ایز ہم نے Establish کئے، وہاں پر کوئی ریکارڈ نہیں تھا فاٹا سیکرٹریٹ کا یا جو ان کا کنسرنڈ لوکل گورنمنٹ کا آفس تھا، ان کے ریکارڈ میں کوئی نہیں تھا، یہ جو بیالیس ملازمین کی بات کر رہی ہیں میڈم، یہ پراجیکٹ کے ایمپلائز تھے، ان کا پراجیکٹ جو ہے وہ ختم ہو چکا ہے، پی سی ون کے تحت وہ کام کر رہے تھے، جو Writ petition ہے، اس

کے تحت لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے چونکہ ایمپلائز سے Related ایشوز ہیں، اس میں اسٹیبلشمنٹ اور ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ Take-up کیا ہوا ہے ان کا Matter، جیسے ہی ان کے ساتھ ایک Consensus ہوگا، ان کے Future کے بارے میں لائحہ عمل طے ہو جائے گا۔

Mr. Speaker: Satisfied?

محترمہ شگفتہ ملک: سر، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایڈوائزر صاحب جو بات کر رہے ہیں کہ ہم Already، منسٹرز نے کیبنٹ کے حوالے سے جو بات کی کہ ہم ان سے مشورہ کریں گے سر، سات مہینے ہو گئے ہیں، اب مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ان سات مہینوں میں آپ کی کوئی کابینہ کی میٹنگ وغیرہ نہیں ہوئی تھی یا ان کے ساتھ کوئی ڈسکشن ہوئی تھی کیونکہ یہ تو بہت سیریس ہے، یہ لوگ Protest پر بھی Already بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے کئی دفعہ احتجاج بھی کیا، میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ جو سات مہینے ہوئے ہیں، اس میں کابینہ کی طرف سے کیوں ابھی تک، کیونکہ عدالت نے جب یہ بات کی ہے تو اس میں ایک ٹائم لمٹ ہوتی ہے، اس لمٹ کو آپ لوگوں نے Cross کر کے اس کو سات مہینوں میں کیا جائے گا، ہو جائے گا جو کہ اس حکومت کی ہم روٹین میں یہ دیکھ رہے ہیں کہ جو بھی منسٹر اٹھتا ہے وہ ہمیں یہ بات کرتا ہے کہ ہوگا، ہوگی، ہو جائے گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شگفتہ ملک صاحبہ، یہ بتائیں کہ عدالت نے خار کے ملازمین کے بارے میں فیصلہ کیا تھا یا جنرل فیصلہ تھا؟

محترمہ شگفتہ ملک: عدالت میں یہ 42 ملازمین گئے تھے، ان کے حوالے سے یہ Written موجود ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سارے 42 ملازمین صرف خار کے تھے؟

محترمہ شگفتہ ملک: یہ ملازمین پراجیکٹ میں تھے، 42 ملازمین اس حوالے سے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جو خار کے تھے؟

محترمہ شگفتہ ملک: جی جی۔

جناب سپیکر: وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ صرف تین جگہ Established offices تھے، باقی جگہ کوئی Established office ہی نہیں تھا۔

محترمہ شگفتہ ملک: سر! میں یہی پوچھ رہی ہوں کہ جواب میں انہوں نے Already مجھے یہی کہا ہے-----

جناب سپیکر: وہ تو ابھی Offices establish کر رہے ہیں، میرے خیال میں، جی منسٹر صاحب۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میڈم شگفتہ صاحبہ نے جو بات کی ہے، ڈیپارٹمنٹ کسی بھی قسم کی کوئی Violation نہیں کر سکتا، کورٹ نے ججمنٹ کی، ہمارے پاس لیگل ایڈوائزر کی پوری ٹیم ہوتی ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ہم کوئی Contempt of court کر رہے ہیں یا کچھ بھی، Writ petition کی اصل Interpretation ہے، اس کے تحت ہم کام کر رہے ہیں، آپ اس کے لئے تو بالکل بے فکر رہیں کہ ہم کسی قسم کی Contempt of court کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ جو آپ نے بات کی ہے کہ ہو گا یا کرینگے، ہم یہی کہیں گے، ہم یہاں پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم یہاں آ گئے، آپ پہلے بول دیں کہ جی یہ ہو گیا، ہم آپ کو ایشورنس دے رہے ہیں کہ یہ ہو گا، As per law جو Writ petition ہے، آپ نے جو Quote کیا ہے، اس کے تحت ہو گا، اس کا مطلب ہے کہ ان شاءاللہ ہو گا، ہم کوئی بھی Against the law کام نہیں کرینگے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ کوئسچن نمبر 6276، میڈم، بس اور نہ پوچھیں، دیکھیں ٹائم نہیں ہے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: سر! میں نے سپلیمنٹری سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: بی بی دو سپلیمنٹری سوال ہو گئے، Only two supplementaries، آئندہ ایک کوئسچن پر میں دو نگا، دس دس نہیں ہو سکتے، وہ سارا ٹائم کوئسچنز آور لے جاتا ہے۔ جی، شگفتہ ملک صاحبہ کا مائیک آن کریں۔

محترمہ شگفتہ ملک: مجھے یہ بتادیں کہ انہوں نے کہا ہے، کامران صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ گا، گے، گی میں ہم جائنگے، آپ بالکل گا، گے، گی میں جائیں، یہ ٹائم لمٹ کب ہو گا؟ اس کا مجھے بتائیں، مجھے کوئی ٹائم بتادیں کہ کب تک آپ لوگ یہ کرینگے؟

جناب سپیکر: جی کامران بنگش صاحب!

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میں ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہوں، میڈم کے جو Concerns ہیں، ڈیپارٹمنٹ کبھی بھی Against the law کام نہیں کریگا، نہ ہم کر سکتے ہیں، آپ کو میں کہہ رہا ہوں کہ As per the writ petition یا جو ججمنٹ ہے، اس کے تحت ہم کام کرینگے، آپ یہ ایشورنس سمجھیں، ہم آپ کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ نہیں کرینگے۔

محترمہ شگفتہ ملک: مجھے ایکسٹرا ٹائم بتادیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، سرکاری کاموں میں ٹائم کون بتا سکتا ہے، This is sufficient answer کہ وہ جب کہہ رہے ہیں، منسٹر صاحب آپ کو ایشورنس دے رہے ہیں کہ جو کورٹ کا فیصلہ ہے اس کی سپرٹ کے مطابق ہم کرینگے تو Certainly, they will do that، ٹھیک ہے، تھینک یو۔ جناب سراج الدین صاحب، کوسچن نمبر 6276، Only two supplementaries لونگا، کسی کے کوسچن کے اوپر زیادہ ہیں، سراج الدین صاحب نہیں آئے، Lapsed۔ اگلا کوسچن بھی 6348، جناب سراج الدین صاحب Lapsed۔ کوسچن نمبر 6301، اب بات کریں، محترمہ ثوبیہ شاہد صاحبہ، Now, this is your time۔

* 6301 _ محترمہ ثوبیہ شاہد: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائینگے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پشاور میں پچگی روڈ سے ورسک روڈ تک رینگ روڈ کی تعمیر شروع کی گئی ہے اور زمین مالکان کو پیسے بھی دے دیئے گئے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں موجود ہو تو:

(i) مذکورہ روڈ پر کب سے کام شروع کیا جائے گا اور کب تک مکمل ہو گا؛

(ii) مذکورہ روڈ میں جن جن مالکان کی زمین آئی ہے، زمین کا خسرہ نمبر، ان کے نام ولدیت، شناختی کارڈ نمبر، ان کو دی گئی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز جن جن مالکان کو زمین کے پیسے نہیں دیئے گئے، اس کی بھی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): (الف) جی ہاں۔

(ب) (i) رینگ روڈ تا ورسک روڈ کی تعمیر کا کام مالی سال 16-2015 میں شروع کیا گیا تھا اور رواں مالی سال 19-2018 سے پہلے مکمل کر لیا جائے گا۔
(ii) مالکان اراضی، ادائیگی رقوم وغیرہ کی تفصیل ایکوزیشن رول میں موجود ہے جو ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: تھینک یو جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے میں ضمنی پر جو بی آر ٹی کے اوپر بات کرونگی کیونکہ جو ٹھیکیدار ہے وہ اپنے بل لے چکا ہے لیکن جو اس کے لئے سیکورٹی گارڈز رکھے ہوئے ہیں، ان کو ایک ایک سال کی تنخواہیں نہیں دی گئیں، وہ سارے نکلے ہوئے تھے، اس نے بی آر ٹی بند کیا ہوا تھا جو ایکسیویٹر مشین والا ہے، اس کا نام مکرم خان ہے، اس نے دس ایکسیویٹر مشینیں دی تھیں، امن چوک سے لے کر کارخانوں تک اس نے پوری ایکسیویشن کی ہے اور اس ایکسیویشن میں ابھی تک اس کی بتیس تینتیس لاکھ روپے اس ٹھیکیدار کے پیچھے پڑے ہیں لیکن وہ ٹھیکیدار جو تھا وہ غائب ہو چکا ہے، یہ میں زون تھری کا کہہ رہی ہوں، جو امن چوک سے لے کر کارخانوں تک ہے، اس طرح اس نے دو پوائنٹ پر لیبر سے کہا ہے، اس کے اوپر میں تقریباً ڈی جی، (پی ڈی اے) کے آفس گئی تھی اس بندے کے ساتھ، کیونکہ اس نے ایکسیویٹر مشینیں کئی اور لوگوں سے ہائر کی تھیں اور ان لوگوں نے اس کو اغواء کر کے خوب مارا تھا، بہت مشکل میں تھا، اس کو ہم پھر لے آئے، ہماری عوام بہت مشکل میں ہیں، اس بی آر ٹی کے اوپر مزدوروں کو ابھی تک ان کی مزدوری نہیں ملی۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی اس بات کا جواب منسٹر صاحب دینگے، آپ اپنے کوسچن پر آئیں، سپلیمنٹری 6301۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: سر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں، مجھے، میرے ساتھ صرف کامران صاحب بیٹھیں اور دو باتیں کریں تاکہ وہ ٹھیک سے ڈیپارٹمنٹ۔۔۔۔

جناب سپیکر: کرتے ہیں، آپ کو ایک ہی دفعہ میں وہ جواب دے دینگے، چونکہ وہ کوسچن بھی انہیں سے Related ہے، 6301، پر آپ Satisfied ہیں؟

محترمہ ثوبیہ شاہد: ٹھیک ہے، جناب سپیکر صاحب! بی آر ٹی کی وجہ سے ہمارا جو حیات آباد تک روڈ ہے، ہم بہت سارے لوگ مشکل میں ہیں، گھنٹوں، دو دو گھنٹوں تک نہیں پہنچتے۔۔۔۔

جناب سپیکر: بات سنیں میڈم، کوئسچن نمبر 6301، میں بی آر ٹی کدھر ہے؟

محترمہ ثوبیہ شاہد: سر! میں ادھر آرہی ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آئیں نا، گھنٹہ تو میں نہیں دے سکوں گا، آپ نے ان سے کوئسچن کیا ہے، آپ کی بات ان کو سمجھ آگئی ہے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر! پشاور، چارسدہ، ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اس ایوان کا ٹائم بچائیں، یہ چوک یادگار نہیں ہے، لمبی تقریروں کے لئے آپ کا وہ آگیا، بی آر ٹی ملازمین کا بھی ہم جواب دیتے ہیں۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: کیوں نہیں، ان کو تنخواہیں ملیں، آپ کا جو اصل کوئسچن 6301 ہے، اس پر آئیں، سپلیمنٹری، پلیز۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: ٹھیک ہے جناب سپیکر! جو رینگ روڈ شیر پاؤ خان کے دور میں منظور ہو چکا ہے، چارسدہ روڈ سے لے کر حیات آباد تک ایک رینگ روڈ بنے گا، چارسدہ روڈ سے لے کے ورسک روڈ کا جواب ان لوگوں نے یہ دیا ہوا ہے لیکن رینگ روڈ، ورسک روڈ سے لے کے حیات آباد تک کب بنے گا؟ اس کی کوئی ڈیٹیل نہیں ہے، یہ کب بنے گا؟ اگر یہ بن جائے تو اس پشاور کے لئے ایک غنیمت ہوگی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: اور یہ لوگوں پر احسان ہوگا کیونکہ ہم بی آر ٹی کی وجہ سے بہت مشکل میں ہیں کیونکہ وہ روڈ بہت تنگ ہو چکا ہے جس میں آنا جانا سب لوگوں کے لئے بہت مشکل ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا جواب دیتے ہیں۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: لیکن اس کی Surety دیں کہ یہ رینگ روڈ کی سائٹ کب کمپلیٹ ہوگی؟

Mr. Speaker: Okay, okay. All around Peshawar Ring Road.

محترمہ ثوبیہ شاہد: کیونکہ بہت سے سال ہوگئے کہ رینگ روڈ جو ہے۔

جناب سپیکر: سب کو پتہ ہے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: یہ رینگ روڈ، رینگ روڈ کا مطلب صرف یہ نہیں ہے، ایک سائڈ تو بنی ہے جو کہ اس سائڈ سے بنی ہے، حیات آباد کی دوسری سائڈ کب کمپلیٹ ہو گی؟

جناب سپیکر: تھینک یو، نگہت اور کزئی صاحبہ، سپلیمنٹری کوئسچن۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! میں نے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نگہت صاحبہ کا مائیک کھولیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کی وساطت سے یہ ایڈوئزر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو رینگ روڈ ٹول پلازہ سے کارخانوں تک جو رینگ روڈ بنا رہے ہیں، اس پر ابھی تک کتنے پیسے ریلیز کئے ہیں اور ابھی تک کتنے پیسے اس پر لگ چکے ہیں، کتنے ابھی باقی اور کتنے ٹائم میں یہ بن جائے گا؟

جناب سپیکر: جی منسٹر کامران بنگش صاحب، ان دونوں چیزوں اور بی آر ٹی کا ریسپانڈ دے دیں۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! ایک تو ثوبیہ شاہد صاحبہ نے اور بابک صاحب نے بی آر ٹی ملازمین کی جو بات کی ہے جو بی آر ٹی کے اوپر کام کر رہے تھے، کے پی گورنمنٹ نے کنٹریکٹر کی Liability تھی وہ Almost کنٹریکٹر کی کوئی Liability نہیں ہے، ہم نے ان کی Payment کر دی ہے لیکن جو لیبر کے ایشوز ہیں وہ بھی ہم سمجھتے ہیں کہ کے پی گورنمنٹ اس کو Resolve کرے گی، میں ان کے ساتھ اور میڈم کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں تو وہ اس بارے میں کوئی Wayout نکالتے ہیں، اب جو کوئسچن تھا میڈم ثوبیہ شاہد صاحبہ کا کہ وہ پجگی روڈ سے ورسک روڈ کی جو سیکشن ہے وہ کمپلیٹ ہو چکی ہے، وہ انہوں نے بھی ایڈمٹ کر لیا ہے، اس کے اوپر ٹریفک بھی رواں دواں ہے۔ اب جو ان کا نیکسٹ کوئسچن ہے، اب اس کوئسچن میں کافی ڈیٹیلز بھی انہوں نے مانگی تھیں وہ بھی ڈیپارٹمنٹ نے دی ہوئی ہیں کہ یہ کن کن مالکان کو کتنے پیسے دیئے ہوئے ہیں؟ ان کو سب کچھ، وہ ہم نے ڈیٹیلز دے دی ہیں۔ اب جو ورسک روڈ سے Onward جو مسنگ رینگ روڈ کا تو اس بارے میں کے پی گورنمنٹ نے بہت بڑی اماؤنٹ اس سال رکھی ہے، ان کی لینڈ ایکوزیشن ہم نے رکھی ہے، میں تھوڑی سی Briefly ڈیٹیل بتا دیتا ہوں کہ ہمارے پاس جو Initial data آیا تھا، اس کے تحت ساڑھے تیرہ کلومیٹر بنتا تھا لیکن نادرن بائی پاس جو ہے، اس کے ساتھ ہم Connect کر کے جو پوری سیکشن ہے اس کو ہم اب ساڑھے آٹھ کلومیٹر تک لے کے آرہے ہیں، تاکہ ہمارے

Resources بھی کم ہوں اور جو Already روڈ بن چکا ہے، جو ایک فیڈرل گورنمنٹ نے بنایا ہے، ہم اس کو بھی Utilize کر لیں گے، اس سال میں ہماری ان شاءاللہ لینڈ ایکوزیشن کمپلیٹ ہو جائے گی اور Expect کر رہے ہیں کہ اس سال ہم اس کے اوپر کام بھی شروع کر دینگے۔

Mr. Speaker: Thank you. Ji, Sobia Sahiba, Satisfied.

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر صاحب! اللہ کرے، سات سال میں آپ لوگوں نے ایک رینگ روڈ کمپلیٹ نہیں کیا، رینگ روڈ پشاور یہ ابھی بھی آدھا ہے اور اللہ کرے کہ کامران بنگش صاحب کے یہ جو الفاظ ہیں، اس پر یہ کھڑے رہیں اور اس پر کام کریں، اس کو کمپلیٹ کریں، میں ایک سال بعد پھر ان سے یہ کوئسچن کرونگی، اگر یہ انہوں نے کیا ہو تو دیکھیں گے، امید رکھیں گے، امید پر دنیا جو ہے آباد ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کوئسچن نمبر 6302، محترمہ ثوبیہ شاہد صاحبہ۔

* 6302 _ محترمہ ثوبیہ شاہد: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائینگے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبے میں میونسپل کارپوریشن کے زیر اہتمام مختلف سکولز اور کالجز موجود ہیں؛

(ب) آیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں اور کالجوں میں کافی تعداد میں طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو میونسپل کارپوریشن کے تحت کتنے سکول اور کالج کام کر رہے ہیں، ہر ایک کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے، نیز پریپ سے میٹرک تک کے طلباء و طالبات سے کتنی ماہانہ ٹیوشن فیس لی جاتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) ضلعی حکومت کی زیر نگرانی دو عدد سکول/کالج اور ایک عدد ڈگری کالج ہے جن میں کل 2891 طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	میونسپل انٹر کالج برائے طالبات شاہی باغ پشاور	1163
2	سٹی ڈسٹرکٹ ڈگری کالج برائے طلباء وزیر باغ پشاور	1040
3	سٹی ڈسٹرکٹ ڈگری کالج برائے طالبات	688

نیز پریپ تا میٹرک ماہانہ ٹیوشن فیس وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	پریپ تا کلاس چہارم	700
2	کلاس پنجم	850
3	کلاس ششم تا کلاس ہفتم	950
4	کلاس ہشتم تا کلاس دہم	1000

اس کے علاوہ ٹی ایم اے چارسدہ کے زیر نگرانی ایک عدد سکول میونسپل پبلک ہائی سکول برائے طلباء عمر آباد چارسدہ میں چل رہا ہے جس میں کل 767 طلباء زیر تعلیم ہیں، نیز پریپ تا میٹرک ماہانہ ٹیوشن فیس وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	پریپ تا کلاس سوم	550
2	کلاس چہارم تا کلاس پنجم	600
3	کلاس ششم تا کلاس ہفتم	650
4	کلاس ہشتم	700
5	کلاس نہم تا کلاس دہم (آرٹس گروپ)	700
6	کلاس نہم تا کلاس دہم (سائنس گروپ)	750

محترمہ ثوبیہ شاہد: تھینک یو، جناب سپیکر صاحب! اس میں میں نے جو کوسچن کیا تھا کہ آیا یہ درست ہے کہ صوبے میں میونسپل کارپوریشن کے زیر اہتمام مختلف سکولز اور کالجز موجود ہیں؟ لیکن جو جواب آیا ہے، اس میں صرف پشاور میں یہ شاہی باغ اور دو سکولوں کا بتایا گیا ہے، صوبے کے بارے میں مجھے نہیں بتایا گیا، اس کے جواب میں انہوں نے 'جی ہاں' لکھا ہے لیکن اگر ڈیٹیل میں جائیں تو صرف دو سکولز جو میونسپل کارپوریشن میں ہیں وہ صرف پشاور میں ہیں، یہ دوسرا جو ہے وہ شاہی باغ اور وزیر باغ، یہ دو سکولز میونسپل کارپوریشن میں Show ہوئے ہیں، باقی پورے صوبے کے، مجھے جواب ابھی بھی مکمل نہیں دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میونسپل کمیٹیز کا پوچھا ہی نہیں ہے نا، صرف کارپوریشن کا پوچھا ہے؟ جی کامران صاحب!

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میڈم نے ایک کوئسچن کیا تھا کہ آیا یہ درست ہے کہ صوبے میں میونسپل کارپوریشن کے زیر اہتمام مختلف سکولز اور کالجز موجود ہیں؟ تو جواب میں ہے کہ بالکل ہاں، دوسرا بھی انہوں نے کہا کہ کافی تعداد میں طلباء وطالبات ادھر زیر تعلیم ہیں، تو یہ بھی بالکل ٹھیک ہے، پشاور میں اگر آپ جواب کو ڈیٹیلز میں پڑھ لیں تو پشاور میں تین انسٹیٹیوٹس لوکل گورنمنٹ کے تحت چل رہے ہیں، ایک میونسپل انٹر کالج فار گرلز، ایک میونسپل انٹر کالج فار بوائز اور ایک سٹی ڈسٹرکٹ گرلز ڈگری کالج، یہ تین پشاور میں چل رہے ہیں، اس کے علاوہ ایک اگر آپ نیچے Scroll کر لیں تو ایک عدد میونسپل پبلک ہائی سکول برائے طلباء عمر آباد چارسدہ میں بھی چل رہا ہے، ایک چارسدہ میں بھی لوکل گورنمنٹ Operate کر رہی ہے، تو یہ چار انسٹیٹیوٹس جو ہیں وہ سٹوڈنٹس کے لئے لوکل گورنمنٹ کے تحت پورے صوبے میں چل رہے ہیں، یہ میرے خیال میں آپ کے جو کوئسچنز ہیں، اس کو Fully cover کرتے ہیں، اس کے علاوہ کوئی انسٹیٹیوٹ لوکل گورنمنٹ کے اندر نہیں چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: ثوبیہ بی بی کا جواب کلیئر ہو گیا، میرا بھی خیال تھا کہ سارے صوبے میں ہونگے لیکن بس یہ ہے نا، انہوں نے بتا دیا تو بس Satisfied ہیں؟

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر! اگر ہمارا لوکل گورنمنٹ کا منسٹر وہ صرف پی ڈی اے کا اور لوکل گورنمنٹ کا منسٹر ہے تو ٹھیک ہے، پشاور کا یہ تو پورے صوبے میں ہونا چاہیئے، پورے صوبے میں اگر ان فیسوں کے جو 700 اور 850 یہ اس کے تحت ہے جو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتاؤں کہ سکول بنانا Mandatory ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے، یہ ہائر ایجوکیشن میں بھی تھا، ایف ای ایف جب میں منسٹر تھا، ہم نے سارے کالجز ختم کر دیئے تھے، ہم نے ہائر ایجوکیشن کو Handover کر دیئے تھے، یہ بس بن گئے ہیں، پہلے سے تو بن گئے ہیں، اصولاً نہیں ہونا چاہیئے، یہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ جس کا مینڈیٹ ہے وہی وہ کام کرے، یہ اب ایف ای ایف ایک ایجوکیشن فاونڈیشن تھا جس کو انڈومنٹ فنڈ دیا گیا تھا، وہ اس کو Invest کرنا تھا تاکہ ان کے پیسے بڑھیں اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو وہ لون دینا تھا، انہوں نے اس کو انوسٹمنٹ کے طور پر Use کیا اور گرلز کالجز صوبے میں

کھول دیئے جو سارے فلاپ ہو گئے، پھر ہم نے ہائر ایجوکیشن کے کھاتے میں ڈال کر ان کو پھر سے چلانا شروع کیا۔ میر کلام خان صاحب، کوئسچن نمبر 6205۔

* 6205 _ جناب میر کلام: کیاوزیر اطلاعات ارشاد فرمائینگے کہ :

(الف) جنگ زدہ شمالی وزیرستان کے صحافیوں کی فلاح وبہبود کے لئے حکومت کیااقدامات اٹھارہی ہے؛

(ب) وزیر اعلیٰ صاحب کا میر انشاہ پریس کلب کے لئے اعلان کردہ 20 لاکھ گرانٹ کی فراہمی کب تک متوقع ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب کامران خان بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): (الف) حکومت نے پورے صوبے کے صحافیوں کے لئے جرنلسٹس ویلفیئر انڈونمنٹ فنڈ قائم کیا ہوا ہے جو کہ مستحق اور ورکنگ صحافیوں کے علاج معالجے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس سے صوبے کے تمام صحافی برادری کی امداد کی جاتی ہے۔

(ب) وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا نے تمام سات نئے ضم اضلاع کے پریس کلب کے لئے گرانٹ کی منظوری دی ہے جس کے تحت ہر ضلع کے پریس کلب کو دو ملین روپے کی ون ٹائم گرانٹ دی جائے گی، محکمہ فنانس نے 30 جون کو ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے فنڈ کا اجراء کر دیا لیکن وقت کم ہونے کی وجہ سے فنڈ کی ادائیگی ممکن نہیں ہوئی، محکمہ اطلاعات محکمہ خزانہ کے ساتھ مذکورہ فند کی ریلیز کے لئے رابطے میں ہے، امید ہے کہ فنڈ تمام سات اضلاع کو جلد از جلد کر دیا جائے گا۔

جناب میر کلام: تھینک یو، جناب سپیکر! ایک بات تو یہ ہے کہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ Written میں ہمیں جواب دے دیا جائے لیکن اس اسمبلی کی بد قسمتی ہے یا خوش قسمتی ہے کہ ہم کمپیوٹر میں یہ چیزیں دیکھتے ہیں اور ہمیں ہارڈ کاپی میں اس کوئسچن کا جواب نہیں ملا ہے، کل منسٹر صاحب نے میرے ساتھ وعدہ بھی کیا ہے۔ جناب سپیکر، میرا کوئسچن 6205 ہے، کیاوزیر اطلاعات صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ حکومت جنگ زدہ شمالی وزیرستان کے صحافیوں کی فلاح وبہبود کے لئے کیااقدامات اٹھارہی ہے؟ (ب) میں وزیر اعلیٰ صاحب کا جو میر انشاہ پریس کلب کے لئے اعلان کردہ 20 لاکھ گرانٹ کی فراہمی کب تک متوقع ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟ جناب سپیکر! بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں پر 16 مہینے پہلے ہمارے انفارمیشن منسٹر شوکت

خان یوسفزئی صاحب نے اعلان کیا تھا کہ نارتھ وزیرستان کے صحافیوں کے لئے، میرانشاہ پریس کلب کے لئے 10 لاکھ روپے کی گرانٹ کا 16 مہینے پہلے، اس کا کوئی پتہ نہیں چلا، اس کے بعد دوسری بار 21 اکتوبر 2019 کو سی ایم صاحب میرانشاہ آئے، میں بھی وہاں پر موجود تھا، میں نے ان سے ریکویسٹ کی، اس کو میں نے کہا کہ 10 لاکھ کے بجائے 20 لاکھ کر دیں اور پورے ضم اضلاع کے صحافیوں کے لئے کر دیں، ہر ضلع کے لئے، تو اس نے وہاں پر اعلان کیا، 31 اکتوبر 2019 سے آج تک وہ پیسے بھی نہیں ملے اور یہاں پر جو جواب ملا ہے وہ اس طرح کا دیا گیا ہے کہ وہ مناسب نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ صحافی جو دہشتگردی میں ان حالات میں، ہمارے نارتھ وزیرستان کا حیات اللہ شہید جو دہشتگردی کا پہلا صحافی تھا، شہادت کا جام نوش کیا، وہاں پر ملک ممتاز شہید یا دوسرے بندے جو ہمارے صحافت کر رہے ہیں، وہاں پر ایک طرف حکومت کی طرف سے یا پھر ریاست کی طرف سے، ریاستی اداروں کی طرف سے ٹارچر کیا جا رہا ہے، دوسری طرف ہم صحافیوں کو مہینوں میں اور سالوں میں ان کے لئے جو گرانٹ کا اعلان کرتے ہیں تو وہ بھی نہیں دیتے، میرا کوئسچن یہ ہے کہ اگر صحافیوں کے لئے کچھ نہیں دینا ہے تو یا تو ہمیں بتائیں، کوئی بات نہیں ہے، ہم اس کو بھی بتائیں گے کہ اگر یہ روایت ہے کہ ہارڈ کاپی میں ہمیں کوئسچن نہیں ملے گا۔

تو یہ پھر بھی میں کہتا ہوں، یہ میرا آخری بار ہوگا کہ میں یہ کہوں گا، چونکہ میرا یہ آٹھواں کوئسچن ہے کہ ہارڈ کاپی مجھے نہیں ملتی، کیا یہ میرے ساتھ ہو رہا ہے یا سارے بندوں کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے؟ جناب سپیکر، تھینک یو۔

<u>جناب سپیکر:</u> دیکھیں، یہ Paper less Assembly ہے، کسی کو بھی ہارڈ کاپی نہیں ملتی لیکن On request اگر کوئی ممبر کمپیوٹر کو نہیں سمجھتا تو اس کو ہارڈ کاپی دے دی جاتی ہے، آپ تو ماشاء اللہ کمپیوٹر کو سمجھتے ہیں، آپ تو بڑی زبردست باتیں کرتے ہیں، آپ اس Desktop پر ہی جایا کریں، ورنہ وہ پیپرز کا اتنا ہوتا تھا یہاں پر اور خرچہ بھی ہوتا تھا، اس سے بچنے کے لئے یہ کیا ہے۔ جی نثار صاحب، سپلیمنٹری کوئسچن، ان شاء اللہ یہ سارا سسٹم نیا لگائیں گے۔

<u>جناب نثار احمد:</u> شکریه، جناب سپیکر صاحب! د میر کلام چې کوم کوئسچن دے ، د دې سره Related زما هم دا کوئسچن دے ، دغه شان خنگه چې ده اوويل د

ایکس فاټا په دغه ضلعو کښې د دهشتگردئ په جنګ کښې دغه زمونږه صحافیانو چې کومې قربانئ او شهادتونه ئے ورکړی دی، زما په ضلع کښې هم درې شهادتونه ئے ورکړی دی، یو مکرم عاطف صاحب، بل عبدالوهاب صاحب او بل پرویز او تر ننه پورې هغه کوم اعلانونه چې زمونږه وزیر اعلیٰ صاحب کړی وو، د ټول ایکس فاټا د پاره ئے کړی وو، یو پیسه هم نه ده ملاؤ شوې، دغه شان زما په ټوله ضلع کښې صرف یو پریس کلب دے، پکار دا ده زما درې تحصیله دی چې هغې کښې ځان ځانله پریس کلب جوړ کړے شي۔ مننه جی۔

جناب سپیکر: جی آنریبل انفارمیشن منسٹر، کامران بنگش صاحب، آپ کے کندھوں پر ماشاءاللہ دو ذمہ داریاں ہیں، آپ ان دونوں کو بڑی اچھی طرح نبھا رہے ہیں۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: تھینک یو، مسٹر سپیکر! میر کلام صاحب اور نثار احمد صاحب نے جو بات کی ہے کہ قبائلی اضلاع میں جو ترقی کے اہداف ہیں، اے آئی پی اور کیو آئی پی کے تحت Annual Dewelepment Plan کے تحت وہ سب کے سامنے ہیں کہ کتنا Expenditure ہو چکا ہے، ہم کتنا Anticipate کر رہے ہیں اس سال؟ میر کلام صاحب کو کل میں نے ایشورنس دی تھی وہ یہ تھی کہ کل کا جو کوسچن تھا وہ کمپیوٹر سکرین پر نہیں تھا، میں نے یہ ایشورنس دی تھی کہ آنے والے کل کو یہ آپ کا Answer visible ہوگا کیونکہ وہ پرنٹ لے کر آئے تھے، سب ممبرز کو پرنٹ نہیں ملے تھے تو میں نے یہ کہا تھا کہ آنے والے کل کو یہ تو آج سسٹم پر ہے، اگر آپ کو پرنٹ چاہیئے تو جیسے جناب سپیکر صاحب نے بات کی ہے، یہ جو سات اضلاع کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے دو ملین گرانٹ کا وہ کیا، اس سال بھی Reflect ہو رہا ہے، ہم ان شاءاللہ اس سال اس کو ریلیز کریں گے سات قبائلی اضلاع میں اور جو آپ نے بات کی کہ پریس کلب کی ضرورت ہے، اس بارے میں آپ آئیں، ہمارا جو پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کا جو Analysis ہے، Statistics ہیں، اس کے تحت اگر کہیں پر Requirement ہے تو ہم یقیناً دینگے۔

Mr. Speaker: Ji, Mir Kalam Sahib! I think you are satisfied now?

جناب میر کلام: تھینک یو، جناب سپیکر! صرف میں منسٹر صاحب سے اس فلور پر وہ تو Written میں نہیں، یہ Exact date دے دیں کہ ایک مہینہ بعد، دو مہینے بعد، تین مہینے بعد یہ چیز ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں، تھینک یو۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میں میر کلام صاحب کو یہ ایشورنس دے رہا ہوں کہ اس فنانشل ائر میں سات قبائلی اضلاع کی گرانٹس Approved ہیں، وہ ان شاءاللہ ریلیز ہو جائیں گی۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

6240 _ ملک بادشاہ صالح: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ملاکنڈ ڈویژن میں سی ڈی ایل ڈی پراجیکٹ صوبائی حکومت کے تعاون سے کام کر رہا ہے، کیا اس پراجیکٹ میں دیر بالا بھی شامل ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پراجیکٹ میں پسند و ناپسند کی بنیاد پر سکیمیں منظور ہوئی ہیں، حلقہ پی کے 10 سابقہ پی کے 92 دیر بالا میں جتنی سکیمیں منظور ہوئی ہیں وہ ساری ایک پارٹی یعنی جماعت اسلامی کے لوگوں کی سکیمیں ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو سال 2013 سے 2018 تک جتنی سکیمیں منظور ہوئی ہیں یا جن سکیموں پر کام جاری ہے، جگہ کا نام، کمیٹی کا نام اور یونین کونسل وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب کامران خان بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): (الف) سی ڈی ایل ڈی پروگرام حکومت خیبر پختونخوا کا پراجیکٹ ہے جس کے تحت یورپی یونین بجٹ سپورٹ فراہم کر رہا ہے اور دیر بالا میں یہ پروگرام 2014 سے کام کر رہا ہے، اس پروگرام پر عمل درآمد حکومت کے منظور شدہ سی ڈی ایل ڈی پالیسی فریم ورک کے مطابق ہو رہا ہے، فریم ورک کے مطابق صوبائی سطح پر پروگرام سے متعلق فیصلہ سازی کا اختیار محکمہ بلدیات کو تفویض کیا گیا ہے، سیکرٹری بلدیات پالیسی کوآرڈی نیشن اینڈ ریویو کمیٹی کے چیئرمین ہیں جبکہ پالیسی کو آرڈی نیشن اینڈ ریویو کمیٹی میں تمام محکمہ جات، متعلقہ کمشنرز، یورپی یونین اور سول سوسائٹی کے نمائندے ممبرز ہیں، ضلع کی سطح پر پروگرام کی دیکھ بھال ضلعی ترقیاتی کمیٹی، ڈی ڈی سی کر رہی ہے جس کا چیئرمین متعلقہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر ہے جو ضلع کی سطح پر پروگرام کے انتظام کا ذمہ دار ہے اور ساتھ ہی ڈسٹرکٹ آفیسر فنانس اینڈ پلاننگ پروگرام کی نگرانی اور دیکھ بھال کا ذمہ دار ہے۔

(ب) اس پراجیکٹ میں سکیموں کی نشاندہی کا ایک شفاف طریقہ کار موجود ہے، ڈپٹی کمشنر ضلع کی سطح پر متعلقہ ویلج کونسلز کے تمام افراد اور مقامی تنظیمات سے ایک دیئے گئے درخواست فارم پر درخواستیں وصول

کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دینا ہے، اشتہار کے جواب میں افراد و تنظیمات اپنی درخواستیں متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر یا ڈسٹرکٹ آفیسر فنانس اینڈ پلاننگ کے دفتر میں مقررہ اوقات میں جمع کرواتے ہیں، ان درخواستوں پر متعلقہ گاؤں میں اس سکیم سے استفادہ حاصل کرنے والے ستر فیصد افراد کے دستخط لازم ہوتے ہیں، یوں یہ سکیمیں کسی فرد سے متعلق نہیں ہوتیں بلکہ وہاں سے مقامی لوگوں کی نشاندہی پر ہی ہوتی ہیں، درخواست فارم میں دی گئی معلومات سی ڈی ایل ڈی کے مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم میں درج کی جاتی ہیں اور درج کردہ معلومات کی روشنی میں ہی ہر ویلج کونسل کی سطح پر ایک میرٹ لسٹ بن جاتی ہے جو مکمل طور پر کمپیوٹرائز ہوتی ہے، ضلع کی سطح پر ایک کمیٹی جو ڈسٹرکٹ آفیسر فنانس اینڈ پلاننگ کی نگرانی میں کام کرتی ہے وہ اس لسٹ کا جائزہ لیتی ہے اور ان میں سے صرف ان درخواستوں کو محکمہ جات کی سفارش سے روکتی ہے جن پر کام دوسرا محکمہ کر رہا ہوتا ہے اور دیگر درخواستوں کو کمپیوٹرائزڈ سکور کے مطابق سوشل موبلائزیشن پارٹیز کو بھیج دیتی ہے تاکہ وہ علاقے میں جاکر اس سکیم کی سماجی اور تکنیکی موزونیت کا جائزہ لے، دیر بالا میں سرحد رورل سپورٹ پروگرام، سوشل موبلائزیشن پارٹیز کا کردار ادا کر رہا ہے وہ میرٹ کی بنیاد پر ہی پروپوزل بنا کر ڈسٹرکٹ آفیسر فنانس اینڈ پلاننگ کو جمع کروادیتا ہے، وہاں دوبارہ ڈسٹرکٹ آفیسر فنانس اینڈ پلاننگ کو جمع کروادیتا ہے، وہاں دوبارہ ڈسٹرکٹ آفیسر فنانس اینڈ پلاننگ کی نگرانی میں کمیٹی اس کا تکنیکی جائزہ لیتی ہے، جائزہ کا عمل مکمل ہونے کے بعد کمیٹی سکیموں کی تکنیکی منظوری دیتی ہے اور منظور شدہ سکیموں کو ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ کمیٹی کو منظوری کے لئے پیش کرتی ہے جن سکیموں کی منظوری ڈی ڈی سی دیتی ہے، ان تمام مقامی تنظیمات کو ڈپٹی کمشنر کا دفتر معاہدہ نامے سے دستخط کرنے کے لئے بلاتا ہے، کوئی بھی مقامی نمائندہ ضلعی آفیسر یا کوئی اور شخص اس طریقہ کار پر عمل درآمد کے بغیر سکیم پر عمل درآمد نہیں کرواسکتا، ضلعی ڈویژن اور صوبائی سطح پر مانیٹرنگ کے نظام کے ساتھ ساتھ یورپی یونین خود بھی پروگرام کی نگرانی کر رہا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ایک تھرڈ پارٹی بھی اس پروگرام کی مانیٹرنگ کر رہی ہے، ان تمام حقائق کی روشنی میں یہ کہنا درست نہیں کہ اس پروگرام میں کسی ایک سیاسی جماعت کی سکیمیں ہو رہی ہیں نیز پروگرام کے بارے میں جناب ایم پی اے صاحب متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے تفصیلی بریفنگ بھی لے سکتے ہیں۔

(ج) چونکہ اس پروگرام کا بنیادی مقصد حکومت اور عوام کے مابین باہمی اعتماد سازی کے عمل کو بحال کرنا ہے، اس لئے شفافیت اور جو بھی اس پروگرام کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے، پروگرام کے تحت حاصل کردہ درخواستوں، منظور کردہ پراجیکٹس اور ان پر عمل درآمد کی تفصیل ویلج کونسل کی بنیاد پر سی ڈی ایل ڈی کے ایم آئی ایس میں موجود ہے، جس کو ہر خاص وعام دیکھ سکتا ہے نیز سوال کے جواب کی روشنی میں دیر بالا کے تمام منظور شدہ پروجیکٹس کے نام، جگہ کا نام، تنظیم کا نام، ویلج کونسل، پروجیکٹ کا تخمینہ لاگت نیچے دی گئی ویب سائٹ پر موجود ہے جس میں اب تک منظور شدہ 745 پروجیکٹس کی تفصیلات موجود ہے جو واضح طور پر یہ ظاہر کرتی ہے کہ ویلج کونسل سے اس ویلج کونسل کی آبادی کے تناسب سے سکیمیں موجود ہیں اور ان سکیموں پر پورے ضلعے کی سطح پر عمل درآمد جاری ہے۔

6241 _ ملک بادشاہ صالح: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے دیر، ٹی ایم اے کلکوٹ اور ڈی ڈی سی دیر میں حلقہ پی کے 10 سابقہ پی کے 92 میں بہت زیادہ ترقیاتی سکیمیں منظور ہوئی ہیں، ان سکیموں پر ٹینڈر بھی ہوئے ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیموں پر کام ہوا ہے اور ٹھیکداروں کو بل بھی دیئے گئے ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو سال 2014 سے 2018 تک جتنی سکیمیں اور واٹر سپلائی سکیمیں مکمل ہوئی ہیں یا جن سکیموں اور واٹر سپلائی سکیموں پر کام جاری ہے، تفصیل فراہم کی جائے، نیز واٹر سپلائی سکیمیں جہاں بھی ہوئی ہیں، یوسی بمعہ گاؤں کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

معاون خصوصی برائے بلدیات: (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) سال 2014 سے 2018 تک جتنی سکیمیں اور واٹر سپلائی سکیمیں مکمل ہوئی ہیں یا جن سکیموں اور واٹر سپلائی سکیموں پر کام جاری ہے، نیز واٹر سپلائی سکیمیں جہاں بھی ہوئی ہیں، یوسی بمعہ گاؤں کی مکمل تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہیں۔

6276 _ جناب سراج الدین: کیا وزیر بلدیات ارشاد فرمائینگے کہ:

(الف) سال20-2019 کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل میں محکمے کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی، اس کی ضلع وائز مالیت کیا تھی؛

(ب) سال20-2019 کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل میں محکمہ کے لئے اے ڈی پی میں مختص شدہ فنڈز سے کتنی رقم ریلیز ہوئی اور اس میں سے کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنی Lapes ہوئی، ضلع وائز تفصیل فراہم کی جائے، نیز رواں مالی سال 21-2020 کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل اے ڈی پی میں محکمہ کے لئے مختص رقوم کے بھی ضلع وائز مالیت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): (الف) مالی سال20-2019 میں محکمہ بلدیات کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی مد میں 9778.998 ملین روپے مختص کئے گئے تھے جس کی ضلع وائز تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ بلدیات کے سالانہ ترقیاتی پروگرام20-2019 اور21-2020 سے متعلق درکار تفصیل بھی ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

6348 _ جناب سراج الدین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ارشاد فرمائینگے کہ:

(الف) سال20-2019 کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی، ضلع وائز مالیت کیا تھی؛

(ب) سال20-2019 کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل میں محکمہ کے لئے اے ڈی پی میں مختص شدہ فنڈز سے کتنی رقم ریلیز ہوئی اور اس میں سے کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنی Lapes ہوئی، ضلع وائز تفصیل فراہم کی جائے، نیز رواں مالی سال 21-2020 کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل اے ڈی پی میں محکمہ کے لئے مختص رقوم کے بھی ضلع وائز مالیت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ): (الف) مالی سال20-2019 کے سالانہ ترقیاتی منصوبوں کے تحت روڈ سیکٹر کی تعمیر و توسیع کی مد میں مبلغ 11270.000 ملین روپے مختص ہوئے جبکہ ضمنی اخراجات بمعہ مختص شدہ فنڈ کی مد میں ٹوٹل 17869.234 ملین روپے خرچ ہوئے، جس کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہے جبکہ صوبائی بلڈنگ کی تعمیرات کی مد میں مبلغ 812.000 ملین روپے مختص ہوئے جبکہ امسال-2019

20 میں 514.497 ملین روپے محکمہ خزانہ نے ریلیز کئے جو باقاعدہ طور پر استعمال ہوئے، جس کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

(ب) سال 2019-20 کے سالانہ ترقیاتی منصوبوں میں ضلع وائز اے ڈی پی سکیموں کی تفصیل بمعہ ریلیز ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

(تالیاں)

اراکین کی رخصت

Mr. Speaker: Muhammad Zubair Khan, for today; Janab Babar Saleem Sawati, for today; Haji Fazal Ilahi, for today; Nawabzada Farid Salahuddin, for today; Janab Naeem Khan, for today; Saeed Ahmad Hussan, for today; Janab Iftikhar Ali Mashwani, for today; Janab Tahar Shah Sahib, for today; Janab Shoukat Ali Sahib, for today; Janab Taj Muhammad, for today; Muhtarama Momina Basit, for today; Hisham Inamullah, for today; Muhtarama Maria Fatima, for today; Janab Sultan Khan, Law Minister, for today; Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted.

مسئلہ استحقاق

Mr. Speaker: Item No. 5 'Privilege Motion': Mr. Mehmood Ahmad Khan, MPA, to please move his privilege motion No. 73, in the House.

جناب محمود احمد خان: تھینک یو، جناب سپیکر! میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے مسمی عارف ڈی پی او ٹانک سے ایک ضروری کام کے سلسلے میں میں نے فون پر رابطہ کیا تو وہ میرے ساتھ بداخلاق کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ میں آپ کا ماتحت نہیں ہوں۔ دوسرا یہ ہے کہ مسمی نجیب اللہ اے ایس آئی صدر ڈی آئی خان نے رات کے وقت ناکے میں میرے ساتھ بدتمیزی کی حالانکہ میں نے اسے اپنا تعارف بھی کروایا، جس کی وجہ سے میرا نہیں بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، لہذا اس کو متعلقہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب سپیکر صاحب! آپ بجٹ سیشن میں نہیں تھے، سات سال میں یہ میرا پہلا استحقاق ہے، مجبور ہو گیا کہ پچھلے Tenure میں پانچ سال میں نے گزارے ہیں، دو سال ابھی میں نے گزارے ہیں لیکن سات سال میں یہ پہلی پریولج موشن ہے، اجلاس آپ چیئر نہیں کر رہے تھے، ادھر ڈپٹی سپیکر صاحب چیئر کر رہے تھے، منسٹر سلطان صاحب نے اس پر ایک انکوائری بھی بنائی تھی، بہر حال اس کے تقریباً دو تین مہینے بھی ہو گئے ہیں، اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ پھر ادھر سلطان صاحب بھی آ جائیں اور یہ بھی آ جائیں گے، کچھ ایسی باتیں ہیں جو میں فلور پر ڈسکس نہیں کر سکتا، وہ کمیٹی میں ہم ڈسکس کر لیں گے۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی ڈاکٹر امجد صاحب۔

<u>جناب امجد علی (وزیر برائے ہاؤسنگ):</u> بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ تھینک یو، مسٹر سپیکر صاحب! کچھ عرصے سے یہ واقعات بہت ہو رہے ہیں کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی جن کی پولیس ڈیپارٹمنٹ سے شکایات ہوتی ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ پولیس کی قربانیاں بھی بہت ہیں لیکن جو ایک سال سے یہ Trend چلا آ رہا ہے کہ ہمارے پولیس ڈیپارٹمنٹ پر جو انگلیاں اٹھ رہی ہیں تو میرے خیال میں ان کو سپورٹ بھی کرتا ہوں، میں اس کا ایک حل چاہتا ہوں کہ ایک پریولج کمیٹی بھی ہے، اس میں تو ہم سپورٹ کرتے ہیں کہ ان کو بھیجا جائے لیکن اس پریولج کمیٹی میں جتنے بھی کیسز آ رہے ہیں جو ہمارے اراکین اسمبلی پولیس کے رویے کی وجہ سے، میرے خیال میں اس کا ایک حل نکلنا چاہیئے کیونکہ گورنمنٹ سائڈ سے، جو ٹریژری بنچز ہیں، ان پر بھی ہے اور جو اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں، سارے ایک برابر لوگ ہیں، میرے خیال میں اگر اس کے لئے پریولج کمیٹی بھی ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے اگر کوئی سپیشل کمیٹی بنائی جائے اور ان لوگوں کو بلایا جائے تاکہ اس کا ایک دیرپا حل نکل آئے، میں اس کو سپورٹ کرتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> دیکھیں، Normalli ایسا ہوتا ہے کہ پریولج کمیٹی میں صلح صفائی ہو جاتی ہے، اگر صلح صفائی نہیں ہوتی، جو موؤر ہے وہ Satisfied نہیں ہوتا تو پریولج کمیٹی کے پاس اختیارات ہیں کہ اس کو ریفر کرے جوڈیشل کمیٹی کو، اب ہمارے ہاں جوڈیشل کمیٹی کے رولز ہی نہیں بنے ہوئے ہیں، میں نے کل بھی انسٹرکشنز دی ہیں کہ اس کے رولز فی الفور فریم کرتے ہیں اور جب تک ایسے آفیسرز کو جوڈیشل کمیٹی کے اندر

وہ ہماری اسمبلی کی وہ Punish نہیں کرتی، اس میں چھ مہینے کی سزا بھی وہ دے سکتے ہیں، سسپنڈ بھی کر سکتے ہیں، نوکری سے بھی نکال سکتے ہے، اس کمیٹی کو ہم نے فعال کرنا ہے، ان شاءاللہ اس کو فعال کرتے ہیں۔

<u>وزیر برائے ہاؤسنگ:</u> میں سپورٹ کرتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ نے سپورٹ تو کر دیا۔

The question before the House that the privilege motion No. 73, moved by the honourable Member, may be referred to the Privilege Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker</u>: The 'Ayes' have it. The privilege motion is referred to the Privilege Committee.

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جن کا پہلے سے میرے پاس بزنس ہے، Let me finish, this is Order of the Day، اس کے بعد میں سب کو ٹائم دوں گا، بس دو کال اٹینشنز ہیں، کب سے لوگوں نے جمع کروائے ہیں، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> نگہت بی بی! میں نے انکار نہیں کیا لیکن اب جب میں اتنے لوگوں کو ٹائم دوں گا تو جو ایجنڈے پر ہے وہ رہ جائے گا، So, let me finish the agenda، تھوڑا سا ہے، زیادہ سے زیادہ خاموشی اختیار کریں، دس منٹ کا بھی نہیں ہے، اس کے بعد آپ مجھ سے ٹائم لے لیں، ٹھیک ہے، پلیز تشریف رکھیں، شاباش، Very good۔

<u>Mr. Speaker:</u> Call Attention Notices-----

(Interruption)

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you. Call Attention No. 7, Ms. Sajida Hanif, MPA, to move her call attention notice No. 1146, in the House.

<u>محترمہ ساجدہ حنیف:</u> جی میں اس معزز ایوان کی وساطت سے آپ سب کی توجہ بینک آف خیبر کی طرف دلانا چاہتی ہوں، یہ کہ اس بینک میں سب سرکاری ملازمین کی تنخواہیں جاتی ہیں، بشمول ہمارے اسمبلی

ممبران کی تنخواہیں بھی ادھر ہی ہوتی ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ جب پہلی تاریخوں کو یا First week کو یہ تنخواہیں نکالی جاتی ہیں تو بہت سارے بینک جو ہیں ان کے اے ٹی ایم پھر خالی پڑے ہوتے ہیں، بار بار جا کر واپس ناکام آنا پڑتا ہے، میں یہ توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ جس طرح بینک آف پنجاب میں پنجاب گورنمنٹ کے اور اس صوبے کے جو تمام اثاثے ہیں وہ اس میں رکھے جاتے ہیں، میری یہ ایک ریکویسٹ ہوگی کہ اگر اس بینک میں بھی سارے نہ ہوں تو اگر 75 percent اثاثے بھی ہمارا صوبہ جو ہے اس میں رکھے تو اس بینک کی ساکھ بہتر ہوگی اور یہ اچھی کارکردگی کرے گا، ہمیں بھی زیادہ تکلیف نہیں اٹھانا پڑے گی، تھینک یو ویری مچ۔

جناب سپیکر: منسٹر فنانس، ریسپانڈ پلیز، کیا وہ ناراض ہیں کہ اسمبلی نہیں آتے؟ میں انہیں ہدایت جاری کرتا ہوں کہ آئندہ جس منسٹر کا بھی بزنس ہوگا تو وہ خود یہاں پر Present رہے یا پارلیمانی سیکرٹری جو بھی بنے ہیں، ان کو ڈائرکٹ کریں یا پھر یہاں پر Application تو بھیجیں، یہاں پر کوئی چھٹی کی Application بھی نہیں آئی ہوئی ہے۔

محترمہ ساجدہ حنیف: جناب سپیکر! جو جو منسٹر نہیں آتے، ان کی تنخواہیں بند کر دیں۔

جناب سپیکر: جی تنخواہیں بند کر دیں، وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کرتے ہیں، ان کی تنخواہیں تو وہاں سے آتی ہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: وہ نہیں آئے ہیں کیونکہ ان کی ایک ضروری میٹنگ ہے تو کیا اسمبلی سیشن سے کوئی زیادہ ضروری ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، ہم نے یہ اتنا Relax رکھا ہوا ہے کہ جس منسٹر کی کوئی بڑی ہی Important engagement ہے، میٹنگ ہے تو وہ ہمیں لکھ دیں تاکہ ہم یہاں پڑھ کے سنا دیں کہ وہ اس بڑی ہی Important meeting میں ہے، Which is important than assembly business تو وہ اس کو ہم Allow کریں گے But باقی سب کو آنا چاہیئے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی نگہت بی بی کا مائیک کھولیں، یہ چھوٹی سی بات کر رہی ہیں، ابھی ہم ان کا کال اٹینشن تو ختم کریں نا۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! اس آگسٹ ہاؤس سے زیادہ کوئی بھی ضروری میٹنگ نہیں ہو سکتی ہے، ان کو پتہ ہے کہ ہاؤس جو ہے وہ In session ہے اور ان کے ہی سوالات آرہے ہیں، کل ہیلتھ منسٹر نہیں تھے، ہیلتھ کے جوابات سے ہم کسی طریقے سے مطمئن نہیں ہو سکے، آج بھی فنانس منسٹر نہیں ہیں، آج ایک منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، لودھی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ایک ایڈوائزر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ابھی ایک لیاقت خٹک صاحب کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک دو اور ایڈوائزر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، چار پانچ منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، لیاقت خٹک صاحب ہیں، محب اللہ صاحب نظر نہیں آرہے ہیں، اب انہوں نے ماسک پہنا ہوا ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سر! لیکن جن کا کنسرن ہے تو ان کے بارے میں فلور آف دی ہاؤس یہ کہوں گی، آپ کی وساطت سے یہ بات کروں گی کہ چار سوٹن جو ٹراؤٹ مچھلی ہے، وہ خراب ہو رہی ہے تو ان کو چاہیئے کہ آدھے ریٹ میں یہ بیچ دیں۔

جناب سپیکر: وہ چار سوٹن مچھلی کی بات بعد میں کریں، پہلے کامران بنگش صاحب جواب دیں، اے ٹی ایم خیبر بینک کا جواب دیں جو انہوں نے کال اٹینشن پیش کیا ہے، آپ کو جواب ملنا چاہیئے۔

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): تھینک یو مسٹر سپیکر! میڈم نے جس ایشو کی طرف نشاندہی کی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے جواب بھیجا ہے نا؟

معاون خصوصی برائے بلدیات: جی؟

جناب سپیکر: کامران بنگش صاحب! آپ کو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے جواب بھیجا ہے؟

معاون خصوصی برائے بلدیات: نہیں۔

(تالیاں)

معاون خصوصی برائے بلدیات: سر، میں۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: اس کوئسچن کو آپ سٹینڈنگ کمیٹی میں ریفر کریں۔
معاون خصوصی برائے بلدیات: میں As a ترجمان یا گورنمنٹ کے انفارمیشن منسٹر۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: جی؟
معاون خصوصی برائے بلدیات: گورنمنٹ کے Behalf پر میں جواب تو دے سکتا ہوں، اس میں اتنا زیادہ اس کی کیا ضرورت ہے اور وہ بھی ٹریژری بنچز سے کوئسچن آیا ہے، آپ کیوں اس کو اتنا سیریس لے رہی ہیں؟ آپ Relax ہو جائیں۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: جی کامران صاحب!
معاون خصوصی برائے بلدیات: ہاں جی۔
محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب!
جناب سپیکر: جی جواب دیں۔
معاون خصوصی برائے بلدیات: میڈم! میں نے۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: آئندہ کے لئے انتظام کرتے ہیں۔
محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: جی کامران بنگش صاحب! اس وقت فلور ان کے پاس ہے نا، یار دیکھیں۔
محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Cabinet is collectively responsible.

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! Important question ہے، جواب دینا بھی ضروری ہے۔
محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: This is just call attention، آپ تشریف رکھیں نا، آپ تشریف رکھیں۔
محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نگہت بی بی! آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں پلیز، دیکھیں یہ کال اٹینشن کا جواب دے رہے ہیں نا، ان کے پاس جواب ہوگا۔ جی کامران بنگش صاحب۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میڈم نے یہ کوئسچن دوسری دفعہ کیا، یہ بہت Important ہے اور اس کو آپ تھوڑا سا تحمل سے سنیں، آپ کو سمجھ آجائے گی، وہ جو اثاثوں کی بات کر رہی ہیں کہ یہ سب ڈیپارٹمنٹس کے اکاؤنٹس ہیں یا ان کے Assets ہیں، وہ بینک آف خیبر میں رکھوانے کی بات کر رہی ہیں، یہ بہت Important issue ہے، میں جو جواب دینے والا تھا، آپ لوگوں نے وہ والی بات کی کہ ایک بندے سے پوچھا گیا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا 'خدائے' تو آگے سے کہا گیا کہ آپ تو کافر ہو گئے، اس نے کہا کہ پوری بات تو سنیں، میرا خدائے نور نام ہے تو آپ ذرا پوری بات سنیں، آپ کو سمجھ آجائے گی۔ مسٹر سپیکر! میری یہ Humble submission ہے (تالیاں) مسٹر سپیکر! اس کوئسچن کو اگر پینڈنگ رکھ لیں، میری اور فنانس منسٹر کی میڈم سے یہ ریکویسٹ ہے کہ وہ اگر اگلے سیشن تک پینڈنگ رکھیں تو فنانس منسٹر، اب جو انہوں نے بات کی ہے کہ Nine cabinet members ابھی اسمبلی میں موجود ہیں، (تالیاں) ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اس August House کی Dignity اور Integrity کو برقرار رکھتے ہوئے آپ کے سامنے حاضر ہیں، آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے ہم حاضر ہیں، اس کوئسچن کے بارے میں یا جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے، اس بارے میں میری یہ ریکویسٹ ہے کہ اس کو اگر آپ اگلے سیشن تک پینڈنگ رکھیں تو فنانس منسٹر خود جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ جی آپ ذرا مجھے یہ ختم کرنے دیں، جی ایک کال اٹینشن رہ گیا ہے۔

جناب سردار حسین: بالکل میں Sure ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب سردار حسین: شکریہ، جناب سپیکر! میں نے بجٹ اجلاس میں بھی اے ٹی ایم کے حوالے سے یہ بات کی تھی کہ خیبر بینک کے اے ٹی ایم میں پیسے نہیں ہوتے ہیں اور یہ بڑا اہم ہے۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر!

جناب سردار حسین: نگہت بی بی سے ریکویسٹ ہے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Nighat Bibi! Can you keep quite?

Ms: Nighat Yasmeen Orakzai: Sir, no, because-----

Mr. Speaker: Then shout, please sit down, please sit down.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نو سر، جناب سپیکر! آپ لوگ جو ہیں ناوہ کیوں نعرہ بازی کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: ہمارے لوگ کیا کر رہے ہیں؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: یہ جو اس نے اور جو نعرہ بازی کرتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں غصہ ہوئی ہیں، کون غصہ ہوا ہے؟

جناب سردار حسین: جی میں ریکویسٹ کرتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں، آپ تشریف رکھیں، آپ بڑی سینیئر ممبر ز ہیں، ماشاءاللہ آپ چوتھی دفعہ آرہی ہیں، آپ تو پورے ہاؤس کو کنٹرول کریں گی۔

جناب لیاقت علی خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: لیاقت صاحب! تشریف رکھیں، اوہو۔

(شور)

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ آپ کو زیب نہیں دیتا، مہربانی کریں دونوں آنریبل ممبرز تشریف رکھیں، دونوں آنریبل ممبرز تشریف رکھیں، پلیز۔

جناب سردار حسین: پلیز پلیز، نگہت بی بی، آپ بیٹھیں پلیز۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

جناب سردار حسین: پلیز آپ سینیئر ہیں۔

جناب سپیکر: دونوں ممبرز تشریف رکھیں۔

جناب سردار حسین: دا جناب سپیکر! میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی بابک صاحب!

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! نگہت بی بی کا خیال تھا کہ زور زور سے ڈیسک نہ بجائیں، ڈیسک ٹوٹ جائے گا، میرے خیال میں یہ وہی کہہ رہی تھیں، Any how، خیر ہے، نہیں کرنا چاہیئے۔ جناب سپیکر! میں نے بجٹ سپیچ میں بھی یہ بات کی تھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دل بڑا کریں۔

جناب سردار حسین: خیبر بینک سے جناب سپیکر! خیبر بینک سے اس حکومت نے چالیس ارب روپے نکالے ہیں، چالیس ارب اور باقی بینکوں میں یا دوسرے بینکوں میں ڈالے ہیں، اب ایک حکومت خود میرے صوبے کا جو خیبر بینک ہے، یہ میرے صوبے کا نیشنل بینک ہے، اس کو ہم کس طرح مضبوط بنائیں گے؟ پچھلی حکومت میں جو پرائیویٹ شیئرز تھے وہ آپ کو بھی پتہ ہے کہ جو بورڈ آف گورنرز کے پاس اختیار ہے، حکومت کی خواہش تھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب! میں ایک عرض کرتا ہوں، آپ کے بڑے ہی زبردست پوائنٹس ہیں۔

جناب سردار حسین: میں ایک منٹ میں بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہتر یہ ہے کہ فنانس منسٹر یہاں پر ہوں، ان کی موجودگی میں یہاں باتیں کریں تاکہ وہ ہمیں ریسپانڈ کر سکیں یا ہمیں کوئی رولنگ دے سکیں۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! رولنگ تو آپ دے دیں کہ اس میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن منسٹر کنسرنڈ نہیں ہیں نا۔

جناب سردار حسین: یعنی جس منسٹر کا بزنس ہو تو ان کو پھر آنا چاہیئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں، یہ کوسچن ویسے بھی پینڈنگ ہو گیا، اس پر دوبارہ آنا ہے، اس پر منسٹر صاحب جس دن ہونگے تو پھر ہم اس کو لائیں گے، آپ اس پر بات کریں تاکہ اس وقت He is the most concerned person and can give you a better answer یا پھر ہم کوئی اور راستہ نکال لیں گے، ٹھیک ہے۔ محترمہ شاہدہ صاحبہ، ایم پی اے، توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1170۔

محترمہ شاہدہ: شکریہ جناب سپیکر صاحب! میں وزیر برائے سوشل ویلفیئر کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں لیکن بدقسمتی سے وہ تو ہیں نہیں، ضلع مردان دارالامان جو کہ کرائے کی بلڈنگ میں

ہے، اس کا ماہانہ کرایہ ستر ہزار روپے ہے، مالک مکان کی طرف سے بلڈنگ خالی کرانے کے لئے تیس۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے؟

محترمہ شاہدہ: جی۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے پاس ہے،اوکے۔ڈاکٹر امجد صاحب کے پاس ہے،جی آپ فرمائیں۔

محترمہ شاہدہ: تیس ستمبر کی ڈیڈلائن ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ شاہدہ: ضلع مردان جیل کے احاطے میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا ابھی وقت نہیں آیانا،مجھے Order of the Day complete کرنے دیں پھر اس پر بات کرتے ہیں۔جی میڈم آپ بات کریں،ٹھیک ہے،آپ بات کریں۔

محترمہ شاہدہ: جی اچھا۔ ضلع مردان جیل کے احاطے میں دارالامان کے لئے سرکاری بلڈنگ کا افتتاح ضلعی حکومت کے آخری دنوں میں جلدی سے کیا گیا،اس دارالامان میں رہائش پذیر خواتین کی بلڈنگ رہائش کے قابل نہیں ہے، سیکورٹی کے حوالے سے پچھلے مہینے بھی اس دارالامان سے لڑکیوں کے بھاگنے کے واقعات سامنے آئے تھے،موجودہ حکومت بحثیت پالیسی پیش نظر نئی سرکاری بلڈنگ کو فی الفور سیکورٹی پوائنٹ آف ویو سے مکمل کیا جائے،ماہانہ کرائے کی مد میں ستر ہزار روپے جو غیر ضروری خرچ ہو رہے ہیں،دارالامان کی بچیوں کو تنگ و تاریک بلڈنگ سے نکال کر مناسب رہائش کے لئے انتظام کریں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر امجد صاحب!

محترمہ شاہد: لیکن نہیں،ابھی اور بات بھی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں بات تو کلیئر ہو گئی۔

محترمہ شاہدہ: نہیں نہیں،ابھی میں اس پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

محترمہ شاہدہ: جناب سپیکر صاحب! ابھی یہ پورا توجہ دلاؤ نوٹس میں نے بہت پہلے جمع کیا تھا لیکن کورونا وباء کی وجہ سے دوبارہ سر سبز ہونا پڑا، اب چونکہ دار لامان اپنی بلڈ نگ میں شفٹ ہو گیا ہے لیکن اب مسئلہ کچھ اور ہے، وہ یہ ہے کہ وہی بلڈ نگ جو پانچ چھ مہینے پہلے عملہ وہاں پر شفٹ ہو گیا، اس کے متعلقہ وزیر صاحب وہاں پر جا کر وزٹ کریں تاکہ سب ایوان کو پتہ چلے، بہت افسوس کی بات ہے کہ ابھی اتنا وقت نہیں ہوا اور بلڈ نگ کی حالت بہت خراب ہے۔ جناب سپیکر صاحب! ہمارے ایک نمائندے نے بارش کے دوران اس دارالامان کا وزٹ کیا، آپ دیکھتے ہیں کہ جیسی بارش باہر ہو رہی تھی، اسی طرح اندر بھی ہو رہی تھی، جناب سپیکر صاحب! میری درخواست ہے کہ اس بلڈ نگ پر عوام کا پیسہ خرچ ہوا ہے، جتنا جلدی ہو سکے، متعلقہ کمیٹی اور وزیر صاحب سمیت اس بلڈ نگ کا وزٹ کریں اور جو بلڈ نگ کے ناقص میٹریل میں ملوث ہے، وہ ٹھیکہ دار ہو یا سرکاری عملہ، اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے، اس بلڈ نگ پر شفاف انکوائری کی جائے، شکریہ۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر امجد صاحب!

جناب امجد علی (وزیر برائے ہاؤسنگ): شکریہ جناب سپیکر صاحب! یہ جو کال اٹینشن میڈم شاہدہ صاحبہ لے کر آئی ہیں، اس میں انہوں نے ایک نجی عمارت کے بارے میں پوچھا ہے کہ چونکہ جو دارالامان ہے وہ ایک نجی عمارت میں ہے، اس کی جو اپنی عمارت ہے وہ کمپلیٹ ہو گئی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو جواب آیا ہے، اس میں انہوں نے کلیئر لکھا ہوا ہے کہ بالکل ان کی بات ٹھیک ہے کہ ستر ہزار روپے کرایہ کی وہ بلڈ نگ تھی لیکن ابھی جس Purpose کے لئے ان کی اپنی بلڈ نگ تیار ہو چکی ہے، اس میں وہ دارالامان شفٹ ہو چکا ہے۔ دوسرا ان کے کال اٹینشن میں ہے کہ وہ جو دارالامان ہے وہ Secure نہیں ہے، تو اس میں بھی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب آیا ہے کہ جو نئی بلڈ نگ اس کے لئے بنی تھی جس میں دارالامان شفٹ ہوا ہے، یہ بالکل جو مردان جیل ہے اس کے قریب ہے، وہاں جو قیدی ہوتے ہیں، گارڈز ہر وقت ان کے لئے، ان کی سیکورٹی کے لئے ہوتے ہیں، تو وہ بالکل ان کا وہ سیکورٹی پوائنٹ آف ویو جو ہے نا وہ بالکل موزوں جگہ ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ کچھ واقعات وہاں پر ہوئے ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو Reply آیا ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تک الحمد للہ کوئی ایسا کیس نہیں آیا جس سے کوئی

دارالامان سے لڑکی بھاگی ہو یا کسی طرح کی کوئی اور Securty reason کی وجہ سے، یہ شفٹ ہو چکا ہے، بالکل جو وہاں پر شفٹ ہو چکا ہے وہ Secure ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: دوسری بات وہ یہ کر رہی ہیں کہ بارش میں ہم گئے اور جیسی باہر بارش تھی، اس نئی بلڈنگ کے بارے میں کہہ رہی ہیں۔

محترمہ شاہدہ: جی یہی بلڈنگ ہے۔

جناب سپیکر: نئی بلڈنگ کے بارے میں وہ کہتی ہیں کہ اس کی کنسٹرکشن وہ اتنی Poor ہے کہ وزٹ کرنے کی ضرورت ہے، آپ یہ چاہتی ہیں؟

محترمہ شاہدہ: جی، اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو میرے پاس ویڈیو بھی ہے، جب بارش ہو رہی تھی تو جس طرح بارش باہر تھی اسی طرح اندر بھی ہو رہی تھی۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: اچھا جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کنسٹرکشن کے اوپر۔

محترمہ شاہدہ: اگر پانچ چھ مہینوں سے اس کا اس طرح حال ہے تو پانچ سال میں وہ بالکل بیٹھ جائے گی۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، منسٹر صاحب! اگر ایک نئی بلڈنگ تیار ہوئی ہے۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: میں ایک بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں جی، منسٹر صاحب۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: میں ایک بات کرتا ہوں کہ اگر یہ ایک ایشو ہے تو ان شاءاللہ منسٹر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کا مائیک کھولیں۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: منسٹر صاحب کو میں خود کہہ دوں گا کہ وہ وہاں پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر امجد صاحب کا مائیک کھولیں۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: مائیک کھلا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مائیک کھلا ہے؟

وزیر برائے ہاؤسنگ: کھلا ہے۔

جناب سپیکر: اوکے۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: ان شاءاللہ منسٹر صاحب کے ساتھ میں ڈسکس کر لوں گا، وہ خود بھی وزٹ کریں گے اور اس میں اگر کوئی Deficiencies ہیں یعنی کنسٹرکشن کے حوالے سے یا Poor construction ہے یا جو بھی ہے تو ان شاءاللہ ان کو میں Ensure کراتا ہوں کہ وہ اس کو ٹھیک کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو کہیں کہ اس کا وزٹ کرکے اور پھر یہاں پر ہمیں ایوان میں بتائیں۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کی ہے، اس کا ازالہ ہو گیا یا کیسا ازالہ ہو گا، کیا کارروائی ہو گی؟

وزیر برائے ہاؤسنگ: جی۔

جناب سپیکر: اگر اس میں واقعی Fault ہے اور یہ جیسے بتا رہی ہیں کہ قومی خزانے کو اتنا نقصان پہنچا ہے-----

وزیر برائے ہاؤسنگ: جی۔

جناب سپیکر: تو ضرور ایکشن لینا چاہیئے۔

وزیر برائے ہاؤسنگ: ان شاءاللہ۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔

مسودہ قانون بابت فاٹا ڈیویلپمنٹ اتھارٹی ریگولیشنز (تنسیخ) مجریہ 2020 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 8 'Consideration of Bill': The minister for on behalf of Minister for Law, Kamran Bangesh sahib, to please move that the Federally Administered Tribal Areas Development Authority Regulations (Repeal) Bill, 2020 may be taken into consideration at once.

Mr. Kamran Khan Bangash (Special Assistant for Local Government): Mr. Speaker! I request to move that the Federally Administered Tribal Areas Development Authroty Regulations (Repeal) Bill, 2020 may be taken in to consideration at once.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Federally Administered Tribal Areas Development Authroity Regulations

(Repeal) Bill, 2020 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes'.and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 7 of the Bill: Since no amendment has been proposed by honourable Member in Clauses 1 to 7 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 to 7 may stand part of the Bill? Those who are in favour of the Bill may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 7 stand part of the Bill, preamble and long title also stand part of the Bill.

مسودہ قانون بابت فاٹاڈیولپمنٹ اتھارٹی ریگولیشنز (تنسیخ) مجریہ 2020 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: Item No. 9 'Passage Stage': The Minister for Law, to please move that the Federally Administered Tribal Areas Development Authroty Regulations (Repeal) Bill, 2020 may be passed.

Special Assistant for Local Government: Mr. Speaker! I, On behalf of Minister for Law, request to move that the Federally Administered Tribal Areas Development Authroty Regulations (Repeal) Bill, 2020 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Federally Administered Tribal Areas Development Authroity Regulations (Repeal) Bill, 2020 may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes'.and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed. Ji, Kamram Bangish.

معاون خصوصی برائے بلدیات: جناب سپیکر صاحب! آپ سے ریکویسٹ ہے کہ آج صحافی عارف یوسفزئی صاحب کا بیٹا اور ان کی ایک بیٹی شدید زخمی ہیں لیکن بیٹا ان کا جھلس کر جاں بحق ہو گیا، ابھی تھوڑی دیر میں ان کا جنازہ بھی ہے، ہاؤس سے بھی ریکویسٹ ہے اور آپ سے بھی کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کریں۔

جناب سپیکر: جی لطف الرحمان صاحب! فاتحہ خوانی کریں۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: اب ایجنڈے میں آئٹم نمبر10 ہے۔ جناب احمد کنڈی صاحب! ایڈ جرمنٹ موشن نمبر172 پر ڈسکشن ہے، آپ لوگوں نے مجھے اتنااور بزنس دیا ہوا ہے، پہلے یہ ڈسکشن ہو جائے، یہ بہت زیادہ ہے، یہ آئٹم نمبر1, 2, 3, 4, 5, 6, 7۔

جناب احمد کنڈی: شکریہ، یہ بڑاImportant ہے، یہ جو ڈسکشن ہے، بہت Important ہے، یہ صوبے کا مقدمہ ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کنڈی صاحب! ایک منٹ، ایک اور بات بھی ہے۔

جناب احمد کنڈی: جی جی۔

جناب سپیکر: جب ڈسکشن شروع ہو جائے تو پھر اور بزنس نہیں ہو سکے گا، آپ مجھے یہ بتائیں کہ پھر کتنے دوں؟ جی بابک صاحب!

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ تمام صوبے کے لئے بڑی اہم ڈسکشن ہے، اس پوائنٹ پر ڈسکشن سے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی اور پوائنٹ اتناImportant ہو سکتا ہے، یہ بڑی اہم ہے۔

جناب سپیکر: اس طرح کرتے ہیں کہ ہمیں وقفہ نماز بھی کرنا ہے، کل بھی نہیں کر سکے، بہت سے لوگوں کی میرے سمیت نماز رہ گئی تو وہ ہم سوا پانچ بجے کریں گے، دس منٹ کا وقفہ کریں گے اور پھر یہ آخری آئٹم لے لیں گے۔ بابک صاحب! ان کو دس منٹ دے دیتے ہیں، میں زیادہ ٹائم نہیں دیتا ہوں، شارٹ ٹائم میں کریں، زیادہ ٹائم جو لے گا میں مائیک بند کر دوں گا۔ جی نگہت اور کزئی صاحبہ! آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر لائیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: یہ چونکہ صوبے اور گورنمنٹ کیلئے بہت Important ایشو ہے تو ہم اپنے پوائنٹ آف آرڈر کو کل کیلئے، میں اور جتنے بھی لوگوں نے پوائنٹ آف آرڈر دیئے ہیں، ہم لوگ کل کیلئے یہ چھوڑتے ہیں لیکن آپ نے کل سوالات کے بعد ہمیں یہ موقع دینا ہے کیونکہ صبح سے ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ سوالات کے بعد بالکل آپ ڈسکشن کریں اور ہم لوگ بیٹھ کے سنتے ہیں کیونکہ یہ Important ہے۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ For me, the most important thing is the Order of the Day، جسکو آپ ایجنڈا کہتے ہیں، اب یہ بیچ میں جو چیزیں آپ لاتے ہیں، ٹائم ہو تو ہم دے دیتے ہیں، کنڈی صاحب، آج لاء منسٹر بھی بیمار ہیں اور وہ چھٹی پر ہیں، آپکو پتہ ہے، ابھی مجھے میسج آیا ہے کہ انہوں نے یا فنانس منسٹر نے اس پر ریسپانڈ کرنا تھا، Because they both are not here, one is on leave and one is absent تو میری گزارش ہے کہ اسکو پینڈنگ کر دیں تاکہ نیکسٹ جس Date پر ہم لائیں گے تو ان میں کوئی بندہ تو ہو، ورنہ آپکو کوئی جواب نہیں دے گا، ڈسکشن تو ہو سکے گی۔ جی کنڈی صاحب!

جناب احمد کنڈی: میں دست بستہ آپ سے گزارش کرتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ ادھر سے ریسپانس نہیں آئے گا، ان کے پاس اختیار نہیں ہے، یہ سی سی آئی کی میٹنگ میں ایجنڈا نہیں رکھ سکے، میں صرف آپ کو سنانا چاہتا ہوں، واللہ باللہ صرف آپ ریسپانڈ نہ بھی کریں، کوئی مجھے پرواہ نہیں ہے، سلطان صاحب اور یہ مجھے کیا جواب دیں گے۔

Mr. Speaker: Then we will take.

جناب احمد کنڈی: تھینک یو، کامران صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، مجھے امید ہے کہ ینگ لڑکا ہے، محنت کر رہے ہیں، کچھ نہ کچھ ان کا ریسپانس آجائے، میرے لئے بہت ہے، More than enough اور صرف آپ سے توقع رکھتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کامران جواب کے لئے تیرے ساتھ ہیں۔ جی کنڈی صاحب!

جناب احمد کنڈی: سر، مطلب ہے کہ ماحول کو تھوڑا سا اس وقت ٹھیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

تحریک التوا نمبر 172 پر قواعد وانضباط وطریقہ کار مجریہ 1988 کے قاعدہ 73 تحت بحث

جناب احمد کنڈی: ہمارے امام فکر غنی خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یو مقام تہ بہ رسیږم
او پہ لارہ چې څہ راغلل
کہ تیارہ وی کہ رنړا وی

زہ رنړا کبنې یم خوشحاله
خو تیا رونه نه ویریږم
زہ رنړا کبنې یم خوشحاله
خو تیا رونه نه ویریږم
زہ رنړا کبنې یم خوشحاله
خو تیا رونه نه ویریږم

(تالیاں)

جناب سپیکر! یہ بڑاImportant، جو فیڈرل ایکسائزڈیوٹی ہے، یہBasically 18th amendment ہوئی تھی اور میں صرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں، کسی سے مجھے اور توقع نہیں ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بہت اہم ہے، یہ ریاست ہمارے ساتھ بہت زیادتی کر رہی ہے، یہ صوبائی حکومت ملی ہوئی ہے، چھوٹی چھوٹی سی نوکریوں کے اوپر، ہمارے حقوق کے اوپر خاموش بیٹھی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ ثابت کر کے دوں گا، آپ کو پندرہ منٹ کے اندر ثابت کر کے دوں گا، اگر میں ثابت نہ کر سکا تو میں Resign کر کے ہاؤس سے جاؤں گا، میں آپ کو یہ بتادوں کہ آپ دیکھ لیں، نٹ ہائیڈل پرافٹ، دنیا کا سب سے بڑا ڈیم خیبر پختونخوا میں ہے، تربیلا کے نام پر ساؤتھ ایشیاء کا سب سے بڑا ہائیڈرو سٹیشن خیبر پختونخوا کے پاس ہے لیکن نٹ ہائیڈل مجھے نہیں دیتا، دنیا کے Historical trade rule میرے خیبر پختونخوا میں ہے، میرے بارڈر کو نفرتوں کی دیواروں کی وجہ سے، استحصال کی وجہ سے بند کیا گیا ہے، میں ٹریڈ نہیں کر سکتا، میرے آئل کو دیکھیں کہ یہ میرا خیبر پختونخوا سب سے بڑا آئل دینے والا صوبہ ہے، پچاس ہزار بیرل Per day میں دیتا ہوں، اس ریاست کو میں دو سو، ڈھائی سو ارب کا تیل دیتا ہوں، کیا مانگ رہا ہوں؟ اس طرف بھی میں آتا ہوں، میرا پانی کا شیئر موجود ہے، تین ملین ہیکٹر فٹ میرا Un utilized چلا جاتا ہے کیونکہ میرے پاس انفراسٹرکچر نہیں ہے اور وہ کیوں نہیں ہے؟ اس لئے کہ مجھے ریاست انفراسٹرکچر نہیں دے رہی ہے، دوسرے صوبے استعمال کرتے ہیں، یہ سوئے پڑے ہوئے ہیں، میری گیس کی پروڈکشن زیادہ ہے اور میری Consumption کم ہے لیکن میری گیس کی لوڈشیڈنگ ہوتی ہے، میری War on terror دیکھیں، سب سے زیادہ شہادتیں میرے صوبے نے دی ہیں، اگر اس ریاست کے شہیدوں کا نام آئے تو خیبر پختونخوا

سب سے ٹاپ پر ہو گا، اس کے باوجود بھی مجھے ہر موقع پر وفاداریوں کے امتحان دینے پڑتے ہیں، یہ ہمارا ریاست سے سوال ہے، صرف ہمارا یہ پیغام لے جائیں، ہمیں ان سے توقع نہیں ہے کہ یہ کوئی نتیجہ لے کر آئیں گے، ہمیں ان سے توقع نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اب میں آتا ہوں آئل کی طرف، بلکہ میں نٹ ہائیڈل پر بائیس ہائیڈرو سٹیشنز پورے پاکستان میں ہیں، ان سب کو کہتا ہوں کہ کاغذ اور پین اٹھالیں، کاغذ اور پین پر نوٹ کریں، اگر میری کوئی بات غلط ثابت ہو گئی تو میں ان کا جرم دار ہوں گا، بائیس ہائیڈرو سٹیشنز پورے پاکستان میں ہیں، چودہ میرے پاس ہیں، ساڑھے نو ہزار میگاواٹ سستی ترین بجلی پانی پر بنتی ہے پورے پاکستان میں، ساڑھے چھ ہزار میگاواٹ خیبر پختونخوا بناتا ہے، نٹ ہائیڈل نہیں ملتا، جناب سپیکر! یہ چودہ اگر میں ہائیڈروپاور میں گننے پر شروع ہو جاؤں، تربیلہ میرے پاس ہے، ورسک میرے پاس ہے، درگئی میرے پاس ہے، ملاکنڈ، الی خوڑ، خار خوڑ، دراڑل خوڑ، گومل زام یہ سارے نام لوں تو پورا دن لگ جائے گا، جناب سپیکر! اس کے باوجود بھی مجھے نٹ ہائیڈل نہیں دیا جاتا، یہ خاموش بیٹھے ہیں، کوئی ایجنڈا نہیں رکھ سکے، سی سی آئی کے لئے لیٹر نہیں لکھ سکے، گونگے بن چکے ہیں، ان میں اہلیت ہے لیکن ان کی سمت اور ان کا جو عمل ہے وہ ٹھیک نہیں ہے، ان کی ڈائریکشن ٹھیک نہیں ہے، ان کی ترجیحات ٹھیک نہیں ہیں، یہ نالی اور گلی کی سیاست میں گھس کر نالی اور گلیوں کے ساتھ ساتھ ہمارے صوبے کا مقدمہ بھول چکے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ نٹ ہائیڈل ہے، اس کے بعد آپ آجائیں ٹریڈ روٹس پر، ٹریڈ روٹس میری تاریخی ٹریڈ روٹس تھی، یہ وہ ٹریڈ روٹس ہیں جس پر قائد اعظم نے کہا تھا، میرے قائد نے 1948 میں جب پہلا فارمل انٹرویو دیا تھا، لائف میگزین میں ان سے سوال ہوا What is the future of Pakistan، بڑا Categorically ان کا وژن دیکھیں، اس شخص جس کی تصویر آپ کے اوپر لگی ہوئی ہے، میرے بابائے قوم نے 1948 میں جب ان سے سوال ہوا What is the future of Pakistan، دو لائنز میں جواب ہے، انہوں نے کہا کہ Pakistan is the pivot of the world، پاکستان دنیا کا محور ہے، And placed on frontier on which the future position of world revolves، جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ پاکستان دنیا کا محور ہے اور دنیا کا مستقبل اس کی سرحدوں کے ارد گرد گھومے گا، تو وہ کونسی سرحدیں ہیں؟ وہ میری سرحدیں ہیں، وہ یہی میرا انگور اڈہ ہے، میرا غلام خان ہے، میرا جندول ہے، میرا اوا

خان بارڈر ہے، یہ تمام روٹس میری ہیں جو سنٹرل ایشیاء کے ساتھ میرا کنکشن ہیں، آپ One belt road کو دیکھ لیں، پانچ ملین ڈالر کا One belt road اس کا منہ سنٹرل ایشیاء کی طرف ہے، فیوچر میرے پاس ہے لیکن مجھے ٹریڈ کرنے دو، میں پیسے بھی نہیں مانگتا ہوں لیکن مجھے ٹریڈ کرنے دو۔ میں ٹاپک پر آتا ہوں، جناب سپیکر! لمبی چوڑی بحث نہیں کرتے، آپ کا بھی ٹائم ضائع نہیں کرتا، کتاب آپ کے پاس ہے، آرٹیکل 161، کلاز ون پیراگراف (ب) یہ سارے قانون ساز لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اگر میں غلط ہوں تو مجھے وہ بتادیں، اس میں وہ کلیئر کٹ لکھتے ہیں:

''(b) the net proceeds of the Federal duty of excise on oil levied at well-head and collected by the Federal Government, shall not form part of the Federal Consolidated Fund and shall be paid to the Province in which the well-head of oil is situated.]''

آئل ویلز کس کے پاس ہیں، پاکستان کا سب سے بڑا آئل ویل میرے خیبر پختونخوا کے پاس ہے، میرا ناشپک آئل ویل سب سے بڑا آئل ویل ہے، میرا میلاک آئل ویل، میرا مریم زئی کا آیل ویل، میرا چندا کا جو آئل ویل ہے، کوہاٹ، کرک، بنوں، ٹل، ہنگو کے، یہ سب سے زیادہ پاکستان کی ریاست کو تیل دیتے ہیں۔ اب میں کیلکو لیشن بتاتا ہوں، آپ کو ڈیٹا دیتا ہوں، یہ لوگ کام نہیں کریں گے، نہ ہمیں ان سے توقع ہے، ان میں اہلیت ہے لیکن چھوٹی چھوٹی نوکریوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، گلیوں کی سیاست میں پڑے ہوئے ہیں، کلاس فور کی سیاست میں پڑے ہوئے ہیں، صوبے کا مقدمہ یہ بھول چکے ہیں۔ جناب سپیکر، پچاس ہزار بیرل میرا صوبہ دیتا ہے، کتنا؟ یہ Average figure میں دے رہا ہوں، پچاس ہزار بیرل میرا صوبہ اور میں Per day کی بات کر رہا ہوں، پورے پاکستان میں نوے ہزار بیرل بنتا ہے، پچاس ہزار میں دیتا ہوں، پورے پاکستان کی Consumption ساڑھے چار لاکھ بیرل ہے۔ ایک بات یہاں پر اور کر دوں، پاکستان کا سب سے بڑا Import bill جو ہے وہ پیٹرولیم پراڈکٹ ہے، میرا تجارتی خسارہ کیوں ہے، Trade deficit کیوں ہے؟ کیونکہ میری امپورٹ زیادہ ہے، امپورٹ میں سب سے بڑا پیٹرولیم پراڈکٹ ہے جس کی وجہ سے میری اکانومی نہیں اٹھ رہی، میرا خیبر پختونخوا کس طرح اٹھے گا، میرا پاکستان کس طرح اٹھے گا، گریٹر پاکستان کا جو مقدمہ ہے، ہم لے کر آئیں ہیں وہ کس طرح اٹھے گا؟ جناب سپیکر! پچاس ہزار بیرل میں دیتا ہوں، اس کی اگر مالیت نکالیں جو ہم باہر سے امپورٹ کرتے ہیں، اگر ساٹھ ڈالر Per بیرل بھی نکالیں تو

کم از کم اس ریاست کو میں دو سو ارب کا تیل دیتا ہوں، کتنے کا؟ دو سو ارب کا تیل دیتا ہوں اور کتنا مانگتا ہوں، فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کتنی مانگ رہا ہوں؟ میری جو کیلکولیشن انرجی پاور ڈیپارٹمنٹ نے کی، انہوں نے ہزار بیرل کی ہے، میری کیلکولیشن ان سے Different ہے، میں کہتا ہوں کہ ہزار بھی نہیں، چلیں ان کی مان لیتے ہیں کہ ہزار بیرل ہے، ہزار بیرل انہوں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کو ہزار روپے فی بیرل انہوں نے Propose کی ہوئی ہے، پچاس ہزار بیرل ہے، اگر اس کا سالانہ آپ نکالیں تو یہ تقریباً اٹھارہ ارب روپے بنتے ہیں۔ جناب سپیکر! کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے، کوئی اس میں Rocket science نہیں ہے، (تالیاں) اس ریاست کو دو سو ارب کا تیل دیتا ہوں، خدارا، دو سو ارب کا ریاست کو تیل دیتا ہوں، بار بار کہہ رہا ہوں کہ اٹھارہ ارب مانگ رہا ہوں اور وہ نہیں دیتے، اربوں روپے کی بجلی دیتا ہوں، نٹ ہائیڈل نہیں دیتے، اربوں روپے کی گیس کی پروڈکشن کر رہا ہوں، اربوں روپے کی بجلی دیتا ہوں، نٹ ہائیڈل اربوں روپے کی گیس کی پروڈکشن کر رہا ہوں اور میرے اوپر لوڈشیڈنگ ہے، میرا تین ملین ایکڑ فٹ پانی جا رہا ہے، ضائع ہو رہا ہے، اس کے باوجود بھی مجھ سے وفاداری کے ہر وقت امتحان لئے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ تاریخی روٹس بھی ہمارے پاس ہیں، اس طرح میں آپ کو بتاتا چلوں، یہ صرف یہاں تک محدود نہیں ہے، پورے پاکستان میں پانچ آئل ریفائنریز ہیں، بائیکو بلوچستان میں، پارکو ملتان میں، اٹک ریفائنری پنڈی میں، پاکستان ریفائنری کراچی میں، نیشنل ریفائنری کراچی میں تو یہ پانچ ریفائنریز ہیں، پاکستان کے ہر صوبے میں ریفائنری ہے، میرے پاس کیوں نہیں ہے؟ میں سوال کرتا ہوں (شیم، شیم کی آوزیں) میں یہ سوال کرتا ہوں کہ خدارا یہ سوئے ہوئے ہیں، دو دفعہ ان کو خیبر پختونخوا کے لوگوں نے مینڈیٹ دیا ہے، یہ ہم سے زیادہ اہلیت رکھتے ہیں، جناب سپیکر! واللہ باللہ میں دل سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، یہ ٹیکنیکلی ہم سے زیادہ ساؤنڈ ہیں لیکن میں نے پھر کہا کہ ان کی ترجیحات ٹھیک نہیں ہیں، ان کی ڈائریکشن ٹھیک نہیں ہے، یہ لوگ چھوٹے چھوٹے کاموں میں اتنے الجھ چکے ہیں، خدارا یہ صوبے کا مقدمہ بھول چکے ہیں، میرے اربوں روپے کا مقدمہ (تالیاں) ریاست کے ذمہ ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ بڑی سیمپل سی بات ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے نتائج سے بھی غرض نہیں ہے۔ جناب سپیکر! نوے دن میں سی سی آئی میٹنگ ہونی چاہیئے تھی، میں چیخ رہا ہوں، سال سے وہ میٹنگ چھ اگست کو

ہے، صرف یہ ایجنڈا اٹھالیں، اگر اس میں خیبر پختونخوا کا ایک بھی ایجنڈا پوائنٹ موجود ہو تو میں آپ سے کہتا ہوں، میں آپ کو جرمانہ دوں گا، آپ کی اتنی نااہلی ہوتی ہے، (تالیاں) یہ آواز نہیں اٹھاتے ہیں، یہ اسلام آباد کے ایوانوں میں چپ ہیں، اپنی نوکریاں بچا رہے ہیں، اپنی نوکریاں بچا رہے ہیں، خدارا میں ان سے کہتا ہوں کہ تاریخ میں آپ کا نام نہیں ہوگا، تاریخ میں ان لوگوں کا نام ہوگا جو اپنے حقوق مانگتے ہیں۔ جناب سپیکر! ابھی آپ پانی کا شیئر دیکھیں، دریائے سندھ پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہے، سب سے زیادہ لمبائی میرے صوبے میں ہے، سات سو کلو میٹر کے قریب خیبر پختونخوا میں یہ دریائے سندھ بہتا ہے، میرا نو ملین ایکڑ فٹ پانی کے شیئرز ہیں، چھ ملین ایکڑ فٹ میں Use کرتا ہوں، تین ملین ایکڑ فٹ دوسرے صوبے Use کرتے ہیں، وہ کیوں Use کرتے ہیں؟ میرے پاس انفراسٹرکچر نہیں ہے اور وہ کیوں نہیں ہے؟ 2000 میں مشرف نے فیصلہ کیا تھا، اس ریاست نے فیصلہ کیا تھا کہ چار پراجیکٹ لفٹ کینال خیبر پختونخوا کے لئے، کچھی کینال بلوچستان کے لئے، رینی کینال سندھ کے لئے اور گریٹر تھر کینال پنجاب کے لئے، جناب سپیکر! آخری کارڈ اٹھالیں، خدا کی قسم رونا آتا ہے، درد آتا ہے، تینوں پراجیکٹ کمپلیٹ ہو چکے ہیں جو باقی صوبوں کے ہیں، میرے پراجیکٹ کو ابھی تک وہ پی ایس ڈی پی سے اٹھا کر واپس ریویژن کے لئے بھیج دیا ہے، اس کو دوبارہ ریوائز کروتا کہ اس پر ٹائم لگے تاکہ میں مانگ نہ سکوں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم کس کس بات کو روئیں گے، ٹریڈ روٹس میرے بند ہیں، میرے بارڈر کے اوپر نفرتوں کی دیواریں انہوں نے کھڑی کر دی ہیں، میرا تربیلا جو دنیا کا سب سے بڑا ڈیم ہے، مجھے نیٹ ہائیڈل نہیں ملتا، آئل کی جس طرح میں نے بات کی، نہ میرے پاس ریفائنری ہے، صرف ریفائنری کی بھی بات نہیں، تیس آئل مارکیٹنگ کمپنیز ہیں، تیس آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کا ایک بھی ہیڈ کوارٹر میرے خیبر پختونخوا میں نہیں، باقی میں آپ کو پروف کر کے دے دونگا، لاہور میں بھی ہے، ملتان میں بھی ہے، پنڈی میں بھی ہے، صرف خیبر پختونخوا میں نہیں ہے، آخر ہم نے کیا قصور کیا ہوا ہے؟ ہم سوال کرتے ہیں کہ جا کر اس بات کو ریاست کو بولیں، یہ نفرت کی جو آگ ہے، جناب سپیکر! میں اس پر آئین سے کہتا ہوں، آپ آرٹیکل تھری نکال لیں، آرٹیکل تھری آپ نکالیں، خدارا یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہے، سٹیٹ نے مجھے کہا ہے، ''The state shall ensure the elimination of all forms of exploitation''، استحصال کا خاتمہ کرے گی، یہ میرا

استحصال ہو رہا ہے، میں اس آئین کے نیچے اپنے حقوق مانگ رہا ہوں، باہر سے نہیں مانگ رہا، آپ آرٹیکل 33 کھولیں، آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس، مجھے آپ سے توقع ہے، کسی سے بھی توقع نہیں ہے، کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں، آرٹیکل 33 وہ آرٹیکل Chapter principle of policy کے نیچے ہے، ریاست کی حکمت عملی کے اصول کیا ہونگے؟ اس نے کہا ہے، ''The state shall discourage parochial, racial, tribal sectarian and provincial prejudices among the citizens'' مملکت جو ہے وہ شہریوں کے درمیان جتنا بھی استحصال ہے، چاہے وہ علاقائی ہے، چاہے وہ نسلی ہے، آخر میں وہ صوبہ کا لفظ کہتا ہے، صوبائی استحصال نہیں ہوگا، میرے ساتھ صوبائی استحصال ہو رہا ہے اور ہم ان سے صرف یہ کہتے ہیں، خدارا آواز اٹھاؤ، اسلام آباد کے ایوانوں میں ہماری آواز پہنچاؤ، نہیں تو وہ نفرت کی آگ جلے گے، خدا کی قسم وہ کوئی نہیں بجھا سکے گا، By God میں آپ سے کہہ رہا ہوں، (تالیاں) یہ صوبے کا مقدمہ ہے، میں آخر میں بس وائنڈاپ کر رہا ہوں، آپ کا ٹائم نہیں ضائع کرنا چاہتا، میں پھر وہی آئل پر آتا ہوں، دو سوارب کا آئل کم از کم میں دے رہا ہوں، خدارا ان کو پتہ نہیں ہے تو یہ معلوم کریں، دو سوارب کا آئل میں دے رہا ہوں، میں پوچھوں تو سہی اگر میرے وسائل، کوہاٹ اور کرک کے لوگ چیخ رہے ہیں، میرے ڈی آئی خان کے لوگ چیخ رہے ہیں، لفٹ کینال کے لئے، جناب سپیکر! وہ مجھے کیوں نہیں دیئے جا رہے ہیں؟ صرف یہ پہنچائیں، اب اگر میرے اوپر چالیس سال سے ریاست نے جنگ لڑوائی، میرے بڑے نہیں مانتے تھے، میں نے چالیس سال سے جنگ لڑی، آج شہیدوں کا آپ ریکارڈ نکالیں، خیبر پختونخوا ٹاپ پر ہوگا، اس کے باوجود بھی وفاداری کا امتحان مجھ سے لیا جاتا ہے۔

جب بھی گلستان کو لہو کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے ہی گردن ہماری کٹی
پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن
یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

جناب سپیکر! بس وائنڈاپ کر رہا ہوں، Solution یہ ہے کہ خدارا ہم نے اپوزیشن نے ورکنگ پیپر تیار کیا ہوا ہے، آپ کمیٹی بنائیں، بہت بڑا اہم صوبہ ہے اور ہزار ارب روپے کا مقدمہ ہے، ہزار بلین ہم ان کو دینگے،

صرف یہ جا کر اسلام آباد کے ایوانوں تک یہ پہنچا دیں، ہم ان سے نتیجہ بھی نہیں مانگتے اور ان پر راضی ہونگے، والسلام، شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: کنڈی صاحب! Welldone، آپ آج تھوڑی دیر کے لئے چیمبر میں میرے ساتھ بیٹھیں، ہم اس میں اسمبلی کے فلور سے جو بھی رول Play کر سکتے ہیں، ہم کرینگے، The sitting is adjourn for ten minutes for Asar payer and tea. It is to be continued, it is very important topic and we will have to finish it، آٹھ بجے بھی ہو جائے تو We will Continue it.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر اور چائے کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی لطف الرحمان صاحب! باقی جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ مجھے نام بھجوادیں۔

جناب لطف الرحمان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! اس وقت جو احمد کنڈی صاحب تحریک التواء لے کر آئے تھے، انتہائی اہم تحریک التواء ہے، میرے خیال میں شاید اسمبلی میں پہلے آئل کے حوالے سے، کوئی ہمارے صوبے کے حقوق کے حوالے سے کوئی بات نہیں ہو سکی ہے جس طرح ہونی چاہیئے، فرسٹ ٹائم وہ تحریک التواء لائے، میں بڑی اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ تمام ایوان اس پر اتفاق کرے گا کہ یہ ہمارے صوبے کا حق ہے لیکن آج تک ہم جتنے بھی ہیں، کنڈی صاحب نے اس پر تفصیلاً بات کی کہ نیٹ ہائیڈل پاور اس میں جو ہمارا پرافٹ ہے، ہمارا جو حصہ ہے، اس حوالے سے آج تک ہم وصول نہیں کر سکے اور میرے خیال میں ایم ایم اے کے دور میں فرسٹ ٹائم ایسا ہوا کہ مشرف کی حکومت تھی، مرکز میں (ق) لیگ کی حکومت تھی، ہم نے فرسٹ ٹائم بجلی کے خالص منافع کو صوبے کا حق مانگا، پھر ہماری Negotiation ہوئی اور ثالثی کا رول Play کیا گیا، اس میں پھر ثالثی ہوئی اور اس پر ایک فیصلہ ہوا لیکن اس فیصلے کو فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے صوبے کے خلاف کورٹ سے Stay order لیا، حالانکہ یہ Decide ہوا تھا، شرط یہ تھی کہ ثالثی تب ہوگی کہ کوئی فریق کورٹ میں نہیں جائے گا لیکن اس وقت

فیڈرل حکومت ان شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جو فیصلے کے لئے شرائط رکھی گئی تھیں، انہوں نے ہمارے صوبے کے خلاف Stay لیا، اس پرافٹ کے حوالے سے نیٹ ہائیڈرل پاور جو ہے، آج ہمارے علاقے میں گیس کے حوالے سے ان کی جو رائلٹی کا مسئلہ ہے یا اس علاقے کا جہاں سے گیس نکلتی ہے، اس علاقے کے حق کی بات ہوتی ہے تو وہاں پر مسائل ہوتے ہیں، اگر ہمارے صوبے کے حقوق کا مسئلہ ہوتا ہے تو پورے صوبے کے لئے ہمارا مرکز سے مسئلہ ہوتا ہے تو آخر ہم کیوں اپنا حق کسی کو نہیں دینا چاہتے ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں؟ آج تک ہم اس بات کو نہیں سمجھتے، آج آپ بلوچستان کو لے لیں، وہ پورے ملک کو گیس Provide کرتا ہے، پورے پاکستان میں گیس گزرتی جاتی ہے، آپ کے پشاور تک وہ گیس پہنچتی ہے لیکن کوئٹہ کے مضافات میں آپ کو گیس نہیں ملے گی، بلوچستان کے کسی دوسرے شہر میں گیس آپ کو نہیں ملے گی، ہم آخر کیوں وہ حق نہیں دینا چاہتے؟ اس دن بھی میں نے تقریر میں بات کی تھی کہ اگر ہم نے ریاست کو اور ملک کو متحد رکھنا ہے تو، مگر ہم نے حقوق کا خیال نہیں رکھا، نفرتوں کے بیج بوئے، احساس محرومیت پیدا کی، اس سے احساس محرومیت پیدا ہوتی ہے کہ آپ ان کا حق نہیں دیتے، آپ فیصلے کرتے ہیں، بیٹھتے ہیں، معاہدے کرتے ہیں، اس کے لئے آپ پورا ایک Base بناتے ہیں لیکن اس پر کچھ عمل نہیں ہوتا، جناب سپیکر! آپ وہ حق نہیں دیتے۔ اب جیسے آج کنڈی صاحب نے بات کی کہ ہم تقریباً دو سو ارب روپے کا آئل پورے پاکستان کے لئے Produce کرتے ہیں اور دو سو ارب روپے پر جو ایکسائز ڈیوٹی بنتی ہے وہ کتنے ارب ہے؟ دس سال سے ہمیں ایکسائز ڈیوٹی نہیں مل رہی ہے اور یہ تقریباً ایک سو اسی ارب روپے بنتی ہے، ابھی پرسوں فوڈ کے حوالے سے گندم اور آٹے کے حوالے سے یہاں پر بات ہو رہی تھی، آپ خود موجود تھے اور آپ کہہ رہے تھے کہ اس کا کوئی مستقل حل نکالیں، وہ پنجاب کا رونا رو رہے تھے کہ ہم پنجاب سے لاتے ہیں، ہماری مجبوری ہے اور پھر ہم وہاں سے ریٹ کو بھی کنٹرول نہیں کر سکتے، حکومت کی ناکامی اپنی جگہ پر وہ آپ کے سامنے جو ریکارڈ پر ہے، وہاں پر ریٹ کیا ہے؟ ہم اپنا وہ ریٹ کنٹرول نہیں کر سکتے تو آپ نے وہاں سے کہا کہ اس کا کوئی مستقل حل ہونا چاہیئے، اب آپ مجھے بتائیں کہ ہماری لفٹ کینال پر پچھلے دور حکومت میں ایک سو پچیس ارب روپے اس پر لگتے تو ایک سو اسی اور ایک سو نوے ارب روپے اس سے زیادہ نہیں ہونگے، اگر یہ ایک سو اسی ارب روپے جو ہمارا حق بنتا ہے، اس صوبے کا دس سال اگر آپ حساب

لگائیں تو ہمارا ایک سو اسی ارب روپے کے لگ بھگ ہمارا حساب بنتا ہے، اس صوبے کا حق بنتا ہے اور اگر ہم یہ پیسہ وصول کر لیں تو ہم اس سے اپنی لفٹ کینال بنا سکتے ہیں، یہ صوبہ خود بتا سکتا ہے کہ وہ لفٹ کینال جو آپ کو سالانہ اربوں روپے واپس آمدنی دیتی ہے اور وہ آبیانے کی صورت میں آپ کو مل سکتا ہے، اس کے علاوہ جو زمین اس سے زرخیز ہوگی، وہاں پر جو اناج ہے، وہاں سے کاروبار بڑھے گا، وہاں سے لوگوں کو جو سہولت ملے گی وہ الگ سے ہے، اس کے حوالے سے انکم ٹیکس لگتا ہے، اس حوالے سے زرعی ٹیکس لگتا ہے، اس حوالے سے آبیانہ آتا ہے، اربوں روپوں کا Return آپ کو اس صوبے کے لئے مل سکتا ہے، اس وقت ایم ایم اے کے دور میں ہم نے کوشش کی تھی کہ جو بجلی کا خالص منافع ہے، اس سے ہمیں پیسے ملیں، ہم پہلے لفٹ کینال کو بنائیں گے لیکن چونکہ وہاں پر Stay ہوا اور وہ پیسے نہیں ملے، اب وہ لفٹ کینال بن نہیں سکی ورنہ اس کو صوبے نے بنانا تھا، صوبے کو بنانا چاہیئے، آج اگر ہمارے پاس موقع ہے، ہم اپنا حق وصول کر لیں، دس سال کی جو ایکسائز ڈیوٹی ہے جو ہمارا حق بنتا ہے، جناب سپیکر! جو مرکز وصول کرتا ہے اور پھر اس کو صوبے کو دینا چاہیئے تھا لیکن صوبے کو نہیں مل رہا ہے، اٹھارہویں ترمیم کے ساتھ یہ حق ہمارا ہے، اگر یہ پیسہ ہمیں ملے تو ہم اس سے لفٹ کینال بنا سکتے ہیں، اپنے پیسوں سے ہی بنا سکتے ہیں لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ آج سی آر بی سی کے حوالے سے سی سی آئی میں ایجنڈے پر پڑا ہے کہ یہ سی آر بی سی وہ پنجاب کی ایریگیشن کو جو مین کینال ہے وہ ہم پنجاب ایریگیشن کو دے رہے ہیں، یہ صورتحال یہاں پہنچی ہوئی ہے کہ وہ ایجنڈے پر حق جتانا چاہتے ہیں، آپ کے سی آر بی سی کے اوپر مین کینال واپڈا سے لینا چاہتے ہیں وہ اپنے صوبے کی ایریگیشن کو دینا چاہتے ہیں، تو آپ مجھے بتائیں؟ اس وقت مفتی صاحب نے جب یہ سی آر بی سی کینال کا افتتاح کیا تھا، یہ تقریباً پانچ ہزار کیوسک پانی، اٹھارہ سو کیوسک پانی پنجاب میں جاتا ہے اور بتیس سو کیوسک پانی ڈیرہ اسماعیل خان کو، یہ چشمہ رائٹ بنک کینال کی میں بات کر رہا ہوں، اس کے علاوہ ہمارا اس میں جو حق بنتا تھا، پانی گیارہ ہزار کیوسک کا تھا اور پھر تب جا کر فرسٹ لفٹ کینال، سیکنڈ لفٹ کینال، تھرڈ لفٹ کینال منظور ہوئی تھی، صرف اس لئے کہ وہ گیارہ ہزار کیوسک پانی ہمارے صوبے کو ملے اور اگر یہ گیارہ ہزار کیوسک پانی ہم پورا کرتے ہیں تو ہماری کم از کم اکیس لاکھ ایکڑ زمین جو ہے وہ ہمارے صوبے کی آباد ہو سکتی ہے، اکیس لاکھ ایکڑ زمین جب آباد ہو تو میں آپ کو دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ اناج آپ باہر دنیا میں بھیجیں یا پاکستان میں

بھیجیں، آپ بھیج سکتے ہیں، آپ کا صوبہ خود کفیل ہو گا لیکن آپ باہر بھی اس کو بھیج سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک قوم بنیں، خود دار قوم کی طرح ہم بات کریں، اپنے حق کی بات کریں، اپنا حق انصاف کی حکومت سے مانگ رہے ہیں جو انصاف کے نام پر بنی ہے، یہ بد قسمتی ہے کہ دھاندلی زدہ ہو گئی اور وہ اپنی جگہ پر ہے لیکن انصاف کی حکومت اپنے آپ کو انصاف کی حکومت تو کہتی ہے، اس انصاف کی حکومت کو چاہیئے کہ ہمیں اس صوبے کو وہ انصاف ملے، ابھی مرکز میں بھی آپ کی حکومت ہے، صوبے میں بھی یہاں پر دوسری دفعہ آپ کی حکومت بنی ہے، پچھلے Tenure میں بھی ہم نے اس لفٹ کینال کے حوالے سے تفصیلی باتیں کیں، آخر ہم نے یہ طے کیا تھا کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ لفٹ کینال نہیں بنا رہی تو ہم اپنے Source سے اس کو بنانے کی کوشش کریں گے لیکن آج تک ہم اس پر کامیاب نہیں ہوئے، خدارا اب تو کوئی کہیں سے ہم ایک سٹارٹ تو لے لیں، ہم سوچیں کہ یہ ہمارا حق ہے اور وہ ہم وصول کریں، چاہے بجلی کے خالص منافع کے حوالے سے ہو، چاہے وہ ہمارے اس آئل کے حوالے سے ہو، ایکسائز ڈیوٹی کے حوالے سے ہو، چاہے گیس رائلٹی کے حوالے سے ہو، وہ گیس کی رائلٹی ہمارے صوبے کو بھی ملنی چاہیئے، پھر جو علاقوں کی ضرورت ہے، وہ چیخ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی انصاف ملنا چاہیئے، ان علاقوں کو بھی ملنا چاہیئے لیکن صرف نعرہ بازی پر ہے کہ ہم نے ساڑھے تین سو ڈیم بنائے، مجھے تو کل ہنسی آرہی تھی کہ جب آپ کہہ رہے تھے، آپ چھ سو میگاواٹ کی بات کر رہے تھے، وہ آپ جو چھ سو کلوواٹ کی بات کر رہے ہیں، چھ سو کلوواٹ کے لئے وہ ساڑھے تین سو ڈیم بنے؟ اچھا، خدارا، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ معدنیات میں ہمارے اس صوبے کے ذخائز جو ہیں وہ پورے پاکستان کو پتہ ہے کہ یہاں کتنے ذخائز ہیں؟ اس کے علاوہ پانی ہمارے صوبے سے ہے، اگر ہم حقوق کا خیال رکھیں تو یہ پاکستان کہاں سے کہاں پہنچے گا، اب تو معاشی لحاظ سے ہم وہاں پر پہنچے ہوئے ہیں کہ ہر بندے کو پتہ ہے کہ معاشی لحاظ سے دو اور دو چار کے حساب سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمیں کس طرح آگے چلنا چاہیئے، ہم کیسے معیشت کو Boost دے سکتے ہیں، کیسے اپنی معیشت کو ہم رکھ سکتے ہیں کہ اس صوبے کو ہم آگے لے جائیں، پورے پاکستان کو آگے لے جایا جا سکتا ہے لیکن اس کی بنیادی بات یہ ہے کہ اگر ہم ان حقوق کا خیال نہیں رکھیں گے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح نفرتیں جنم لے رہی ہیں، جناب سپیکر! وہ ساری کی ساری باتیں ان حقوق کی وجہ سے ہو رہی ہیں، ہم اگر اپنے

صوبوں کو وہ حقوق نہ دیں، اگر ہم نے اٹھارہویں ترمیم پاس کرنے کے بعد بھی ہم اپنا حق لے نہ سکیں تو یہ ہماری کمزوری ہوگی اور اگر ہم حق نہیں دیتے، یہ بھی غلط بات ہے اور حق نہ لے سکنا بھی ایک بہت بڑا جرم ہے، جناب سپیکر! اگر ہم اپنے حقوق لیں اور حقوق دینے والے لوگ بنیں تو پاکستان پنپ سکتا ہے، ایک قوم کی طرح ابھر سکتا ہے، پوری دنیا کے ساتھ لڑ سکتا ہے، اپنے ملک کے لوگوں کے ساتھ نہیں لڑ سکتا تو یہ بنیادی باتیں ہیں جو کرنی تھیں، یہ غور طلب باتیں ہیں، ہم اس کو کامیابی سے ہمکنار کر لیں تو اس سے بڑی بات ہو نہیں سکتی۔

جناب سپیکر: تھینک یو، بیشک، عنایت اللہ خان صاحب چونکہ وہ مؤور بھی ہیں، ان کو تو پہلے موقع دینا چاہیئے تھا، دیتا ہوں، سب کو موقع دیتا ہوں۔ جی عنایت اللہ خان صاحب!

جناب عنایت اللہ: میں مختصر بات کروں گا۔ میں جناب سپیکر صاحب کا مشکور ہوں، میں چونکہ مؤور ہوں تو میری جو معلومات ہیں اس حوالے سے، میں وہ فوکس کروں گا، چونکہ اسمبلی کا ساؤنڈ سسٹم ٹھیک نہیں ہے، کچھ لوگوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی، کنڈی صاحب بڑے جذبات کے اندر بات کر رہے تھے، ہمارے ینگ ابھرتے ہوئے نوجوان پارلیمنٹری سٹار ہیں، وہ بڑے جذبات کے ساتھ بات کرتے ہیں، اس لئے کچھ لوگوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی، میں تھوڑا Explain کرتا ہوں، یہ Article 161 (b) جو ہے، یہ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی آن آئل کے حوالے سے ہے، فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی آن گیس ہمیں مل رہی ہے، فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی آن آئل ہمیں نہیں مل رہی ہے اور یہ Well head پر لگتی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! 2013 کے اندر صوبوں کے فنانس سیکرٹریز اسلام آباد کے اندر ملے تھے، صوبوں کے فنانس سیکرٹریز کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ سندھ کو یہ کام حوالہ کیا گیا کہ سندھ ایک فارمولا، ایک پروپوزل ڈویلپ کرے گا اور In consultation with other provinces اس کے بعد اس کو سی سی آئی کے پاس بھیجا جائے گا، سندھ نے Accordingly consultation کی اور Consultation کے بعد انہوں نے ایک پروپوزل ڈویلپ کر دی، اس پروپوزل کو کے پی نے Endorse کر دیا اور اس کو پھر سی سی آئی کے لئے بھیجا گیا لیکن اس کو بلاک کیا گیا ہے، اسی دن سے اس کو بلاک کیا گیا ہے، اس پر سی سی آئی کی میٹنگ نہیں ہو رہی ہے، 2010 میں Constitution کے اندر امنڈمنٹ کر کے یہ لکھا گیا تھا کہ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی آن آئل

اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی آن گیس یہ جو Divisible pool ہے، اس کا حصہ نہیں بنیں گی اور یہ صوبوں کو دی جائیں گی، یہ Collect وفاقی حکومت کرے گی۔ اب یہ وفاقی حکومت نہیں لگا رہی ہے بلکہ Petroleum levy جو ہے وہ لگا رہی ہے جو وہ لگا سکتی ہے لیکن فیڈرل گورنمنٹ کو جا رہی ہیں، اس مد میں کوئی نوایسے ٹیکسز ہیں جو پٹرولیم پراڈکٹس پر جو فیڈرل گورنمنٹ لگا رہی ہے، اس کے نتیجے میں حکومت عوام سے جو انٹر نیشنل مارکیٹس ہیں جو یہاں آتی ہیں اور جو خرچہ ان کا ہوتا ہے، اس کے علاوہ کوئی ساٹھ روپے سے زیادہ لوگوں کی جیب سے نکالتی ہے، اس لئے عوام کی جیب سے تو پیسہ نکل رہا ہے لیکن جو پیسہ عوام کی جیب سے نکل رہا ہے، آگے اس کا Benefit اس صوبے کو ٹرانسفر اور شفٹ نہیں ہو رہا ہے، جو صوبہ Oil produce کرتا ہے، کنڈی صاحب نے بتا دیا کہ ہم Fifty thousand barrels per day produce کرتے ہیں اور Forecast یہ ہے کہ اگلے دو تین سالوں کے اندر یہ Sixty thousand barrels per day ہو جائے گا جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی Calculation ہے۔ جناب سپیکر صاحب! وہ سولہ ارب روپے Per annum یعنی سالانہ بنتا ہے اس صوبے کا، تو اس لئے اس Calculation کو اگر آپ انیس بیس اوپر نیچے کریں گے اور دس سال کا نکالیں گے تو یا ایک سو اسی بلین بنے گا یا دو سو بلین بنے گا لیکن اس میں آگے بھی اضافہ ہوگا، یہ ہمیں نہیں مل رہا ہے۔ اب جناب سپیکر! اس حق کو لینے کا طریقہ کیا ہے؟ Constitution کے اندر ایک چیز موجود ہے اور وہ آپ کو نہیں مل رہی ہے، Constitutional right ہے، آپ یا تو کورٹ کو موو کریں، کورٹ کے اندر چلے جائیں، آپ کے فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے فیڈرل گورنمنٹ کو Memos گئے ہیں لیکن اس پھٹے ہوئے ان Memos کے اوپر پراسیس کیا ہے؟ فیڈرل گورنمنٹ سے اپنا حق لینے کا پراسیس کیا ہے؟ جناب سپیکر صاحب! آرٹیکل 153 کے اندر آپ کا سی سی آئی بنتا ہے، Council of Common Interest بنتا ہے اور آرٹیکل (iii) 154 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ سی سی آئی کا اجلاس ہر تین مہینے بعد ہوگا اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ Provided چیف منسٹر کسی پراونس کا سی سی آئی کو ریکوزیشن کر سکتا ہے، تو یہ اختیار محمود خان صاحب کے ہاتھ میں ہے کہ وہ سی سی آئی کو ریکوزیشن کر سکتے ہیں (تالیاں) میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ محمود خان صاحب کے ساتھ یہ اختیار ہے کہ وہ سی سی آئی کو ریکوزیشن کر سکتے ہیں اور سی سی آئی کو اس نکتے پر ریکوزیشن کیا جائے، فیڈرل

لیجسلیشن لسٹ پارٹ ٹو میں جتنے بھی سبجیکٹس ہیں وہ سی سی آئی کے ڈومین میں آتے ہیں، سی سی آئی بنی اس لئے ہے کہ اگر آپ اس فورم کو استعمال نہیں کریں گے، آپ اپنے لوگوں کی نمائندگی نہیں کریں گے، اپنے آپ کی نمائندگی نہیں کریں گے، یہ بجٹ تو آپ کا پاس ہے، اے ڈی پی تو وزیراعلیٰ تقسیم کرتا ہے، پیسے تو وہ خرچ کرتے ہیں اور اختیارات تو ان کے ہوتے ہیں، بڑے بڑے ضلعوں کے اندر جاتے ہیں، ہم تو آپ کے صوبے کے اختیارات آپ کو یاد دلا رہے ہیں کہ اس اسمبلی سے ایک جوائنٹ ریزولیوشن میرا خیال ہے، اس پر موؤ ہونی چاہیئے، جوائنٹ ریزولیوشن مرکز کے پاس جانی چاہیئے، (تالیاں) اس کو Properly میڈیا کے اندر Coverage ملنی چاہیئے۔ جناب سپیکر صاحب! اگر آپ مجھے آرٹیکل 158 جو ہے، اس کے مطابق گیس جو صوبہ Produce کرتا ہے اس کو Precedence حاصل ہے، اس صوبے پر باقی صوبوں کے اوپر میری Requirement کے مطابق مجھے گیس نہیں دے رہے ہیں، مجھے نٹ ہائیڈل پرافٹ نہیں دے رہے ہیں، آپ مجھے اپنے پانی کے اوپر جو میرا Right ہے وہ مجھے نہیں دے رہے ہیں، آپ کو فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی آئل کی مجھے نہیں دے رہے ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جو Constitutionally guaranteed rights ہیں اور سی سی آئی کا اجلاس بھی نہیں کر رہے ہیں، آپ Constitutional document پر عمل نہیں کر رہے ہیں، اس کو آپ ایک Piece of paper کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! پھر اس صوبے کے اندر نوجوان تو باتیں کریں گے، پھر یونیورسٹیوں کے نوجوان اٹھ کر باتیں کریں گے، پھر پی ٹی ایم کی طرح آوازیں اٹھیں گی، پھر دیکھیں، میں آپ کو ایک بات بتاؤں وہ پروین شاکر کا ایک شعر ہے، میں اس پر Conclude کروں گا: (تالیاں)

ے

کہ جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں

بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

ہماری یونیورسٹیوں کے اندر بیٹھے ہوئے بچے جو ہیں وہ اب Laser eye سے چیزوں کو دیکھتے ہیں، اس طرح نہیں ہے کہ اسمبلیوں کے اندر لوگ اتنا نہیں پڑھتے ہیں جتنا وہ پڑھتے ہیں، وہ Laser eye سے چیزوں کو دیکھتے ہیں، پھر اس ملک کے اندر Separates tendencies develop ہوتی ہیں، پھر اس ملک کے اندر محرومیاں بڑھتی ہیں، پھر اس ملک کے اندر ایسی آوازیں اٹھتی ہیں جو فیڈریشن کو نقصان پہنچاتی ہیں جس

سے Militancy جنم لیتی ہے، جس سے Violence جنم لیتی ہے، اس لئے اگر آپ یہ جو Constitution ہے جو ایک سوشل کنٹرکٹ ہے، اس ڈاکومنٹ کو آپ Implement نہیں کریں گے تو نئے سوشل کنٹرکٹس کی ڈیمانڈز پھر آئیں گی۔ جناب سپیکر صاحب! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اس صوبے کا انتہائی Important مسئلہ ہے اور ابھی تک یہ اسمبلی کے ایجنڈے پر نہیں آیا ہے، پہلی مرتبہ آیا ہے، ہم آپ سے Meaningful ایک رولنگ چاہتے ہیں یا اس پر ریزولیوشن چاہتے ہیں یا یہ چاہتے ہیں کہ وزیراعلیٰ صاحب ہمیں آکر کمٹمنٹ دیں کہ وہ اس پر سی سی آئی کا اجلاس ریکوزیشن کریں گے، یہ صوبے کا Right ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کے لئے ضروری ہے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ دیکھیں، ابھی چھ بج گئے ہیں اور مغرب بھی آگے آنے والی ہے، لوگ بات کریں گے، میں موقع دوں گا، صرف ٹائم کم لے لیں تاکہ زیادہ لوگ اس پر بات کر سکیں، پھر ہمیں گورنمنٹ سے جواب بھی لینا ہے، ریزولیوشن پاس کرنی ہے یا جو بھی کرنا ہے وہ پھر منسٹر صاحب، جی سردار یوسف صاحب، میرے پاس نام آئے ہوئے ہیں، میں انہیں کے مطابق چل رہا ہوں، مجھے جو نام بھیجے ہیں وہ اس پر بات کریں گے۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: دوں گا میں آپ کو بھی، جی سردار یوسف صاحب!

سردار محمد یوسف زمان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! یہ میرا خیال ہے کہ دوسری دفعہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن آرہی ہے، اس سے پہلے این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے ایڈجرنمنٹ موشن آئی جو اپوزیشن نے لائی تھی اور یہ بھی اپوزیشن کی طرف سے جو تحریک التواء آئی ہے، اس حوالے سے جتنی بھی باتیں کیں ہمارے کولیگز نے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی، یہ حقیقت ہے کہ جب تک ہم اپنے صوبے کے حقوق کے لئے آواز نہیں اٹھائیں گے تو ہم حقوق حاصل نہیں کر سکتے، اپنا حق نہیں لے سکتے تو پھر کس طرح ہم صوبے کی ترقی کے بارے میں بات کر سکیں گے؟ این ایف سی ایوارڈ ہو یا نٹ ہائیڈل پرافٹ کی بات ہو یا رائلٹی کی بات ہو، یہ ساری جو چیزیں ہیں یہ اٹھارہویں ترمیم میں طے ہوئیں، سارے صوبے کا حق ہے، اب ان حقوق کے لئے کس طرح وکالت کی جائے؟ یہ ذمہ داری گورنمنٹ کی

ہوتی ہے، صوبائی حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سی سی آئی میں ہو یا کوئی اور فورم ہو، یہاں پر بھی اگر اپنے صوبے کے حق کے لئے آواز اٹھانی ہوتی ہے تو بھرپور طریقے سے آواز اٹھائے، یہ آئین کے تحت جو ہمارا حق ہے، یہ ضرور حاصل کر کے رہ سکتے ہیں۔ پہلے جو حالات گزرے ہیں، مختلف ادوار میں صوبے میں ایک اور پارٹی کی حکومت ہوتی تھی، مرکز میں دوسری پارٹی کی ہوتی تھی لیکن پھر بھی لوگ اپنا کیس لڑتے تھے، وہ ضرور لیتے تھے لیکن اب اس وقت میں بات مختصر کرتا ہوں، ان چیزوں کو دہراتا نہیں، جو اس وقت بڑی آسان بات ہے کہ اب تحریک انصاف کی حکومت یہاں پر بھی ہے، مرکز میں بھی پی ٹی آئی کی حکومت ہے، یہاں بھی وزیر اعلیٰ اور کیبنٹ ان کی ہے، مرکز میں بھی وزیر اعظم ان کا ہے اور اس کے باوجود سی سی آئی کی میٹنگ نہ بلانا، اس کو ایجنڈے پر لانا کونسی مشکل بات ہے؟ کوئی مشکل بات نہیں، اگر یہاں سے یہ ڈیمانڈ کریں اور بھیجیں، ایجنڈے پر یہ جو ایشوز ہیں، وہ لائے جا سکتے ہیں اور فیصلہ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن مجھے پتہ نہیں کہ کس وجہ سے اور کس مصلحت کا شکار ہیں، جو مصلحت کا شکار ہیں تو شاید ان کی کوئی ذاتی وجوہات ہونگی، صوبے کے لئے کوئی بھی مشکل نہیں ہے، عوام کی اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے، اسمبلی کی کوئی بات نہیں ہے، بڑی اچھی پروپوزل آئی ہے یا تو یہ متفقہ طور پر جوائنٹ ریزولیوشن پاس کی جائے اور یہاں سے اس کو بھیجا جائے یا اس کے لئے جو کوئی دوسرا طریقہ ہے، پھر بھی اگر نہیں ہو سکتا، مثال کے طور پر میں کہتا ہوں، اس ہاؤس کی طرف سے خط لکھا جائے، جوائنٹ ریزولیوشن ہی ہو گی لیکن یہ خط سی سی آئی کو لکھیں، پرائم منسٹر کو خط لکھیں اور بین الصوبائی رابطہ کی جو منسٹری ہے اس کو خط لکھیں تاکہ وہ اس ایجنڈے میں اس کو شامل کرے، اس وجہ سے یہ ہمارا حق بنتا ہے، اس کے بغیر ہم چل ہی نہیں سکتے۔ اب ہمیں اندازہ ہے کہ جو بجٹ پیش ہوا ہے، اس کے بعد ڈیویلپمنٹ کے کام ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں، کوئی بھی بات ہوتی ہے، کوئی پراجیکٹ ہوتا ہے، وہ ادھورا ہی ہے، مکمل ہی نہیں ہوا ہے، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں جو ہمارا حق ملے گا تو پھر کوئی ایسی ضرورت بھی نہیں ہو گی، اس وجہ سے اس بات پر یہ اسمبلی متفق ہے، چاہے ان کا تعلق کسی بھی پارٹی سے ہے، تحریک انصاف سے ہے، ان کو بھی ماننا چاہیئے یا جمیعت علمائے اسلام سے ہے، اے این پی سے ہے، مسلم لیگ (ن) سے ہے یا پیپلز پارٹی سے ہے، سارے ہمارے جو نئے ضم شدہ علاقے ہیں، سات آٹھ وہ ممبران بھی سارے متفقہ طور پر فیصلہ کرتے ہیں تو حکومت پھر کیوں کمزوری کا مظاہرہ کرتی ہے، وہ کونسی

وجوہات ہیں؟ کم از کم وہ اسمبلی کو بتائی جائیں جس کی وجہ سے وہ مطالبہ نہیں کر سکتے تو پھر ان کا متبادل راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اب ہمیں تو خوشی اس صورت میں ہوگی کہ صوبے کے لوگوں کی ضروریات پوری ہونگی، جو بے روزگاری ہے وہ کم ہوگی، اس کے ساتھ ہی ڈیویلپمنٹ کے کام ہونگے، آج مجھے بڑی خوشی بھی ہے کہ ایک لحاظ سے میرے ہزارہ میں آج ہمارے چیف منسٹر صاحب گئے وہاں سی پیک کا افتتاح کرنے کے لئے، ہمیں اس وقت بھی خوشی ہوئی تھی جب پچھلی دفعہ وزیر اعظم عمران خان صاحب ہزارہ موٹروے کا افتتاح کرنے گئے تھے، آخر گراؤنڈ پر کوئی چیز بنی ہے، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے نواز شریف کے دور میں بنی، نواز شریف صاحب کا یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے اس صوبے کو Ignore نہیں کیا بلکہ یہاں ہزارہ بھی اسی صوبے کا حصہ تھا، ہزارہ میں موٹروے بنایا، اسی وجہ سے وہ جا کر آج اس حکومت کے وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ جا کر افتتاح کرتے ہیں، ہمیں بڑی خوشی ہے، میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں، مجھے تو یہ بھی خوشی ہوئی کہ ہمیں بھی وہاں پر بلایا جاتا، ہم ویلکم کرتے، ہمارا پراجیکٹ تھا، ہمارے صوبے میں اور ہمارے علاقے میں یہ جو سی پیک کا پراجیکٹ مکمل ہوا، روڈ مکمل ہوا تو اس سے ہمیں خوشی ہوتی، ہم ان کو ویلکم کرتے، ہم ان کو لے کر جاتے لیکن مجھے یہ بھی پتہ نہیں کہ کس وجہ سے اس کو خفیہ رکھا گیا، یہ بات کسی کو اطلاع بھی نہ ہوئی اور جا کر افتتاح کر لیا، پہلے مجھے پتہ چلا تھا، موٹروے کا آئی جی کلیم امام صاحب وہ گئے تھے، انہوں نے افتتاح کر دیا، آج میں یہاں بیٹھا تھا تو مجھے اطلاع ملی کہ چیف منسٹر صاحب گئے ہوئے ہیں، چیف منسٹر صاحب اگر ہزارہ اور اگر کوئی بھی نہیں تو ہزارہ کے ممبران کو وہ ضرور بلا سکتے ہیں، بلانا چاہیئے تھا، اسی طرح سے ہم یہ چاہیں گے کہ یہاں پر کوئی بھی علاقہ ہو، ملاکنڈ ڈویژن ہو، پشاور ڈویژن ہو، ڈی آئی خان ڈویژن ہو، بنوں ڈویژن ہو، جہاں پر ہونگے، کوئی بھی ترقیاتی کام کسی جگہ پر اگر ہوگا تو وہ ہمارے صوبے کے لئے ترقی کا باعث ہوگا، یہی ہم چاہتے ہیں، مجموعی سوچ ہماری ہے، کوئی Individual سوچ نہیں ہے کہ کسی ایک جگہ کی بات کریں گے لیکن اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا کا حق اس کو ملے گا، چاہے وہ فیڈرل کے پاس ہے، چاہے کسی اور کے پاس ہے وہ ہم حاصل کریں، اس صوبے کی تعمیر و ترقی پر خرچ کریں، اس کے لئے جس حد تک بھی ممکن ہو سکے، بھرپور طریقے سے اس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرے، اس کے ساتھ ہم بھرپور حمایت کریں گے۔

جناب سپیکر: تھینک یو جی، سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: شکریہ جناب سپیکر! میں عنایت اللہ خان اور احمد کنڈی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور پھر آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ بڑا اہم پوائنٹ ڈسکشن کے لئے ایجنڈے پر لے کر آئے ہیں۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے جس طرح بتایا گیا، میں نے ایک دن بتایا تھا کہ دنیا کی کوئی بھی ریاست وہ آئین پر چلتی ہے اور میرے خیال میں آئین کا حوالہ میرے تمام ساتھیوں نے دیا ہے، یہاں کھل کے لکھا گیا ہے آرٹیکل (a) 161 اور (b) میں، اگر میں گیس پر آجاؤں تو گیس کی جو فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی ہے وہ 2016-17 میں حکومت نے Estimate کی ہے، سولہ ہزار دو سو انسٹھ ملین، جناب سپیکر! سولہ ارب بنتا ہے، Actual پھر ہمیں ملا تیرہ ارب، اسی طرح 2017-18 میں Budget estimate کے وہ تقریباً سترہ ارب تھے، کم و بیش ہمیں سترہ ارب ملے، 2018-19 میں بھی جو Budget estimate تھا وہ تقریباً دس، Sorry بیس بلین تھے وہ بھی ہمیں ملے، گیس میں 2019-20 میں ان لوگوں نے اٹھائیس ارب کا Estimate بنایا تھا اور وہ ہمیں تئیس ارب ملے، Interesting تو یہ ہے کہ حکومت یہ بھی مجھے جواب دے کہ 2020-21 میں ان لوگوں نے Budget estimate جو ہے وہ کم رکھا ہے، یہ بھی وضاحت آنی چاہیئے کہ کیا گیس کی جو پیداوار ہے وہ کم ہوگئی ہے؟ سیکنڈ آئل کی جو بات کی گئی، یہاں تو ہر پارٹی کی اور تمام پارٹیوں کی مخلوط حکومت جب بنی ہے تو ہم لڑتے رہے ہیں، ہم مانگتے رہے ہیں، ہم احتجاج کرتے رہے ہیں، ہم ہر فورم پر آواز اٹھاتے رہے ہیں، اب پچھلے سات سال سے اس صوبے کے ساتھ یہ المیہ رہا ہے کہ ان لوگوں نے جنگ لڑنا چھوڑ دی، ان لوگوں نے ان چیزوں کو تو Claim کرنا ہی چھوڑ دیا ہے، اب آئل کی ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی یہی حالت ہے کہ گھنٹوں گھنٹوں ان سے رابطہ کریں اور ان سے پوچھیں کہ بابا آپ لوگوں نے Claim کیا ہے کہ نہیں، آپ لوگوں نے کچھ اندازہ کیا ہے؟ اب یہ جو گیس والی بات ہے، صحیح ہے کہ یہ فیڈرل سبجیکٹ ہے اور ایکسائز ڈیوٹی جو ہے وہ Collect کرتے ہیں، آئین میں لکھا ہوا ہے کہ یہ جو مجموعی ٹیکسز کی پیداوار ہے اس میں جمع نہیں ہوگی، یہ تو اس صوبے کا حق ہے جس صوبے نے یہ پیدا کی ہے اور آئین نے اس کی ضمانت دی ہے۔ جناب سپیکر! دیکھا جائے کہ آئل کا جو Estimate یہاں پر بیان ہوا ہے، کیا حکومت ہمیں بتا سکتی ہے کہ چلو یہ پچھلے پانچ سال آپ کو معاف کرتے ہیں، پچھلے دو سال

میں سی سی آئی کے کونسے اجلاس میں ان لوگوں نے یہ جو ہماراRight ہے یہ Claim کیا ہے؟ جناب سپیکر! یہ بھی ہمیں بتائیں، بار بار ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں، بار بار ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بھئی جرگہ بنائیں، ابھی تو میری یہ رائے ہے، ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نہیں ہیں لیکن آج سے ہم اعلان کرتے ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ جماعت اسلامی بھی ہمارا ساتھ دے گی، جمعیت بھی ہمارا ساتھ دے گی (تالیاں) پیپلز پارٹی کی طرف سے تو میں اعلان کرتا ہوں، عوامی نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے اس کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ تو ہمارے ساتھ بھی ہوں گے ان شاء اللہ، (تالیاں) جمعیت کو بھی میں ریکویسٹ کرتا ہوں، یہ کام ابھی اس طرح نہیں ہوگا، یہ مانگنے والی بات نہیں ہے، یہ بات مانگنے سے نہیں، ابھی یہ چھیننے پر آگئی ہے اور ان شاء اللہ عوامی نیشنل پارٹی اسلام آباد میں تمام (تالیاں) سٹیک ہولڈرز کو Invite کروں گا، Solo flight نہیں کریں گے لیکن یہ تو بونڈا مذاق ہے، یہ تو کھلواڑ کھیلا جارہا ہے ہمارے صوبے کے حقوق پر، (تالیاں) ایک سازش کے تحت یہ جو پچیس جولائی 2018 کو جو ڈرامہ رچایا گیا ہے، ابھی تو پتہ چل رہا ہے، ابھی میرے بھائی نے جو آئل کی Calculation کی ہے، سی آر بی سی، اس کی ٹوٹل کاسٹ ایک سو نوے بلین ہے، گندم ہمیں ادھر سے نہیں مل رہی ہے، آٹا ہمیں ادھر سے نہیں مل رہا ہے، یہ تو ان شاء اللہ ہم چھینیں گے، چھینیں گے۔ (تالیاں) سی پیک میں ہمارے صوبے کو مائنس کر دیا گیا ہے، پی ایس ڈی پی میں ہماری کوئی سکیم نہیں ہے، جناب سپیکر! کل پرسوں واپڈا میں پوسٹیں ایڈورٹائز ہوئیں، میرے خیال میں چودہ ہزار پوسٹیں ہیں، اس میں خیبر پختونخوا کی کتنی پوسٹیں ہیں؟ خیبر پختونخوا کی دو پوسٹیں ہیں، کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ چھ ساڑھے چھ ہزار میگاواٹ بجلی سوا ایک روپے پر ہم پیدا کرتے ہیں، آپ کا علاقہ ماشاء اللہ بڑا اچھا ہے، ہمارے صوبے میں بہت سارے علاقے ایسے ہیں لیکن جہاں پر گرمی ہے، چوبیس گھنٹوں میں دو گھنٹے بجلی Available نہیں ہوتی، یہی حالت آپ این ایف سی ایوارڈ کی دیکھیں، تین پرسنٹ وعدہ ہوا ہے، صدر پاکستان نے متنازعہ کمیشن اس لئے بنایا کہ لوگ عدالتوں میں چلے جائیں ورنہ اس بات کی کیا تک بنتی ہے کہ اگر صدر پاکستان کو پاکستان کے آئین نے اختیار دیا ہے کہ وہ بلوچستان سے ایک ممبر لیں، وہ سندھ سے لے لیتے ہیں، میرے صوبے سے ان کو حکم ہوتا ہے کہ ایک ممبر لے لیں کمیشن بنانے، میں وہ کدھر سے لیتے ہیں؟ وہ پاکستان کے صدر ہیں یا وہ ہندوستان کے صدر ہیں؟ آیا

پاکستان کو ہندوستان توڑ رہا ہے کہ پاکستان کا اپنا صاحب اقتدار نہیں؟ صاحب اختیار توڑ رہے ہیں، آیا ہمارا حق نہیں بنتا، آیا ہمارا فرض نہیں بنتا کہ پاکستان کا ایک ممبر بھی ہے اور اس August House کا نہیں، ایک عام شہری کی حیثیت سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جب ماورائے آئین کام ہوں گے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ وہاں کے اداروں کی تذلیل ہوگی، وہ لوگ جن کو سیاسی نہیں ہونا چاہیئے وہ سیاسی بن گئے ہیں، ان لوگوں کا Mind چیک کریں جن کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے (تالیاں) وہ اپنا کام چھوڑ گئے ہیں، وہ میرا اور آپ کا اور اس سارے عوام کا کام کر رہے ہیں، یہ تو سیمپل سی بات ہے، میرا صوبہ دیوالیہ ہے، آپ گیس کی ایکسائز ڈیوٹی کو دیکھیں وہ کم ہے، مجھے اجازت بھی نہیں ہے کہ ایکسائز کی جو ڈیوٹی وفاق Collection کر رہا ہے تاکہ مجھے خود بھی پتہ چلے کہ میرے صوبے سے اتنی ڈیوٹی جو ہے وہ Collect ہوگئی ہے، میرے صوبے کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ جتنی میگاواٹ بجلی ہم پیدا کر رہے ہیں، ہمیں خود سے بتائیں کہ یہ بجلی اس حکومت نے قوم کو، صوبے کو جوابدہ بنانا ہے، انہوں نے وضاحت دینی ہے کہ انہوں نے صوبے کے حقوق لینے کے لئے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ ہم ان کے ساتھ ہیں، ان کی اپنی تو اکثریت ہے، ان کو ہماری ضرورت ہی نہیں ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے، ہمیں یہ سوچنا ہے، یہاں پر ہمارے ممبران روزانہ یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کرتے ہیں، ہم پر الزام لگا ہے، پہلے ہندوستان کے ایجنٹ تھے، ہم پر یہ بھی الزام لگا ہے کہ ہم نے دہشت گردی کی اور امریکہ سے پیسے لئے ہیں، جناب سپیکر! ہم پر یہ بھی الزام لگا ہے کہ ہمیں پاکستانی نہیں مان رہے تھے اور جو پاکستانی مان رہے تھے، پاکستان کے لئے کام کر رہے تھے، جو پاکستان کی سلامتی چاہتے ہیں، جو پاکستان میں تمام قومیتوں کے حقوق کا سودا نہیں کر رہے ہیں، ہم وہ لوگ ہیں، ان شاءاللہ لڑتے رہے ہیں، اپنی قوم کے حقوق ان شاءاللہ وہ لے کر رہیں گے، ان شاءاللہ چھین کے رہیں گے۔ جناب سپیکر! آپ کی اس August Chair سے میں مخاطب ہوں، آپ جس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں، اس صوبے کے لوگ محرومی کا شکار ہیں، آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ پچھلے سات سالوں میں میرے صوبے میں کتنے نئے پرائمری سکول بنے ہیں؟ نہ ہونے کے برابر ہیں، میری تمام یونیورسٹیاں مالی طور پر دیوالیہ ہو چکی ہیں، (تالیاں) آپ فنانس سے پوچھیں، میری معلومات کے مطابق آپ کے صوبے کا اکاؤنٹ One seventeen billion خسارے میں ہے، یہ پیسہ کدھر گیا، یہ کیا حالت بنی ہے؟ اور اوپر سے آپ حکومت کی سنجیدگی کو دیکھیں، یہ

ہم پولیٹیکل سکورنگ نہیں کر رہے ہیں لیکن جو حالت اس صوبے کی اس حکومت میں بنی ہے، پاکستان کی تاریخ آپ اٹھائیں، یہاں پر وہ حکومتیں بھی آئی ہیں کہ وہ چھ چھ مہینے نہیں چلیں، آپ 1988 کو دیکھیں، آپ 1990 کو دیکھیں، آپ 1993 کو دیکھیں، آپ 1997 کو دیکھیں، جناب سپیکر! ان حکومتوں میں بھی جن حکومتوں میں اسمبلیوں نے اپنا جو آئینی Tenure ہے وہ پورا نہیں کیا ہے، اتنے سخت حالات نہیں آئے تھے لیکن حکومت کی غیر ذمہ داری، حکومت کی بے حسی، حکومت کی غیر سنجیدگی پاکستان کی تاریخ میں غربت کی لکیر جتنی نیچے گئی ہے، یہ ان کو ماننا پڑے گا، اس چیز سے یہ لوگ انکار نہیں کر سکتے، باوجود اس کے کہ ہم یہاں پر اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وائنڈ اپ کریں۔

جناب سردار حسین: بالکل، میں وائنڈ اپ کرتا ہوں، ہم صوبے کے مفاد میں اپوزیشن کا کردار ادا کرتے ہیں، ہم تنقید برائے تنقید نہیں کر رہے ہیں لیکن حکومت کے ممبران بھی اپنی اپنی Constituency میں دیکھیں کہ ان کو کیا کیا مشکلات ہیں؟ ان چیزوں سے مزید کام نہیں چلے گا کہ فلاں چور تھا، فلاں کرپٹ تھا، فلاں Incompetent تھا، ان سارے مسائل کو سامنے رکھیں، ایک Collective vision سے کام لینا چاہیئے، ہم حاضر ہیں، ہم دوبارہ آفر کرتے ہیں، جتنا بھی ہم سے حکومت صوبے کے حقوق کی مد میں، صوبے کے وسائل کے حصول کی مد میں ہم سے جتنا کام لینا چاہتی ہے، ہم حاضر ہیں لیکن حکومت کو سنجیدگی سے کام لینا ہوگا۔ میں آپ سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی، مجھے معلوم ہے، آپ کو بھی معلوم ہے، تھوڑا Busy ہوتے ہیں، ان کا شیڈول بڑا Busy ہوتا ہے لیکن وہ ہاؤس کے لیڈر ہیں وہ چیف ایگزیکٹیو ہیں، میں ہزار دفعہ کہوں کہ وہ کس طرح اس حکومت میں آئے ہیں، یہ باتیں ابھی Matter نہیں کرتی ہیں، ابھی تو یہ باتیں Matter کرتی ہیں کہ ہم نے Survival کس طرح کرنا ہے؟ وزیر خزانہ صاحب اگر ادھر ہوتے تو وہ سچ سچ بتائیں کہ آئندہ دو تین ماہ میں آپ کو تنخواہوں کا مسئلہ درپیش ہوگا تو کرنا کیا ہے، ہم کس چیز کے انتظار میں ہیں؟ یہی ہماری ریکویسٹ ہے اور آپ کا مشکور اسی لئے بھی ہوں کہ آپ نے انتہائی اہم پوائنٹ کو ایجنڈے پر لایا اور ہمارا مقصد بھی یہی ہے، ہم یہاں اسمبلی میں آئے ہیں، ظاہر ہے میرے خیال سے ہم مسائل حل کرنے کے لئے آئے ہیں لیکن ہم صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں، اجتماعی طور پر

ہمارے صوبے کے جو جو مسائل درپیش ہوں گے، ان شاءاللہ عوامی نیشنل پارٹی صف اول میں کھڑی رہے گی۔

جناب سپیکر: تھینک یو ویری مچ۔ سیکرٹری صاحب! آج کی Attendance کو ذرا چیک کریں، وہ آفیسر گیلری کے سارے آفیسرز بھاگ گئے ہیں، چار بیٹھے نظر آرہے ہیں، جو آفیسر چلے گئے ہیں، چیف سیکرٹری صاحب کو لیٹر لکھیں کہ وہ وقفے کے بعد ہاؤس میں موجود نہیں تھے، اسمبلی کے ساتھ یہ مذاق میں نہیں ہونے دوں گا، چار پانچ بندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جی، میر کلام خان ایم پی اے۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اب میرے پاس جو نام ہیں، میں اس پر چل رہا ہوں۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کروں گا نا۔ جی، میر کلام خان ایم پی اے۔

جناب میر کلام: تھینک یو، جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ اس صوبے کے اتنے اہم موضوع پر مجھے بھی بولنے کا موقع دیا گیا، میں نہیں چاہتا کہ Repetition ہو جائے، ہمارے سینیئرز نے اس پر بڑی تفصیل سے بات کی لیکن میں بھی آپ کے سامنے کئی سوالات پیش کرتا ہوں کہ اس پر آج کے دن تک ہم نے سوچ نہیں کی ہے، آج دن تک ہم نے اس پر غور و فکر نہیں کیا ہے، جناب سپیکر! بدقسمتی سے ہماری یہ ترجیحات میں شامل نہیں ہیں، اس میں ایک بات یہ ہے کہ تیل ریفائنری آج دن تک کیوں کرک یا خیبر پختونخوا میں نہیں ہے، کرک کے تیل کے لئے راولپنڈی میں ریفائنری کیوں بنائی ہوئی ہے؟ یہاں پر ہمارے پشتون بچوں کا حق نہیں ہے کہ کرک میں ریفائنری بنائی جائے اور وہاں پر ہمارے لوگ اس میں مزدوری کریں؟ اس میں کلاس فور اگر ٹیکنیکل سائڈ پر پشتونوں کو آپ نہیں لگاتے تو اس میں کلاس فور تو پشتون ہونگے۔ جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ واپڈا ہاؤس میں جو خیبر پختونخوا کی بجلی ہے وہ لاہور میں ہے، خیبر پختونخوا میں کیوں نہیں بنایا گیا ہے؟ وہ اس لئے کہ یہاں پر ایک طبقہ ہے جو اس ملک پر فیڈریشن کے نام سے مظلوم قوموں کو غلام رکھنا چاہتا ہے لیکن میں آج اس ہاؤس میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر اس فیڈریشن میں جو قومیں رہ رہی ہیں، ہمارے تیل پر قابض ہیں، ہماری گیس پر قابض ہیں، ہمارے پانی پر قابض ہیں، ان کو ہم

یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ہم غلاموں کی طرح قطعاً نہیں رہتے، اس ملک میں ہم غلاموں کی طرح قطعاً نہیں رہنا چاہتے۔ جناب سپیکر! اس ملک میں ہم نے بھی سر اٹھا کے یہاں رہنا ہے، جس طرح سیالکوٹ یا لاہور کے بندے کرتے ہیں، واپڈا ہاؤس لاہور میں، کرک کے تیل کی ریفائنری راولپنڈی میں، دوسرے ہمارے باجوڑ سے لے کر جنوبی وزیرستان تک جو ہماری معدنیات ہیں، ہمیں پتہ نہیں ہے کہ کون اس کو لے کے جارہا ہے اور کہاں لے کے جارہا ہے؟ تو ہم آپ سے ریکویسٹ کرتے ہیں، اس ہاؤس سے ہم ریکویسٹ کرتے ہیں کہ پچھلے سات سالوں سے آپ کو اس صوبے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، ہمارے دوست اور آپ نے اس صوبے کی یہ جنگ لڑنی ہے، ان کی ذمہ داری بنتی ہے، کیا وہ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ حکومت نے سی سی آئی کی میٹنگ میں کتنی بار اس صوبے کے پانی، بجلی، گیس، تیل کے حوالے سے بات کی ہے؟ جناب سپیکر! ریکارڈ پر آج کے دن تک ہمیں کچھ بھی نہیں بتایا جا سکتا۔ جناب سپیکر! ہمیں گلہ ہے ریاست سے، ہمیں گلہ ہے حکومت سے کہ ہم بھی یہاں پر صرف اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ اس علاقے میں جنگ ہوگی، باجوڑ سے لے کر جنوبی وزیرستان تک، پھر دہشت گردی کی ایک لہر آگئی ہے، اس پر حکومت سنجیدگی سے کام نہیں لے رہی ہے تو میں پشتو کا ایک شعر یہاں پر سناتا ہوں:

ستا سو کور کښې امن دے مزې کوئ
دلته مو د اوسپنو باران اوکړو
تاسو په امرودو کښې پیسې ګټئ
مونږ په زمردو کښې تاوان اوکړو۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمتیں دی ہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: وائنڈ اپ کریں، پلیز۔

<u>جناب میر کلام</u>: وائنڈ اپ کرتا ہوں، اس (Priority) Supper pania کو پہلے تو میرے بچوں کا ہونا چاہیئے، جناب سپیکر! اس کے بعد اس کو فیڈریشن کے لوگوں کو ہم نے دینا ہوگا۔ جناب سپیکر! میں وائنڈ اپ کرتا ہوں، آپ کی انتہائی مہربانی کہ اتنے اہم ایشو پر مجھے بھی ٹائم دیا گیا لیکن آخر میں آپ سے ایک ریکویسٹ ہوگی، ہماری آپ سے امید ہے، ہمیں آپ سے توقع ہے کہ اتنے اہم موضوع پر یہ جو ڈسکشن ہوئی، اس کو

اس طرح رائیگاں نہیں جانے دینگے، آخر میں آپ ان کے لئے کوئی سنجیدگی سے ایسا Step لیں گے کہ ہم بھی مطمئن ہوں اور اس صوبے کے عوام بھی مطمئن ہوں، تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو ویری مچ۔ میاں نثار گل صاحب۔

میاں نثار گل: شکریہ، جناب سپیکر! بہت اہم موضوع ہے جو تیل اور گیس کے متعلق بات ہو رہی ہے، شکر الحمدللہ وہ یہ کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کے ساتھ والا مائیک اوپن کر دیں، اگر یہ خراب ہے تو میں نے کہہ دیا کہ سارا سسٹم Replace ہو گا۔

میاں نثار گل: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! آج بہت اہم موضوع ہے جو تیل اور گیس کے متعلق بات ہو رہی ہے، اس پر ایکسائز ڈیوٹی نہیں مل رہی ہے، صوبائی گورنمنٹ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ وہ جنگ نہیں لڑ رہی ہے جو لڑنی چاہیئے۔ جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ زمین خدا کی ہے، پھر حکومت جیسا کہ آپ بیٹھے ہیں تو پھر بندوں کے لئے خدا نے زمین بنائی ہے، حکومت والے ووٹوں پر آتے ہیں اور بندے ادھر سے لوگ سیلیکٹ کرتے ہیں کہ وہ اپنے حقوق کے لئے اسمبلی میں بات کریں، ادھر جو بات ہو رہی ہے کہ پچاس ہزار بیرل تیل ہمارا خیبر پختونخوا پیدا کر رہا ہے، جناب سپیکر! اس میں پینتیس ہزار بیرل تیل ضلع کرک بلکہ میرا حلقہ پیدا کر رہا ہے۔ ادھر بات ہو رہی ہے کہ چار سو ایم ای سی ڈی گیس خیبر پختونخوا پیدا کر رہا ہے، اس میں تین سو ایم ای سی ڈی میرا حلقہ کرک پیدا کر رہا ہے، ظہور صاحب نہیں ہیں، ہنگو میں بھی تقریباً پانچ چھ ہزار بیرل پیدا ہوتی ہے، میجر شاہ راز صاحب نہیں ہیں، لاچی میں بھی تقریباً اس طرح سات آٹھ ہزار بیرل پیدا ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! اب بات یہ آ رہی ہے کہ زمین خدا کی اور پھر حکومت بندے کی، مکوڑی آئل فیلڈ کرک میں، نوشپائی فیلڈ کرک میں، گرگری آئل فیلڈ کرک میں، جناب سپیکر! آپ کو پتہ ہو گا جس دن بجٹ آ رہا تھا تو ہم احتجاج پر تھے، دس دن پندرہ جون سے ہم نے رنگین آباد میں احتجاج کیا تھا، کس وجہ سے کیا تھا؟ ریفائنری کے لئے کیا تھا، اس رائلٹی کے لئے کیا تھا، گیس کے لئے کیا تھا، ہمارے چودہ نکات تھے جناب سپیکر! ہم نے پانچ دن تیل اور گیس بند کی تھی، ادھر کھڑے ہوئے تھے، ہم تینوں ایم پی ایز آ کے، اگر ہماری بات نہیں سنی جائے گی تو ہم تیل اور گیس کو بند کریں گے، ایک سال سے

کسی نے ہماری بات نہیں سنی تو پھر پندرہ جون سے کورونا وائرس سے آٹھ ہزار، دس ہزار لوگ جو تھے، یہی ڈیمانڈ کر رہے تھے، جس طرح ہمارے دوست کہہ رہے ہیں کہ کرک میں ریفائنری ہونی چاہیئے، ہمارا تیل آگے ٹینکروں میں جارہاہے، ہماری یہی ڈیمانڈ تھی کہ اللہ کرے کہ اور تیل نکلے، ادھر بات پچاس ہزار کی ہو رہی ہے، میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ چھ ہزار بیرل تیل اور بھی نکل آیا، ان شاءاللہ وتعالیٰ مجھے آپ پانچ منٹ دینگے، ایک دوسال کے بعد آپ کو ساٹھ، ستر ہزار کا فگر ملے گا لیکن میں کدھر جاؤں؟ مجھے جانوروں کی طرح ڈرموں میں پانی دیا جارہاہے، جناب سپیکر! بار بار آپ کے سامنے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ جب بنیادی حقوق سلب ہوتے ہیں، ان علاقوں کو حقوق نہیں دیئے جاتے، پہلا حق میرا ہے پھر صوبے کا ہے، پھر اس ریاست کا ہے، میں کہنا چاہتا ہوں کہ آئیں اور تیل نکالیں لیکن جب ادھر سروے ہوتا ہے، بلاسٹنگ ہوتی ہے، مجھے پرانا کرک چاہیئے کیونکہ میرا پانی سارا زمین کے اندر چلا گیا، میرے جو پانی کے ذخائر تھے وہ ڈوب گئے، مجھے پانی نہیں مل رہا، مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب میں تیل بند کرتا ہوں تو پھر دو ہزار ایف سی کرک آتی ہے، پشاور کا آئی جی کرک آتا ہے، ڈی آئی خان کی پولیس کرک آتی ہے اور پھر راتوں رات بارہ بجے سیکرٹریٹ میں میرے ساتھ فیصلے ہوتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر آپ کے سارے مسائل ہم حل کرینگے، جب وہ وعدہ ہم پورا کرتے ہیں تو سلطان خان پھر ہم سے چھپ جاتا ہے۔ جناب سپیکر! خدا کے لئے آج میرے ایک دوست اس احتجاج کی وجہ سے، وہ قومی اسمبلی کے Candidate تھے، پینتیس ہزار اس نے ووٹ لئے تھے، تین دن سے تھانے میں بند پڑا ہے، اس وجہ سے کہ انہوں نے تیل اور گیس بند کی تھی، بہانہ کچھ اور بنایا اور تین دن سے پولیس اس کے کاغذات عدالت نہیں لے کے جارہی ہے، پندرہ گھنٹے تک اس نے انڈس ہائی وے بند کیا تھا، ڈی آئی خان کراچی روڈ بند کیا تھا، ہوسکتا ہے کہ آج شام کو پھر بند ہو جائے، سر! کیا وجہ ہے؟ ہم اپنا حق مانگنا چاہتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ تیل اور گیس پر آپ کا بھی حق ہو، پورے پاکستان کا بھی حق ہو لیکن آئین پاکستان میں لکھا گیا ہے کہ پہلے پیداواری علاقوں کو حق دیا جائے گا، آج آپ سولہ ارب روپے کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ ہمارے صوبے کو نہیں ملتے، میں چیخ رہا ہوں، اس ایوان میں دو سال سے کہ مجھے دس پرسنٹ رائلٹی جو اکرم خان درانی اور امیر حیدر خان ہوتی نے منظور کروائی تھی، اس صوبائی حکومت نے سات سال سے رکھی ہوئی ہے تو پھر کس

طرح آپ کہیں گے کہ مرکز آپ کو حق دے گا، جب آپ ضلعوں کو حق نہیں دینگے، ان علاقوں کو پسماندہ رکھیں گے، ان علاقوں کے لوگوں کو ڈرموں میں پانی دینگے تو پھر جناب، ادھر لکھا ہوا ہے کہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پھر خدا ناراض ہو گا، پھر آپ ہماری حکومت میں ہیں تو پھر ہم آپ سے ناراض ہونگے، پھر میں ادھر نمائندہ ہوں، اپنے علاقے کا نمائندہ ہوں، ادھر بات ہوتی ہے کہ پچاس ہزار بیرل تیل پیدا ہوتا ہے تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مجھے اتنا پانی دیا جائے جتنا آپ تیل لے کے جا رہے ہیں، پھر بھی میں خوش ہوں گا، میری بات نہیں سنی جاتی، کیوں میں کورونا وائرس میں پندرہ جون سے دس ہزار لوگوں کو بٹھا کے اپنے علاقے کا تیل نالیوں میں بہا رہا ہوں، اس وجہ سے بہا رہا ہوں کہ میری بات سنی نہیں جاتی۔ جناب سپیکر! خدا کے لئے یہ صوبہ وسائل سے بھرا پڑا ہے، اس میں بجلی کے ڈیم بن سکتے ہیں، اس میں پچاس ہزار چھوڑیں ایک لاکھ بیرل تک تیل آسکتا ہے، اس میں آٹھ ہزار ایم ایم سی گیس نکل سکتی ہے لیکن کم از کم پھر حق دیا جائے، یہ کمپنیاں بڑی زور آور ہوتی ہیں، میں نے ڈاکیومنٹری دیکھی تھی، انٹرنیشنل ڈاکیومنٹری ہے کہ جدھر سے یہ کمپنیاں آئی ہوئی تھیں، تیل اور گیس کمپنیاں، انہوں نے فسادات پیدا کئے، وہ اس لئے کہ وہ اربوں کماتی ہیں، کمشنر پھر ان کے ساتھ ہوتا ہے، ایس پی پھر ان کے ساتھ ہوتا ہے اور تھانیدار پھر ان کے ساتھ ہوتا ہے، میں زین بگٹی نہیں ہوں کہ راتوں رات اس کو ستر کروڑ روپے دیئے گئے، مجھے پتہ ہے ڈھائی ہزار زمین اس سے لی گئی لیکن میرے زمینداروں کی زمین زور سے پکڑ رہے ہیں اور میں چیخ رہا ہوں اس اسمبلی میں کہ یہ خدا کی زمین ہے، حکومت میرے ساتھ بیٹھے اور بندوں پر رحم کرے، شکریہ۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ محمود احمد خان بیٹنی صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی دیتا ہوں۔

جناب محمود احمد خان: تھینک یو، جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! مجھے بھی ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس آپ کا نام تو نہیں، میرے پاس ابھی صرف دو نام ہیں، بیٹنی صاحب کا اور صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب کا۔

(شور)

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم دے دیتا ہوں۔

جناب محمود احمد خان: خوشدل خان تاسو اوکړئ، زه به ئے بعد کښې اوکړم خیر دے-----

جناب سپیکر: میں ٹائم آپ کو دے دیتا ہوں، بیٹنی صاحب! آپ بولیں۔

جناب محمود احمد خان: تھینک یو، جناب سپیکر-----

جناب سپیکر: دیکھیں، اب پونے سات ہو رہے ہیں۔

جناب محمود احمد خان: سر! میں تو پانچ منٹ میں وائنڈ اپ کر لونگا-----

جناب سپیکر: میں اب زیادہ ٹائم نہیں دے پاؤں گا، کامران صاحب نے بھی ان چیزوں کا جواب دینا ہے، یہ بہت سارے نام آ گئے ہیں، ابھی کافی بحث ہو گئی ہے۔ جی محمود احمد خان۔

جناب محمود احمد خان: میں دو تین منٹ بات کرتا ہوں، خالی کامران صاحب نوٹ کر لیں، باقی تو ڈیٹیل میں کنڈی صاحب نے بات کی ہے-----

جناب سپیکر: زیادہ Repetition ہو رہی ہے۔

جناب محمود احمد خان: جی، میں خالی یہ ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہاؤس کے بڑے ہیں، ہمارے مشر ہیں، آپ کمیٹی بنالیں۔ جناب سپیکر صاحب! میرے ضلع ٹانک میں بعینہ ایک ایسا علاقہ ہے، منسٹر صاحب نوٹ کر لیں، وہاں پر گیس جو ہے، آپ ہاتھ بھی ماریں یا پاؤں کو ایسے ہلا دیں تو وہاں پر گیس ہے، پورے ایک سال سے وہاں پر کمپنی والے آئے ہیں، وہاں پر سروے ہوا ہے، کیمپ لگا ہے، پوری ڈیٹیل میں انہوں نے سروے کیا ہے لیکن اس Reason کی وجہ سے وہ واپس چلے گئے کہ یہاں سیکورٹی پرابلم ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں یہ ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں، کامران صاحب بھی نوٹ کر لیں کہ پورے صوبے میں ٹانک میں نہ کوئی ایسا ایشو ہے جہاں پر سیکورٹی کا مسئلہ ہو، ایک کمپنی آتی ہے، پورے سال ادھر کیمپنگ میں سب کچھ کر لیتے ہیں، اتنی گیس جو اس علاقے میں ہے جس طرح کرک والے بھائی نے بات کی ہے، اسی طرح یہ صوبے کے لئے فائدہ ہے، یہ صوبے کے وسائل میں استعمال ہو گی، ہم یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ کہاں پر سیکورٹی پرابلم ہے، کہاں پر یہ ایشو ہے؟ کم از کم ڈی پی او سے ذرا یہ پوچھیں، ڈی آئی جی سے، ڈی سی سے یہ Written

میں پوچھ سکتے ہیں کہ کمپنی نے اتنا خرچہ کیا ہے، ایک سال سے جب ان کے ساتھ ہمارا رابطہ ہوا تو انہوں نے کہا، ہمیں حکومت وقت نے کہا ہے کہ آپ کو ادھر سے Threats ہیں، ایشوز ہیں، آپ واپس جا سکتے ہیں، میں یہ ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم آپ ایک کمیٹی بنالیں جو ایشوز ہیں جو صوبے کے لئے فائدہ مند ہوں، باقی ڈیٹیل میں انہوں نے بات کی، یہ ریکویسٹ کرنا چاہتے کہ اس میں بھی کامران صاحب توجہ دے دیں، ان کی مہربانی ہوگی تاکہ ڈسٹرکٹ ٹانک جس طرح کرک میں ہے، اس طرح ڈسٹرکٹ ٹانک میں گیس کے جو ذخائر ہیں، ان شاء اللہ اس میں پورے صوبے کا فائدہ ہوگا جو وسائل ہونگے، اس طرح جو ڈیوٹی والا مسئلہ ہوگا یا جو بھی ہوگا، ان شاء اللہ ہمارے صوبے کا بھی فائدہ ہوگا اور یہ مسئلہ بھی حل ہوگا۔ تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: تھینک یو جی، خوشدل خان صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب سپیکر صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ مجھ سے پہلے ہمارے ساتھیوں نے تفصیلاً اس پر بات کی، میں تفصیل میں نہیں جاؤنگا، ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے این ایف سی ایوارڈ پر ہم نے یہاں پر بات کی، اس طرح ہمارے ساتھیوں نے تحریک التواء لائی تھی، اس پر ڈسکشن ہوئی، آج بہت Important issue ہے، اس پر ڈسکشن ہو رہی ہے لیکن میں حیران ہوں کہ ہمارے رولنگ پارٹی کے ممبران یہ کب جاگیں گے؟ کیا یہ یہاں سے جو بات کر رہے ہیں یا جو ایشوز اٹھا رہے ہیں، یہ غلط ہے، غیر آئینی ہے یا غیر قانونی ہے، اگر آئینی ہے، قانونی ہے تو پھر آپ لوگ کیوں ہمارے ساتھ نہیں اٹھتے؟ کیوں آپ چیف منسٹر کو نہیں کہتے کہ جائیں، آپ سی سی آئی بلائیں، ریکوزیشن کرلیں، ان کے ساتھ بات کرلیں اور یہ ہمارا حق بنتا ہے، یہ حق جو ہے نا، ایک آج کے پیدا ہونے والے بچے سے لے کر ایک بوڑھے تک سب کا حق ہے، میں آپ سب کو کہتا ہوں، خواہ میں ہوں یا آپ کے سامنے والے قلندر لودھی صاحب ہیں یا جو بھی ہو، ایسا وقت آرہا ہے کہ آپ راستے پر جائیں گے تو لوگ آپ کا گریبان سے پکڑیں گے کہ مجھے پیسے دے دو، میرے گھر میں روٹی نہیں ہے، آپ نے تنخواہ لی ہے، اس میں میرا حق بھی بنتا ہے، اگر آپ حق نہیں دینگے، ایک دن آرہا ہے آپ دیکھیں گے کہ وہ دن قریب سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ سڑکوں پر گلی کوچوں میں یہ لوگ نکلیں گے۔ ایک طرف مہنگائی کو دیکھوں، دوسری طرف بے روزگاری کو دیکھوں اور پھر یہ حال دیکھیں کہ اب ہمیں اپنے صوبے کے وسائل کا بھی پتہ نہیں

ہے کیونکہ پیسے کہاں جاتے ہیں؟ یہاں پر لوگ چلغوزے کی بات کر رہے ہیں، چلغوزے ہماری زمین میں پیدا ہوتے ہیں، ہمارے علاقے میں ہوتے ہیں لیکن یہاں پر ہمیں پتہ بھی نہیں کہ چلغوزے کہاں جاتے ہیں؟ یہاں پر درہ آدم خیل ہے، یہاں ڈاکٹر امجد صاحب تشریف فرما ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ درہ آدم خیل ہمارے ساتھ ہے، وہاں پر کوئلہ پیدا ہو رہا ہے، بہت زیادہ ہیوی ہے لیکن ہمیں پتہ نہیں ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے، کتنا ٹیکس ہوتا ہے، ہمارے حکومت کو کتنا آتا ہے؟ میں اتنا اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے پارلیمانی لیڈر صاحب ہر وقت یہ کہتے ہیں کہ جرگہ کرلو، یہ جرگہ کیوں نہیں کرتے ہیں؟ جرگہ کرلیں، ہم ریکویسٹ کرینگے کہ ہم بھی اس پاکستان میں رہنے والے ہیں، یہ ہمارا ملک ہے، ہم اس ملک کے لئے شب و روز کام کرتے ہیں تو کیوں ہماری آج یہ محرومی بڑھتی جارہی ہے؟ بس یہی میرا سوال ہے کہ کم از کم آپ پر یہ ذمہ داری آتی ہے، آپ ہمارے بڑے ہیں، آپ کسٹوڈین ہیں کہ اس ایشو کو اٹھا کر کوئی طریقہ، کوئی پلیٹ فارم دیکھ لیں اور اس پر یہ بات کی جائے۔

جناب سپیکر: ان شاءاللہ خیر سے ہوگی۔ صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب، دو تین منٹ کے لئے، ٹائم بالکل نہیں ہے۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! دو منٹ میں ان شاءاللہ و تعالیٰ اپنی بات Conclude کروں گا۔ جناب سپیکر صاحب! یہ جو این ایچ پی کا مسئلہ ہے، یہ ہماری ایکسائز اور پانی کا یہ کہتے ہیں بلکہ بڑوں نے یہ کہا ہے کہ حق جو ہے وہ مانگنے سے نہیں، چھیننے سے حاصل کیا جاتا ہے (تالیاں) جناب سپیکر! ہم اپوزیشن ٹریژری بنچز والوں کو دعوت دیتے ہیں کہ یہ آگے ہو جائیں، ہم ان کے پیچھے چلیں گے، اگر یہ نہیں کر سکتے تو ہمیں آگے چلنے دیں، یہ ہمارے پیچھے پیچھے آئیں، ان شاءاللہ و تعالیٰ یہ صوبہ ہمارا ہے، اس میں یہ ٹریژری اور یہ تو روایات چلی آرہی ہیں لیکن جب ہمیں اپنا حق ملے گا تو نہ اپوزیشن کو کوئی گلہ ہو گا اور نہ یہ اقتدار والے پریشان ہونگے۔ سی ایم صاحب! ہمیں کچھ نہیں ملا، ہم چھوٹی چھوٹی سکیموں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ملاکنڈ ڈویژن میں ہائیڈل پاور کا اتنا پوٹینشل ہے کہ ہم پورے پاکستان کو بجلی دے سکتے ہیں لیکن ہمارے پی ایس ڈی پی میں وہ سکیمیں تو ریفلکٹ ہوتی ہیں، جیسے شاہی ایک سو پچہتر میگاواٹ کی تقریباً اٹھارہ سال سے یہ پی ایس ڈی پی میں چلی آرہی ہے لیکن اس کی وہ ایلوکیشن نہیں

ہوتی جو ہمیں دینی چاہیئے کہ ہمارے وہ پراجیکٹ مکمل ہو جائیں۔ جناب سپیکر صاحب! اصل زر ہمارا ہے جس کی وجہ سے ہمارا پورا پاکستان چلتا ہے لیکن ہمیں جو ہمارا حق ہے، اس پر ہم ٹیکس دیتے ہیں، بجلی پر ہم ٹیکس دیتے ہیں، گیس پر ہم ٹیکس دیتے ہیں اور ہمارے حقوق پر ٹیکسوں پر وہ اپنے کارخانے چلاتے ہیں، ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہم اس میں مشترکہ طور پر اپنا ایک لائحہ عمل طے کریں جس طرح ہمارے ٹریژری بنچز والے چاہتے ہیں اسی طرح ہم ان کے ساتھ ان شاءاللہ چلیں گے لیکن اپنے حقوق چھین کر دم لینگے۔ وآخِرُالدَعْوَانا اَنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِین۔

جناب سپیکر: بلاول آفریدی صاحب، ابھی ٹائم بالکل ختم ہوا ہے، اب یہ میجر صاحب کی چٹ آ گئی، اب میں کیا کروں؟

جناب بلاول آفریدی: تھینک یو، مسٹر سپیکر۔ ظاہر بات ہے کہ بڑا Important topic ہے اور بڑا Important sector جو کہ آئل اینڈ گیس پورے ملک کے لئے ہے، ایک You can call it a base of economy or you can call it a financial circle of a country جو کہ پورے ملک کا مستقبل بدلتا ہے، بڑی اچھی بات ہے، ان چیزوں پر ڈسکشن کرنا سپیشلی آج جو ڈسکشن چل رہی ہے کہ گیس اینڈ آئل پر جیسا کہ میں ایک چھوٹی Example دوں گا، آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ ہمارے پورے ملک کا جو انکم ٹیکس ہے وہ چار ہزار بلین ہے، جو صرف آئل فیلڈ ٹرانسپورٹ انکم ٹیکس Pay کر رہے ہیں، چار ہزار میں سے سات سو بلین ہیں، Can you imagine، جناب سپیکر! صرف ہم Explorations کی بات یہاں پر نہیں کر رہے ہیں، یہاں پر ہم صرف ٹرانسپورٹ کی بات کر رہے ہیں، ٹرانسپورٹ جو کہ Backbone of a country ہے تو آپ اس سے اندازہ لگائیں، اگر ہمارے پاس اتنی بڑی Opportunities ہیں اور ان کو ہم Avail کریں تو اس سے اس ملک کو فائدہ ہو گا، اس ملک کے عوام کا فائدہ ہو گا، The greater Pakistan کو فائدہ ہو گا، میں گورنمنٹ سے یہ ریکویسٹ کروں گا کہ گورنمنٹ کو چاہیئے یا ہمارے جتنے بھی آنریبل اپوزیشن ممبرز ہیں یا گورنمنٹ کی جانب سے ممبرز ہیں، آپ کلاس فور اور میڈیسن کے سٹورز کو چھوڑیں، یہ چھوٹی موٹی چیزیں آپ چھوڑیں، آپ کے ملک میں اتنی بڑی Opportunity ہے، آپ ان سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟ آپ وزیرستان میں I was sitting

last month in Karachi تو ایک انویسٹر میرے پاس خود آیا کہ وزیرستان میں فلاں فلاں جگہ پر ایک جو ہے، Why don't we go for investment in Waziristan in oil sector، وزیرستان میں ہمیں پتہ ہے کہ وہاں پر سیکورٹی پرابلمز ہیں، ایشوز ہیں، But گورنمنٹ کو اور اپوزیشن سب کو جتنے بھی سٹیک ہولڈرز ہیں، سب کو بٹھانا چاہیئے کہ ہمیں پتہ چلے کہ اب آئین اور قانون قبائلی علاقوں میں Extend ہو چکا ہے، اللہ کے فضل و کرم سے اب امن آ چکا ہے، ہم سیکورٹی فورسز کو داد دیتے ہیں، ہم ان کی محنت کو Appreciate کرتے ہیں، انہوں نے قربانیاں دی ہیں لیکن اب ہم سب سٹیک ہولڈرز کو بیٹھنا پڑے گا کیونکہ ہم نے اپنے آنے والے مستقبل کے بارے میں سوچنا ہوگا، ہمارا آنے والا مستقبل تب ہی Change ہو سکتا ہے، اگر ہم اپنی معدنیات پر جو قبائلی اضلاع میں ماشاءاللہ جتنی بھی معدنیات ہیں وہ کسی سے چھپی نہیں ہیں، اگر وہاں پر آپ سیمنٹ انڈسٹری لگائیں، میری Constituency میں، PK-106، جمرود میں ایک سیمنٹ پلانٹ لگائیں جس کی Investment around fufteen billion اور اس کی انکم جو ہو گی، اس کی ایمپلائمنٹ جو ہو گی، کس کو فائدہ ہو گا؟ اس ملک کے غریب عوام کو فائدہ ہو گا، اس ملک کو فائدہ ہو گا، آپ اس کے بعد Copper کی بات کریں، Soap-stone کی بات کریں، Lime-stone کی بات کریں، ماربل کی بات کریں، میری Constituency میں وہاں پر ماربل کی فیکٹریاں ہزاروں کی تعداد میں ہیں، وہاں پر پروڈکشن چل رہی ہے۔ اس کے بعد آپ کوئلے کی بات کریں، ایف آر کوہاٹ کی سائڈ پر کوئلے کی کتنی مائنز ہیں؟ اس کے بعد آپ یہ کیا کہتے ہیں، کرم ایجنسی کی بات کریں، وہاں پر Soap-stone کی کیا پوزیشن ہے؟ اللہ کے فضل و کرم سے بہت کچھ ہمارے ملک کے پاس ہے، اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے، حکومت کو چاہیئے کہ ہمیں بھی بیٹھائے تاکہ ہمارے آنے والے مستقبل کے بارے میں بتایا جائے کہ ہم اس مستقبل بنانے کے لئے کیا کچھ کر سکتے ہیں؟۔۔۔۔

Mr. Speaker: Windup please.

جناب بلاول آفریدی: جناب سپیکر صاحب! آخر میں ایک بات ضرور کروں گا، گورنمنٹ کی بالکل میں مانتا ہوں، ہم Appreciate کرتے ہیں، چاہے اب ہم جو بھی کہیں لیکن ہم گورنمنٹ کو بھی Appreciate کرتے ہیں، گورنمنٹ کو اب ہم یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ خدارا یہ ہاتھ ہم جوڑتے ہیں، خدارا Proper plan کے ساتھ، Strategy کے ساتھ قبائلی عوام کے لئے سوچیں، میں ہاتھ جوڑتا ہوں اور حکومت کو یہ

درخواست کرتا ہوں، آپ چھوڑیں کلاس فور کو، ہمارے آنے والے مستقبل کے بارے میں سوچیں، ہمارے آنے والے مستقبل کو بدل دیں، خدارا آپ لوگوں نے اس نعرے پر الیکشن جیتا ہے کہ ہم بدل رہے ہیں خیبر پختونخوا کو، خدارا ہم پر رحم کریں، ہمارے قبائلی عوام پر رحم کریں، ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کونسی ڈائریکشن پر آپ لوگ ہمیں لے کر چل رہے ہیں، خدارا ہم پر رحم کریں، ہمارے غریب عوام پر رحم کریں، غربت سے لوگ مر رہے ہیں، خدا کی قسم ان کے پاس دو ٹائم کھانے کے پیسے نہیں ہیں، آپ لوگ یہاں پر بات کر رہے ہیں کہ ہم نے یہ کیا وہ کیا، یہ ہاتھ جوڑتا ہوں کہ خدارا بس کریں، بس کریں، بڑی مہربانی ہوگی، تھینک یو۔

جناب سپیکر: بلاول صاحب! تھینک یو۔ میجر ریٹائرڈ شاہ محمد خان صاحب! دو تین منٹ لیں۔

جناب شاہ محمد خان: تھینک یو ویری مچ، جناب سپیکر! میں کافی عرصے کے بعد اس ایوان میں بات کر رہا ہوں کیونکہ پچھلی دفعہ جب میں نے گیس کے Low presshur کے اوپر بات کی، پاکستان کے آئین نے ہمیں اس بات کی اجازت دی ہے کہ ہم پر امن احتجاج کر سکتے ہیں، اپنے حقوق یا حق مانگنے کے لئے ہم روڈ کے اوپر آگئے، میں نے اس ایوان میں بھی آپ سے التجاء کی، اس وقت کے ڈپٹی کمشنر نے پریس ریلیز جاری کی کہ افہام و تفہیم کے ساتھ یہ مسئلہ ختم ہو گیا لیکن Next day ڈی پی او جو بھی تھے، انہوں نے میرے اور میرے ساتھیوں کے اوپر ایف آئی آر کاٹ دی جو اتنی بڑی بات نہیں تھی لیکن You are the custodian of this august House، میں نے آپ سے التجاء کی تھی کہ اس کے اوپر رولنگ دیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی، ابھی ہمارے چیئرمین صاحب نے آئل اینڈ گیس کے حوالے سے میاں نثار گل صاحب نے اس ایوان میں بات کی تو اس سلسلے میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ کو پتہ ہے، ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ کرک پاکستان میں نمبر ایک ضلع ہے جو کہ آئل اور گیس پورے پاکستان کو دے رہا ہے اور 70 percent دے رہا ہے، اس کے بعد نمبر دو اگر کوئی پوزیشن میں ہے تو وہ میرا ڈسٹرکٹ کوہاٹ ہے، ہم آئل اینڈ گیس پیدا کر رہے ہیں اور Recently ابھی A week back ابھی بڑا آئل کا ذخیرہ میری پرسنل اپنی جائیداد کے اندر نکل آیا ہے جو پورے ملک کے لئے خوش آئند ہے اور یہ ہم اپنی پرسنل پراپرٹی سے دے رہے ہیں، ان لوگوں کو ہم کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ آئیں اور انہیں Safety بھی

Provide کریں لیکن اگر آپ ہمارے علاقے میں جا کر دیکھ لیں کہ جو روڈوں کی حالت ہے جو وہاں پر ترقیاتی کاموں کی جو حالت ہے وہ آپ دیکھیں گے، آپ ضرور اس بات پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ واقعی ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، ہم دس دن تک روڈ کے اوپر احتجاج کے لئے آئے تھے، پر امن احتجاج کے لئے آئے تھے، صرف اس بات کے لئے نہیں کہ لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ ایم پی اے جو باہر نکل آیا ہے، شاید یہ اپنی جیب کے لئے آیا ہے، آپ کو بھی پروسیجر کا پتہ ہے، باقی سارے معزز ایوان میں جتنے بھی ممبرز بیٹھے ہیں، ان کو بھی پروسیجر کا پتہ ہے کہ یہ پیسے کسی کی پاکٹ سے نہیں آتے، اگر ہم نے مانگا ہے تو عوام کے لئے مانگا، ہم روڈ پر آئے ہیں، ہم نے بات کی لیکن ستم ظریفی دیکھیں کہ دس دن تک حکومت نے انتظار کیا اور جب آئل کمپنیوں والے چیخنے لگے کہ ہمارے پانچ کنویں Damage ہو گئے، وہ کیوں ہمارے ساتھ نہیں بیٹھے، دو تین دن تک وہ ہمارے ساتھ بات چیت نہیں کرتے، وہی بات چیت انہوں نے دس دن کے بعد کی، وہی مذاکرات کے ٹیبل پر انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم Agree کرتے ہیں، آپ کے مطالبات مانتے ہیں، اس پر مطلب دیر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جب ان کو یہ بھی پتہ تھا کہ آئل کی گنجائش کتنی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اتنا Delay کیا گیا۔۔۔۔

Mr. Speaker: Wind up, please.

جناب شاہ محمد خان: جناب سپیکر! ہم جو ہیں، میاں نثار گل اور ظفر اعظم اس ایوان میں اپنے حق کے لئے بولتے ہیں، آپ کے ڈائس کے سامنے بھی ہم نے احتجاج کیا لیکن ہماری بات نہیں سنی گئی، تقریباً اس اگست میں دو سال پورے ہونے کو ہیں، ہم مجبوراً ہائی کورٹ میں چلے گئے، چونکہ جو لوگ اس ایوان میں لے کے آئے تھے، اگر ہم یہاں پر نہیں جیت سکتے تو ہم نے جا کے کورٹ میں ان کی بات کی اور اپنے عوام کے حق کے لئے تن من دھن کی بازی لگائیں گے لیکن آپ لوگوں کو نہیں چھوڑیں گے، اس کے باوجود بھی وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے بھی ہم نے دھرنہ دیا، اس کے باوجود بھی حکومت کو پتہ نہیں کہ میں تین چار دفعہ اسمبلی میں آیا، اس سے پہلے میرے والد صاحب آپ کے ساتھ بھی تھے، اس طرح کی حکومت ہم نے کبھی نہیں دیکھی ہے، اپوزیشن بیشک بولتی ہے لیکن اس طرح دیوار سے تو نہیں لگایا جاتا، خدارا میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے توسط سے کہتا ہوں، یہ ہمارے ساتھ بلی اور چوہے کا کھیل ہے، خدارا یہ بند کریں اور اس کو

سنجیدگی سے لیں ورنہ ستمبر اور اکتوبر میں جو کچھ ہونے والا ہے پھر اس کا آپ اندازہ کریں، ہم نے سب کچھ اپنی کشتیاں جلائی ہوئی ہیں اور ہم روڈ کے اوپر نکلیں گے اگر ہمارے مطالبات نہیں مانے گئے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ مسٹر کامران بنگش صاحب!

جناب کامران بنگش (معاون خصوصی برائے بلدیات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ جن معزز ممبران نے اس اہم موضوع پر بات کی، ان سب کا بھی شکریہ، میجر شاہ محمد صاحب، بلاول آفریدی صاحب، احمد کنڈی نے Initiate کیا ہے، عنایت اللہ صاحب، سردار یوسف صاحب، لطف الرحمان صاحب، سردار بابک صاحب، میر کلام صاحب، میاں نثار گل، محمود احمد بیٹنی صاحب، خوشدل خان صاحب، صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب سب کا شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے بہت تحمل سے سنا، ہم نے اس Rhetoric کو جو بنیاد بنایا، اس پر ڈسکشن کی، ہم نے اس کو بڑے تحمل سے سنا اور اس کو Rhetoric اس لئے کہتا ہوں، With humble submission to Ahmad Kundi Sahib، جب آپ نے بات کی کہ سنٹرل ایشین ریجنل اکنامک کوآپریشن خیبر پختونخوا حکومت کے منصوبہ بندی کا نہیں بلکہ Approval کا فیصلہ کیا، آپ نے اس ایشو کو چھیڑا، آج آپ نے جس ایشو کو چھڑا، میں اس کی بنیاد کو ثابت کر دونگا، اس کیس کی بنیاد آپ نے ٹھیک نہیں رکھی، آپ نے ہاؤس کو اور عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی، میرے بہت ہی عزیز دوست ہیں، ان کی شعلہ بیانی، ان کا انداز بیاں، میں خود بڑا متاثر ہوں لیکن Last time بھی اور اس ٹائم بھی میں یہ ثابت کرونگا، اس سے پہلے یہ میرا حق ہے کہ میں ایک ایک بات کا جواب دے سکوں کیونکہ ہم نے بڑے تحمل سے سنا، سب میرے سینیئرز ہیں، چونکہ شعر و شاعری بہت زیادہ ہوئی، Fan following بھی ہوئی تو میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ محسن نقوی صاحب نے کہا تھا:

کہ برا نہ مان میرے ہر حرف زہر زہر سہی

میں کیا کروں کہ یہی ذائقہ زبان کا ہے

مسٹر سپیکر! ہم نے تحمل سے سنا، امید ہے میرے سینیئرز میرے بڑے جنہوں نے بڑے Positively اس ایشو کو لیا لیکن اس ایشو کی بنیاد میں آخر میں ثابت کرونگا کہ خیبر پختونخوا حکومت نے اس ایشو کو Take up کیا، وہ اب الحمدللہ فائنل سٹیج پر ہے، میں وہ پروف کر کے دکھاؤنگا۔ میرے انتہائی عزیز

انتہائی قابل قدر سردار بابک صاحب نے کہااور یہ بارہافرماتے ہیں کہ وہ لوگ جن کو سیاسی نہیں ہونا چاہیئے تھا وہ سیاسی بن گئے، بالکل آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، میں آپ کی سوچ سے بھی متفق ہوں لیکن مسٹر سپیکر! ایک نشئی تھا، اس کو والد صاحب نے تبلیغ کے لئے بھیجا، تبلیغ میں جب اعلان کا وقت آیا تو اس کے پاس نشہ نہیں تھا، اعلان کے وقت اس نے کہا کہ ظالمو، اگر آپ لوگ نماز پڑھتے تو مجھے والد صاحب ادھر کیوں بھیجتے؟ مسٹر سپیکر! اگر یہ پارٹیز عوام کی خدمت کرتیں تو ہمیں کوئی ضرورت نہیں تھی، میں نے خود پبلک سروس کمیشن Qualify کیا تھا، یہاں پر بڑے بڑے Educated لوگ ہیں، الحمد للہ جن کی فیملی میں کسی نے Politic نہیں کی، ہم آپ کی وجہ سے آئے، آپ نے بددیانتی کی، آپ کو عوام نے الیکٹ کیا، آپ نے وہ حق ادا نہیں کیا جو آپ کا حق بنتا تھا۔ مسٹر سپیکر! انہوں نے کہا، ہمارے بارے میں کہا کہ ہم انہیں پاکستانی نہیں مانتے، ہم نے کبھی نہیں کہا کہ آپ اپنی اداؤں پر غور کریں، اگر ہم عرض کرینگے تو شکایت ہوگی، ہم نے کبھی نہیں کہا کہ اے این پی پاکستان کو نہیں مانتی، ہم نے کسی جماعت کے بارے میں نہیں کہا، آپ اپنے اعمال کو اور افعال کو دیکھ لیں اور خود فیصلہ کریں، عوام فیصلہ کریں گے کہ آپ پاکستان کے ساتھ مخلص ہیں یا نہیں ہیں، ہمارا اس کے ساتھ کوئی لینا دینا نہیں ہے، نہ ہم فتویٰ لگاتے ہیں، نہ ہم کسی کو پاکستانیت کا سرٹیفیکیٹ دیتے ہیں، یہ ہمارا کام نہیں ہے، یہ عوام کا کام ہے، یہ جو بڑی عدالت میں آپ جاتے ہیں، ہم جاتے ہیں، آپ خود ان سے پوچھ لیں، انہوں نے کہا کہ پیسہ کدھر گیا؟ بڑا Important question ہے، ان کے ساتھ جرگوں میں ڈسکس ہوا۔ احمد کنڈی صاحب! آپ نے جو بات کی کہ کلاس فور کی سیاست کو چھوڑیں، او بھئی آپ اٹھارہویں ترمیم کی بات کرتے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ صوبے خود مختار ہیں، ہمارا فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ کلاس فور کا کیا کام ہے لیکن آپ دیکھ لیں کہ پیسہ کدھر گیا؟ مسٹر سپیکر! ماہانہ چالیس ارب سے زیادہ ہمارا Current side ہے جس میں پینشن، سیلریز اور نان سیلریز کے Expenditure ہیں، چار سو اسی ارب روپے سے زیادہ آپ کا سالانہ Current side کا Expenditure ہے، پیسہ آپ کا ادھر چلا گیا اور آپ نے کلاس فور کی سیاست کی، آپ نے ایک ایک دفتر میں جہاں پر دو دو بندوں کی ضرورت تھی، پچاس پچاس بھرتی کئے، آپ نے بددیانتی کی، پیسہ ادھر گیا؟ آپ نے پچیس جولائی کی بات کی، میں اس سیاست میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن آپ نے خود تاریخ کی بات کی کہ 1990 میں کیا ہوا، 1993 میں کیا ہوا، 1998 میں

کیا ہوا، 2002 میں کیا ہوا، 2008 میں کیا ہوا اور پھر 2013 میں کیا ہوا؟ جب ایک سو چھبیس دن ایک سیاسی جماعت روڈ پہ بیٹھی رہی کہ ہمیں انصاف دیں، چار حلقے کھول دیں، آپ نے نہیں کھولنے دیئے، آپ آج بات کرتے ہیں (تالیاں) پچیس جولائی کو کیا ہوا؟ ہم اپنا گریباں آپ کے ہاتھ میں دیتے ہیں، آئیں آپ سب کچھ سامنے لے آئیں، ثبوت کے ساتھ، Rhetoric نہیں، ہم ثبوت پر بات کرینگے۔ آپ نے تنقید برائے تنقید کی، آپ نے کہا کہ ہم نے تنقید برائے تنقید نہیں کی، میں دوبارہ سے کہتا ہوں کہ آپ نے تنقید برائے تنقید کی لیکن ایشو بڑا Important ہے، ایشو کے اوپر بات کرینگے۔ مسٹر سپیکر! میر کلام صاحب نے بھی اور ان کی ادھر ماشاء اللہ Fan fallowing بھی کافی تھی کہ جب وہ بات کر رہے تھے Anti state elements کی، اور وہ کہہ رہے تھے کہ خدانخواستہ بغاوت ہو جائے گی، فیڈریشن کو پتہ نہیں، خدانخواستہ خطرہ ہوگا، تو ایسا کچھ نہیں ہوگا، میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن یہ بات زیادہ ضروری ہے کہ یہ سمجھنا کہ میں عقل کل ہوں، یہ غلط ہے، یہاں پر سب کو عوام نے بھیجا ہے، سب کے پاس علم اللہ نے دیا ہے، عقل دیا ہے اور سب لوگ عوام کی خدمت سمجھتے ہیں۔ میر کلام صاحب! آج تک آپ نے اس بارے میں سوچا کہ آپ جو باتیں کر رہے ہیں، اس بارے میں سوچا گیا ہے، آپ اٹھارہویں ترمیم کے Champions ہیں یا پچیسویں ترمیم کی وجہ سے آپ جب ادھر ہیں تو آپ دیکھ لیں کہ کتنے پیسے 2019-20 میں خرچ ہوئے ہیں، قبائلی اضلاع کے لئے 2020-21 کے لئے کتنی رقم ہم نے رکھی ہے؟ آپ اس بارے میں بھی بات کریں، ہم نے سوچا ہے اور ہم Positive سوچ رکھنے والے لوگ ہیں۔ مسٹر سپیکر! کلاس فور کا بڑا Critical issue ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر سیاست نہیں ہونی چاہیئے، لوگ کلاس فور کے اوپر سیاست کرتے ہیں وہ بددیانت ہیں اور میں اس سائڈ کی یا اس سائڈ کی بات نہیں کرتا، ہر بندہ اپنے گریباں میں جھانکے کہ خیبر پختونخوا میں کون کلاس فور کی سیاست کرتا آرہا ہے، کون کر رہا ہے اور کرتا رہے گا، کس کی سیاست کلاس فور کے اوپر Depend کرتی ہے؟ مسٹر سپیکر! میں ٹریڈ کی بات کرتا ہوں، میں نے پچھلے دنوں کافی تفصیل میں اس حوالے سے بات کی کہ Central Asiain Regisnal Econaomic Cooperation (CAREC) 5 and 6 Khyber Pass Ecnomic Cooridoor کو یہ سہرا جاتا ہے، خیبر پختونخوا کی موجودہ حکومت کو (تالیاں) ہم نے ECNIC سے منظور کروایا، ہم کسی کو یہ حق نہیں دینگے کہ خیبر پختونخوا کے عوام کو Confuse کرے، ہم نے سوات

موٹروے فیز ٹو بہت پرانی باتیں میں نہیں کرتا، سات سال کی پرفارمنس میں بیان نہیں کرتا ہے، میں پچھلے پندرہ دن کی بات کرتا ہوں، سوات موٹروے فیز ٹو، خیبر پختونخوا حکومت نے ECNIC سے منظور کروایا، جلوزئی اکنامک زون خیبر پختونخوا حکومت نے Materialized کر کے دکھایا، یہ پچھلے پندرہ دن کی میں بات کر رہا ہوں۔ مسٹر سپیکر! سی پیک کے حوالے سے یہاں پر بات ہوئی، سردار یوسف صاحب میرے بزرگ ہیں، اگر میری کوئی بات کسی کو بری لگی تو چھوٹا سمجھ کر Ignore کریں، مجھے خیر ہے لیکن ہزارہ موٹروے کی بات ہوئی، ہزارہ موٹروے سی پیک کا حصہ ہے، مسلم لیگ نون نے نہیں وہ سی پیک کا حصہ ہے، وہ جو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میرے بھائی میرے دوست بتائیں کہ سی پیک کب شروع ہوا، کس نے اس پر کام کیا تھا؟ ہر چیز یہاں پر کہ بھئی فلاں نے کیا کیا، عوام کو آپ کب تک گمراہ کرینگے؟ سی پیک کے اوپر ہم بتائیں گے کہ خیبر پختونخوا میں ہم کیا لے کر آرہے ہیں، سی پیک سٹی Inauguration کے لئے ان شاءاللہ Ready اور آپ کا جو رشکئی سپیشل اکنامک زون ہے وہ بھی Inauguration کے لئے آپ کا Ready ہے، اگست میں ہم آپ کو ان شاءاللہ رشکئی سپیشل اکنامک زون کی Inauguration کر کے دکھائیں گے۔ یہ ہے خیبر پختونخوا حکومت کا، (تالیاں) ہم نے آپ کو دکھایا کہ آپ کی طرف سے ایک موٹروے نہیں کہ وہ بھی ایک بزنس کے لئے روڈ ہے جو بنا ہوا ہے، ہم آپ کو بتائیں گے کہ کیسے ہم کر کے دیتے ہیں؟ مسٹر سپیکر! ٹریڈ کے اوپر میں بھی زیادہ پرانی باتیں نہیں کرتا کہ کس نے چوبیس گھنٹے تورخم بارڈر کھولنے کی بات کی، خیبر پختونخوا حکومت نے یہ بات کی، Last week کی میں آپ کو بات بتاتا ہوں کہ ایف بی آر کسٹمز اور فیڈرل گورنمنٹ کے ہمارے Representatives باقی جتنے بھی سٹیک ہولڈرز ہیں، ان کی گرینڈ میٹنگ ہوئی، اس کے بعد تورخم گئے اور ہم نے نہ صرف تورخم کی بات کی بلکہ جو آپ نے بات کی ہے، اس کے اوپر Already خیبر پختونخوا حکومت کام کر چکی ہے، اس کے اوپر کام کر رہی ہے، ہم گریٹر پاکستان کو بھی مانتے ہیں لیکن اس کو Controversial بنا کر نہیں، کوئی ایک Conspiracy بنا کر نہیں، ہمیں حقائق سے بات کرنی ہے، ہمیں Facts and figurs پر بات کرنی ہے۔ مسٹر سپیکر! غلام خان، وا خان، انگور اڈا، خرلاچی سب کے اوپر خیبر پختونخوا حکومت Committed ہے، ان شاءاللہ ہم دکھائیں گے، جیسے سنٹرل ایشین ریجنل اکنامک کوآپریشن کے اوپر ہم نے کام کیا، آپ کو دکھایا، اسی طرح ہم ان کے جو

بارڈرز ہیں، ان کو بھی کھولنے کے اوپر کام کرینگے اور الحمدللہ کر رہے ہیں۔ مسٹر سپیکر! یہاں پر ہاؤس کے ساتھ یہ بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ یہاں ہمیں خیبر پختونخوا کی عوام دیکھ رہے ہیں، ہمیں Honest رہنا ہے، ہم نے آدھا سچ نہیں بولنا، آدھا سچ بھی پورا جھوٹ ہے، آدھا سچ یہ ہے جو آپ بتا رہے، پورا سچ یہ ہے کہ مرجڈ ایریاز کے حقوق کی جب بات ہوتی ہے تو سندھ گورنمنٹ نے اس کے اوپر غفلت دکھائی ہے، پختونخوا حکومت فرنٹ پر آئی ہے اور ہم نے قبائلی اضلاع کے حقوق کی بات کی، ہم نے دیا ہے، ہم نے خیبر پختونخوا حکومت نے اپنی جیب سے دیا ہے، یہاں پر بات کریں، اس کے اوپر ڈیبیٹ کریں کہ مرجڈ ایریاز کے حقوق کس نے سلب کئے؟ کس نے پچیسویں آئینی ترمیم کے اوپر بدیانتی کی؟ آپ ذرا بات کریں، اس بارے میں بھی عوام کو آگاہ کریں۔ مسٹر سپیکر! اب میں مدعا کی طرف آتا ہوں، مدعا یہ ہے کہ بڑا زبردست اور جس کے اوپر میرے بھائی احمد کنڈی صاحب نے بات کی، سب نے بات کی، میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ بغیر تحقیق کے انہوں نے بات کی، سب نے کہا، پتہ نہیں کہ کچھ نے ایسی تقریریں کیں جس میں اگر عوام کو ہم آگاہ نہ کریں تو شاید کوئی روئے بھی، ادھر پتہ نہیں کیا ظلم ہو رہا ہے، خدانخواستہ کوئی کچھ ہو رہا ہے کہ جس میں لوگ اس کے لئے روپڑیں۔ مسٹر سپیکر! یہ جواب میں مدعا بیان کرتا ہوں کہ وہ بنیاد اس Rhetoric کی ٹھیک نہیں تھی، Mr. Speaker! Prime Minister 42nd CCI meeting to be held on 6th August brief، یہ ہے وہ بنیاد جس کے اوپر آج بحث ہوئی لیکن عوام کو یکطرفہ بات بتائی ہے، اب یہ پرائم منسٹر کے لئے بریف ہے، جی سبجیکٹ ہے، Federal Duty of Excise on Crude Oil، یہ 6 اگست کو میٹنگ ہوئی ہے اور سبجیکٹ یہ ہے، Federal Duty of Excise on Crude Oil. سیکشن 1 کلاز (1) اس کا کہتا ہے، Article 161 (1) b of the Constitution of Pakistan, 1973 states that، جو انہوں نے Already quote کیا ہے:

"(b) the net proceeds of the Federal duty of excise on oil levied at well-head and collected by the Federal Government, shall not form part of the Federal Consolidated Fund and shall be paid to the Province in which the well-head of oil is situated.]"

یہ چھ اگست 2020 پرائم منسٹر کے لئے بریف ہے، ایجنڈا آئٹم ہے، سیکنڈ کلاز، احمد کنڈی صاحب نے کہا کہ خیبر پختونخوا کا کوئی ایجنڈا نہیں ہے، اگر کوئی بتا دیتے تو میں ان کی بات نہیں کر رہا ہوں لیکن انہوں نے کہا، اب سچ بتانے کا ٹائم ہے، سیکشن ٹو یہ جو سیریل نمبر ٹو ہے، اس میں دیکھیں، It has been more than ten years, since the promulgation of 18th Amendment، دس سال ہو گئے ہیں کہ اٹھارہویں ترمیم آچکی ہے، Yet Article 161 (1) b of the Constitution has not been implemented، یہ پرائم منسٹر کے لئے بریف ہے، Khyber Pakhtunkhwa and other Provinces are pursuing the Federal Government for imposition of Federal Excise Duty on Crude Oil، خیبر پختونخوا کو Specifically Flag کیا گیا اور باقی صوبے بھی بتائے گئے کہ وہ اس چیز کو Pursue کر رہے ہیں، Khyber Pakhtunkhaw proposed a levy of Rs. 1000 per barrel as Federal Duty of Excise on Indigenous Crude Oil which comes to about rupees at the petrol pumps. One at the petrol pumps جو End user تک Crude oil جب End user تک جائے گا تو وہ تقریباً ایک روپے پر لیٹر آئے گا، وہ خیبر پختونخوا گورنمنٹ نے Propose کیا ہے، یہ پرائم منسٹر کے لئے بریف ہے جی، چھ اگست کو یہ میٹنگ ہوئی ہے۔ Further دیکھیں، Since mineral oil and natural gas fall at entry. (ii) of Federal legislative list, therefore, the matter is within the exclusive jurisdiction of CCI to decide، جو عنایت اللہ صاحب نے بھی بات کی کہ ایک Ligal ان کا Right ہے وہ اس کو Exercise کر سکتے ہیں۔ نمبر فور دیکھیں، CCI is therefore requested to insert in the Petroleum Policy 2012 the following as Clause 4 (i) (vii) یہ Propose بھی کر رہے ہیں کہ جو پیٹرولیم پالیسی 2012 ہے، اس میں اس چیز کو Add کر دیں کہ کس کو Add کرنا ہے؟ 1000 per barrel of Federal Excise Duty on indigenous Crude Oil with immediate effect، یہ ہیں مسٹر سپیکر! حقائق جو چھ اگست کو ہوں گے، اس کو لے کر میری یہ Humble submission ہے اس ہاؤس سے کہ خیبر پختونخوا کی عوام ہماری طرف دیکھ رہی ہے، میں دوبارہ کہتا ہوں، آپ یک طرفہ، میں کسی

کی نیت کے اوپر کوئی شک نہیں کر رہا لیکن یکطرفہ ایک بات کو لے کر آپ نے کہاں سے بات کو جوڑا، کچھ نے مائنز اور منرلز کی بات کی، کچھ نے ٹریڈ کی بات کی، اس ایک بات کو بنیاد بنا کر کسی کو پتہ نہیں کہ کون خدا ناخواستہ کوئی دھاندلی سے آئے ہوئے ہیں، میں اپنی ہی بات کر رہا ہوں۔ مسٹر سپیکر! ہم نے بڑے تحمل سے سنا، یہ میرے بڑے ہیں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: ابھی فلور، آپ تشریف رکھیں۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! یہ میرے بڑے ہیں، ہم نے ان کو بڑے تحمل سے سنا، حالانکہ Quote unquote میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن زیادہ تر چیزیں جو ہیں وہ حقائق کے منافی ہیں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سردار حسین: ہماری باتوں کا جواب دیں۔

(شور)

معاون خصوصی برائے بلدیات: جی میں دے رہا ہوں، میں آپ کو وہی جواب دے رہا ہوں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سردار حسین: بس ہماری جو باتیں ہیں، ان کا جواب دے دیں۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: میں نے جواب تو دے دیا، مسٹر سپیکر! میں نے اس بات کی جو بنیاد ہے وہ چھ اگست کو Already خیبر پختونخوا گورنمنٹ نے اس کو Take up کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب! بات یہ ہے کہ دیکھیں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: ایک منٹ، دیکھیں، سب نے بات کی ہے نا، اب ان کا Right بنتا ہے نا، اب دس میں سے ایک بھی وہ بات نہ کریں، ایک کو تو موقع دے دیں نا، وہ آپ کو جواب دے رہے ہیں، ابھی فلور ان کے پاس ہے، ان کو موقع دیں۔

(شور)

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، دس بارہ کو تو وہ جواب دے رہے ہیں نا، خوشدل خان صاحب! میری عرض سنیں، اتنا اچھا ماحول ہے، At the end میں خراب نہ کریں، آپ نے اور کنڈی صاحب نے کہا کہ صوبائی گورنمنٹ کچھ نہیں کر رہی تو وہ آپ کو بتا رہے ہیں کہ صوبائی گورنمنٹ یہ یہ کر رہی ہے، کنڈی صاحب نے کہا کہ ایجنڈے پر یہ آئٹم ہی نہیں ہے اور یہ بتا رہے ہیں کہ ایجنڈے پر یہ آئٹم موجود ہے، اس پر جواب تیار ہے، آپ ان کو سنیں، گورنمنٹ کو بھی یہ حق دیں نا کہ وہ اپنی کارکردگی آپ کو دکھائے نا۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میں نے شروع میں، میرے یہ سب سینیئر پارلیمنٹیریز ہیں، میں نے شروع میں یہ کہہ دیا تھا کہ مجھ سے اگر کہیں پر کوئی تجاوز ہو یا حد سے زیادہ ہو تو میں نے اس بات کی ایڈوانس میں معذرت کر لی تھی، میں یہ Expect کرتا ہوں کہ وہ ماشاءاللہ اس طرح کے بڑے دل والے لوگ ہیں لیکن مجھے گورنمنٹ کی طرف سے جو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: To the point رہیں جی۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: جو Reality ہے وہ بتانی ہے، یہ میری مجبوری ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اذان کا وقت قریب ہے۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: گورنمنٹ کا نمائندہ ہو کر Gas reserves کے بارے میں محمود احمد بیٹنی صاحب نے بڑی Important نشاندہی کی، ہم اس کو Fully endorse کرتے ہیں، انہوں نے جو بات کی، اس کو ویسے مجھے ابھی ریاض صاحب نے بتادیا کہ کابینہ میں، لاسٹ کیبنٹ اجلاس میں اس کے اوپر Specifically discuss ہو چکا ہے، یہ ایشو ڈسکس ہو چکا ہے۔ خوشدل خان صاحب نے جو بات کی کہ ہم کب جاگیں گے؟ تو وہ ہم نے بتا دیا کہ ہم الحمد للہ جاگ بھی رہے ہیں اور ہم اپنی خیبر پختونخوا کے Rights کو بھی Properly اٹھا رہے ہیں، Properly take up کر رہے ہیں ان ایشوز کو، یہ کچھ ہماری طرف سے تھی، ایک دفعہ پھر آپ سب کا شکریہ۔

جناب احمد کنڈی: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

معاون خصوصی برائے بلدیات: کنڈی صاحب!

(شور)

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میں اس ایشو کے اوپر Specifically بات کر رہا ہوں جو زیر بحث ہے جس کے اوپر احمد کنڈی صاحب نے ایڈجرنمنٹ موشن پیش کی تھی، اس کا ڈیٹا بھی میں کنڈی صاحب کے ساتھ ڈسکس بھی کر لوں گا بلکہ ان سے تو ابھی ان شاءاللہ اقبال کی شاعری بھی میں نے سیکھنی ہے-----

(شور)

معاون خصوصی برائے بلدیات: میں صرف ایک شعر کے ساتھ خاتمہ کرتا ہوں، میں ایک شعر کے ساتھ خاتمہ کرتا ہوں:

ؔ سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں

(شور)

جناب سپیکر: Lighter note پر باتیں ہو رہی ہیں-----

(شور)

جناب سپیکر: وہ شعر کا جواب شعر سے دے رہے ہیں۔

(شور)

جناب سپیکر: بابک صاحب! یہ Lighter note پر باتیں ہو رہی ہیں۔

(شور)

معاون خصوصی برائے بلدیات: مسٹر سپیکر! میں شعر سے جواب دیتا ہوں، کنڈی صاحب کے ساتھ میرا بھائیوں والا رشتہ ہے، میں ان کو شعر Dedicate کرتا ہوں:

ؔ سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں
ہم لوگ سرخرو ہیں، کہ منزل سے آئے ہیں
اٹھ کر تو آ گئے ہیں تیری بزم سے مگر!

کچھ دل ہی جانتا ہے، کہ کس دل سے آئے ہیں

آپ سب کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: تھینک یو، اچھا میں ایک ریکویسٹ کروں گا کہ۔۔۔۔۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر صاحب! میری بات کا تو یہ جواب ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کو جواب دے دیں گے، Friday کو، ٹھیک ہے۔

(شور)

جناب سپیکر: نثار گل صاحب! آپ کو محب اللہ صاحب جواب دے رہے ہیں، جی محب اللہ صاحب!

محب اللہ خان (وزیر زراعت، حیوانات، ماہی پروری): جناب سپیکر صاحب! زه لږ شان نثار ګل صاحب او بیټنی صاحب ته دا خبره کوم چې نن خفه کیږی به نه خو تاسو ډیر زیات انتهائی زبردست د تقریرونو پریکټس کړے وو او زما خیال دے چې کوم تقریرونه اوشو نو داسې د دې اسمبلئ په تاریخ کښې نه دی شوی خو زه خپله کومه چې زمونږه یو نوی ستاره ده، هغوی ته زه خراج تحسین پیش کوم چې ډیر زبردست طریقې سره ئے هغه جوابونه درکړل خو چونکه مطلب دا دے چې دې طرف ته د اوریدو هغه دغه نه وو، دوئ کښې هغه طاقت نه وو، ګنې نو زه درته وایم چې په یقین سره کامران بنګش صاحب په کوم طریقې سره په ډیټیل سره د دوئ جوابونه ورکړل، زما خیال دے چې هغه تاریخی جوابونه وو خو چونکه تاسو چې کوم اوکړل، د هغې تاسو کښې د اوریدو هغه سکت درکښې نه وو، زه به یوه خبره اوکړم چې نن کوم ډسکشن اوشو، زما خیال دے چې کنډی صاحب چې کوم په شعرونو کښې هغه خپل اظهار خیال اوکړو، داسې لګیده چې پاکستان زما خیال دے چې د 2018 نه وروستو آزاد شوے دے او مخامخ چې په بنچونو باندې کوم خلق ناست دی، دوئ نه چرته حکومتونه کړی دی، نه د دوئ چرته وزیر اعظم راغلے دے، نه دوئ ته چرته په دې صوبه کښې ګورنمنټ ملاؤ شوے دے او چرته هم دوئ مطلب دا دے چې د دې ملک نمائندګی نه ده کړې، زما په خیال باندې چې دا اولنې ځل دے چې دا پراونشل اسمبلی جوړه شوې ده او قومی حکومت جوړ شوے دے، عمران خان په اول ځل باندې چې د دې ملک سربراه دے او دوئ چرته هم زما خیال دے د ستر سال نه واخله 1947 کښې دا

پاکستان آزاد شوے دے او تر دې پورې چې کوم سفر شوے دے، زما په خیال باندې هغه سفر دوئ نه منی، د هغوی هغه چې کوم د 1947 نه را روان وو، دوئ د هغه حکومتونو حصه وه، پکار وه چې په هغه ټائم کښې دوئ حقوق غوښتلې وې خو زه یوه خبره باندې فخر کوم چې نن په دې اسمبلئ کښې هر څوک په غیرت سره او په دغه سره خبره کولې شی، کهلاؤ خبره کولې شی نو دا زمونږه لیډر ته هغه مطلب دا دے چې هغه ته هغه کریډټ ځی چې هغه د دې پاکستان بچې بچې چې کوم دی، هغه ئے Politicize کړی دی او نن د هغې دا دغه دے چې نن اپوزیشن سره هغه خبرې کوی، که دا خبرې چرته په فلور باندې زما خیال دے د 1947 نه را واخله او 2018 پورې ډسکس شوې وے نو شاید چې مونږه ډیر مخکښې پورې سفر کړے وے خو زما خیال دے چې هغه ډسکشن چا نه دے کړے، چا کښې هغه همت نه وو چې دا سې خبرې شوې وے، نو زما خیال دے چې اصلاح به شوې وه او دې ملک ته به ډیر زیات هغه فائده رسیدلی وه خو زه به هم چې کوم دے یو شعر د کنډی صاحب د پاره او وایم، عرض به کړم څکه چې نن د شعرونو ورخ ده، وائی:

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

ان شاءاللہ آپ کو شکوہ نہیں رہے گا، نہیں کرنے دیں گے اوراس گلشن کو ہم سرے سے آباد کریں گے۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو محب اللہ صاحب، میں ایک ریکویسٹ کرناچاہتاہوں،اذان بالکل ہورہی ہے۔

<u>جناب سردار حسین</u>: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: سردار صاحب! آپ سب کی باتیں ہوگئی ہیں،No more time،ابھی اجلاس Friday کو رکھنا ہماری مجبوری ہے اور ضروری ہے،May be چھٹی بھی ہوسکتی ہے،اگر چھٹی ہوگئی تو بھی صبح دس بجے کچھ ٹائم کے لئے ہم اجلاس ضرور رکھیں گے، میری گزارش ہے کہ پشاور، چارسدہ، نوشہرہ، مردان کے ایم پی ایز دونوں طرف سے وہ Friday کو دس بجے ضرور تشریف لائیں۔

The sitting is adjourned till 10:00 a m. Friday, 31st July, 2020.

(اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 31 جولائی 2020ء صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا گیا)